۳۴۷۷

خلیل
بمبئی ہفتہ وار

جلد ۲ | ۱۲ رجنوری سنہ ۱۹۲۹ عیسوی | نمبر ۲ و ۳

زندگی کا طلسم

دنیا حادث ہے۔ دنیا والے بھی حادث۔ دنیا کی ہر شے فنا ہونے والی۔ یہی حدوث اور یہی فنائیت ہماری تلون آرائیوں اور جدت طرازیوں کا باعث ہے۔ اگر مٹی اور پانی کی یہ گھومنے والی دنیا ایک ہی حالت اور کسی حیثیت میں لم یزل یا نہ مٹنے والی ہوتی تو ناممکن تھا کہ اس مختلف پردوں پر فطرت کا مصور مختلف اور رنگ رنگ کے مناظر پیش کرتا۔ دفتر کائنات کا یہ ورق سادہ نظر آتا اور یہ کائنات خود بین صد گونہ تحریریں اس پر نہ لکھتا۔ یہ سلسلہ دنیا کی ابتدا سے ہی اور انتہا تک رہیگا۔ اسی تلون اور اسی جدت اسی بے صبری اور اسی نیرنگی کو دنیا کی ترقی سے تعبیر کیا ہے۔ اوایل عہد کا انسان نے غاروں نے نکل کر عریانی کا لباس اتارا اور کہا لوں اور پتوں سے جامہ سادہ میں سکونت و رہائش کا پہلا سبق پڑھا آج نہ صرف مشرقی دنیا میں بلکہ ہر اس دنیا میں جو انسان سے متعلق ہے ایک محیر العقول فرق نظر آتا ہے۔ علم و حکمت کے ایسے ایسے خزانے انسان نے معلوم کرلئے جن کا ختم ہونا غیر معلوم۔ تمدن و معاشرت کی وہ بلندیاں حاصل کرلیں جنکی پستی مفقود۔ فطرت کے رازوں کو کھول کر رکھدیا اور بحر و بر کی دولت پر قبضہ کرلیا۔ یہ سلطنت اللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ انسان کہاں سے کہاں پہونچ رہا ہے۔ آپ محسوس کرتے ہونگے کہ یہ ضعیف البنیان خطا و نسیان کا پتلہ عقل اور ادراک کی میدان میں کوس لمن الملک بجا رہا ہے۔ مغرب اور مشرق کی طاقتوں پر قبضہ کرلیا ہے [illegible] اور پردہ دنیا کی مسافت خواب و خیال ہوگئی ہے۔

جلوہ عام و ہر تاب ہے یہ...
علم و حکمت کا آفتاب ہے یہ

ہم آج اپنے ملک اور وطن کے انسانوں سے دریافت کرتے ہیں کہ انسان کی اس ترقی بے محابا اور اس بلندیٔ رفیع نظر میں آپ کا کتنا حصہ ہے۔ وہ شکتی جو آج دیش کے پریم سے ہر دے میں آگ کی لپٹ پیدا کردیتی ہے اور جو انسان کی رنگا رنگی کا ایک مزہ پیدا ہونے والا جذبہ ہے تمہارے اندر کتنی ہے۔ ان آنکھوں نے پرتھوی کے چاروں بھگوان بدھی کے نظارے دیکھے ہیں اور یہ پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ انسانی دوڑ دھوپ اور انسانی ترقی کا راز یہی دیش بھگتی اور وطن کا پریم رہا ہے۔ طلسم زندگی کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ انسان کے اندر آرزو کا جنون اور ارمانوں کی تپ پیدا ہو۔ جب یہ جنون یہ تڑپ اور یہ تپ پیدا ہوجاتی ہے تو کوئی کام مشکل نہیں رہتا۔ کوئی منزل دور نہیں رہتی۔ کوئی راہ دشوار نہیں ہوتی۔

وہ تو سب آسانیوں کی جان ہے
غیر فانی مستقل ارمان ہے...

ایسی آرزو اور ارمان پیدا کرنیکا واحد ذریعہ محبت ہے۔ انفرادی حیثیت میں یہ محبت کسی صورت کے ساتھ ہو اخلاق و عادات کردار و اعمال پر اثر کرتی ہے لیکن اجتماعی حیثیت میں اس محبت کا مستقر اور سدا سب سے بہتر وطن اور ملت ہے جس وقت کسی جماعت یا ملت کے [illegible] قت کسی جاتی کے اندر جس وقت کسی قوم کے اندر دیش کا پریم اور دیش کی محبت بھڑک اٹھتی ہے تو وہ طلسم زندگی کے بہت سے رازوں کو حل کرجاتی ہے اور انسان صحیح طور پر فطرت کا رازدار بن جاتا ہے۔

اب اگر ہم ایک بار ہندوستان اپنے عزیز وطن پر بصیرت کی آنکھ اوٹھاکر دیکھتے ہیں تو اس کی مخلوق کے اندر پریم کی اگنی کے شعلے بھڑکتے ہوئے نظر نہیں آتے اس کی رنگا رنگی کی جماعتیں ایک دوسرے سے بر سر پیکار ہیں۔ اس کے انسان غرضوں میں اس قدر مبتلا ہیں کہ وہ ایک منٹ کیلئے بھی یہ نہیں سوچ سکتے کہ وطن اور قوم کی ضروریات کیا ہیں۔ اور اس نعمت کے حصول کے لئے کیا عمل کرنا چاہیئے۔ اگرچہ ایشور کی دیا سے اب یہ غفلت کم ہو رہی ہے اور سنسار کی قوت در جماعتوں کے اعلانے ہندیوں کے سامنے بھی ایک زبردست مقصد لا کھڑا کیا ہے گروہ کے گروہ حب وطن کے نشے میں چور نظر آرہے ہیں اور وطن کی خدمت کا جذبہ خاصی قوت کے ساتھ پیدا ہو چلا ہے لیکن ابھی وہ منزل نہیں آئی جہاں انسان کی جدت طرازیاں اور تلون آرائیاں اپنی مراد کو پہونچ جاتی ہیں۔ ہم آج اس طلسم زندگی کو جو ہندوستان کے اندر ابھی تک ایک حیرانی وجود بنا ہوا ہے محض ان دو لفظوں میں توڑ دینا چاہتے ہیں یعنی "حب وطن"، "دیش سے پریم"، اور "بھارت بھومی کی خدمت"۔

اپنے ناظرین کے حضور میں موجودہ تمام بلاؤں اور آفتوں کا علاج جو طلسم زندگی کے نہ سمجھنے سے پیدا ہو رہی ہیں یہی پیش کر سکتے ہیں کہ "حب وطن" کے مقصد عظیم کو پیش نظر رکھا جائے اور دنیا کی ترقی کی الٹ بیں یوسی شکتی "بھارت" کیساتھ شرابور ہوجائے۔ جس وقت ہمارے اندر یہ جذبہ صداقت ایکتا و تیقنت کے ساتھ پیدا ہوگیا تو پھر ہمارے لئے ترقی اور تہذیب کی وہ تمام راہیں کھلی ہوتی ہیں جن پر گامزن ہوکر اقوام ارضی نے موجودہ اقتدار اور قدرت حاصل کی ہے۔ اور اس عالم میں ایک خاص جگہ اعلیٰ قوموں میں حاصل کی ہے۔

—— ٭ ——

ہفتہ وار

گذرے ہوئے دنوں کی یاد بہت چین دیا کرتی ہے۔ خصوصاً اسلئے کہ فطرت نے بشر کو ہر دیعنی انسان کبھی اپنی موجودہ حالت سے مطمئن نہیں ہوتا۔ اور مستقبل کی اندھیاری واقعات اور حوادث جو آنیوالے ہوتے ہیں جھانکنے نہیں دیتی۔ اب صرف گذری ہوئے باتیں ایسی شے ہو سکتے ہیں۔ جو ہر طرح تسکین کا سبب اور صورت میں خوشی نما ثابت ہوں۔

اگر ماضی تکلیف اور تنگی میں گذارا ہے تو یہ خوشی ہے کہ وہ گذر گیا اب لوٹ کر نہیں آنے گا۔ اگر عہد رفتہ مسرت اور فراغت کے ساتھ بسر ہوا ہے تو اسکی یاد ہر طرح مسرت انگیز اور اس کا نقش دلاویز ہم چونکہ حسن اتفاق سے ذرا خوش دل واقع ہوئے ہیں اور ہمیشہ دل کی کوٹھری امیدوں کے دفینوں سے بھری رکھتے ہیں اس لئے ماضی کی مسرتوں اور تکلیفوں سے نیک نتیجہ اور اچھا سبق پاتے ہیں۔ موجودہ پر قانع اور مستقبل کے لئے تیار اور آمادہ رہتے ہیں۔

کہیں دوستو؟ یہ غلط اصول تو نہیں ہے؟ ہمارے سونے کا قاعدہ "یہی ہے کہ ہر وقت بیدار رہے بڑی سانس نو امید کے عینک سے ہر چیز کو آنکھیں کھول کر دیکھے اور خواب میں ہو تو بینے کی نمی رکھے احساسات کو نہ سونے دے۔ یہ ہے سونے کا قاعدہ "یعنی گولڈن رول۔ ہم نے اپنے کا نشانہ امید کے ڈھیلے ہوئے اس "سو نیکا قاعدے" کے مطابق ہفتہ وحشی کے حوادث پر گہری نظر ڈالی تو کیا ٹیلی سکوپ بانتے نظر آئے جس کے چند سین ہدیہ ہیں۔

دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہمارے قوت تجربہ یا تحسیل مخبرہ ہندوستان کے سابق دارالسلطنت۔ کالی دیوی کی پرانی راجدھانی اور بنگالی بابو کی نئی کاروبار کلکتہ تشریف میں مصروف تماشا رہی۔ بڑے بڑے کرسمیں خالصہ "رنگ رلیوں نے ویسے ہی ہندوستان پر ہر سب سے بڑے شہر کو عروس نو کیطرح سجا رکھا تھا۔ اس پر خود ہفتے کی سرگرمی نے اور بھی سونے پہ سہاگہ کا کام کیا۔ ایک دو نہیں بیسیوں سبھائیں نو کانفرنسیں انہا پہ کھنڈیرا لئے یہاں ڈیرے ڈالے بیٹھی ہیں۔ بالیگڈے پارک سے چلو۔ البرٹ ہال ہوتے ہوئے چورنگی کو نکل جاؤ وہاں سے پارک سرکس کا ٹکٹ لو تو تم کو بہت سے ہو حق کرنے والے دیش بھگت نظر آئینگے جو بھانت بھانت کے جانوروں کی طرح مختلف بولیاں بول رہے ہوں گے۔

سب سے پہلے ایک سبھا تھی جس کا نام کنونشن یہ کنونیشن آل پارٹیز سبھا یا موتمر ہندی یا اتحاد کانفرنس بہت سی دھما چوکڑی کے بعد شملہ۔ دلی۔ بمبئی۔ لکھنؤ وغیرہ ہوتی ہوئی کلکتہ میں لانبے لانبے سانسوں کے ساتھ جا ٹھہری تھی۔ اور اس کے اندر وہ فساد کی پڑیا معروف آزمائش میں بھی جسکو "نہرو رپورٹ" کہتے ہیں۔ یعنی وطن کی ہونے والی اولاد کیلئے اندھیوں کے نجومی نے ایک زائچہ یا جنم پتر طیار کیا تھا اور تقدیم پارینہ کے اورق پر نو روز کی آمد کا مژدہ سنایا تھا۔

دلی جہاں کے ایک مشہور ڈاکٹر صاحب مختار احمد انصاری صاحب اس کے صدر تھے بہت خوب آدمی تھے کبھی آنار۔ بھرے ہوئے جسم۔ ڈٹے ہوئے چہرے۔ اور ذرا الگھی ہوئی ہمت کے انسان ہیں۔ سنا ہے کہ ٹرکی مشن کے بعد ۱۹۱۲ء سے یہ سیاست کی بساط پر آئے۔ اور آج رفتہ رفتہ پیادے سے فرزین بن گئے ہیں۔ ہشیاری اسے کہتے ہیں۔ ان ڈاکٹر صاحب نے سبھاپتی ہوتے ہوئے ایک سدر داکھیان بھی دیا اور باوجود اس کے کہ آزادی کامل یا شدھ سوتنترہ کے قائل تھے ہندوستان کے لئے درجہ نو آبادیات قبول کیا اور اپنی سمجھ سے آشنائی کر دہ پنڈت موتی لال نہرو جی کے بنائے ہوئے دستور کو قبول کرلیں۔

یہ کنونیشن کہنے کو تو بہت بھاری تھا در کہنے والے کہتے ہیں کہ اس میں بڑے بڑے سورما اور ہر جگہ کے ویر جمع تھے یعنی ہندوستان کے ہر مذہب اور ملت کے لوگ چن چن کر یہاں لائے گئے تھے گویا نو گیری کی ایک بھرتی تھی جو ہندوستان کی آئندہ قسمت کا فیصلہ کرنے آئی تھی۔ ہم نے تو صرف ایک بات دیکھی کہ بجز ہندو بھائیوں کے اور کوئی اس بڑی سبھا میں براجمان نہ تھا نہ عیسائی۔ نہ پارسی۔ نہ بدھ۔ نہ مسلمان نام چارے کو البتہ اکا دکا غیر ہندو کہیں کہیں نظر آتے تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ اس موتمر کی ایسی رسی دراز ہوئی کہ آخری مہینے کی آخری تاریخ تک اس کا سلسلہ رہا اور یار لوگ ہو حق کرکے چلے آئے اور واقعہ تو یہ ہے کہ زندگی نام ہے ہو حق کا ہی۔ اب یہ اللہ جانے کہ نہرو رپورٹ غالب رہے گی۔ سائمن کمیشن کی پوٹ۔ نہرو جی کا غلغلہ فلک بوس غالب ہوگا یا ارون صاحب کی پنہ پانی کرنے والی دھمکی۔ ہم تو امید کے عالم میں اللہ چاہے تو یہ رسالہ کو ایک اور رپورٹ آئیگی اور بھگوان کی اچھا ہوئی تو ۱۹۳۰ء میں ڈومی نین سٹیٹس مل جائے گا البتہ دیکھنا یہ ہے کہ یہ غرب واسکیا ناہی ہندوستانیوں کو ہضم بھی ہوگا یا نہیں۔ کیونکہ لذیذ چیز ذرا زیادہ کھائی جاتی ہے۔

اب رہی دوسری بڑی سبھا یعنی کانگریس سبھا پتی جی وہی لال انگلینڈ والے جواہر ساز و گوہر فروش نہرو جی تھے۔ جنہوں نے دیش کے لئے حکومت بنائی تھی۔ چار روز تک خوب طوفان رہا اور امیدوں کے سمندر میں جوار بھاٹا آیا کیا۔ آزادی کامل ایک طرف درجہ نو آبادیات ایک طرف۔ حقوق جماعتی ایک طرف۔ اکثریت کی خاطر داری ایک طرف۔ ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی ہٹ ایک طرف۔ مسلمانوں کے مطالبات۔ ایک طرف سکھوں کی ناراضی۔ ایک طرف۔

[illegible] کی جو پٹی ایک طرف اپنی بسنت جی کا لپک لپک کر ہیچ کو سرکتی۔ ایک طرف سوبھاش اور جواہر کا لپک لپک کر اوپر کو چڑھنا ایک طرف۔ ایک طرف مہاتما گاندھی کا اپنی بسنت جی کو ہاتھ پکڑ کر اوپر کو چڑھانا۔ دوسری طرف موتی لال جی کا جواہر و سوبھاش کی ٹانگ پکڑ کر نیچے کھینچنا۔ تیسری طرف قرار داد و ں کی بھرمار اور چوتھی طرف مزدوروں کا ملیغار۔ غرض کانگریس کیا تھی اچھا خاصہ ایک بازار تھی جس میں طرح طرح کی سیاسی جنس موجود تھی۔ لیکن حسب گراں قیمت اور خریداروں کے بس سے باہر۔

——— ٥✕٥ ———

سب سے بڑی جنس یہاں آپس کا اختلاف تھی جس کے خریدار نہیں تقریباً ہر لیڈر اپنے کو ستا کرنا چاہتا تھا لیکن ہمارے پرانے اہنسا والے لیڈر مہاتما گاندھی جی نے ایک اڑنگے میں سب کو چت کر دیا اور ۱۹۳۰ء کے آخر میں عدم تعاون اور خلاف ورزی قانون کی دھمکی دیتے ہوئے صرف نو آبادیات کے تکیہ کو سرہانے رکھکر محو خواب ہو گئے مہاتما گاندھی جی ہیں۔ سچے آدمی۔ یقین تو ہے کہ جاتے جاتے ہی ڈومی نین لینگے یا پھر تہیہ کر رکھا ہے خدا مزہ رکھیگا۔ تو کانگریس بھی ختم۔

——— ٥✕٥ ———

مسلم لیگ اے سبحان اللہ۔ ٹیلر ہیلیس کے حریم عشرت کی ایک صورت آئی اور ۳ یا ۳۵ عدد ارواح قدسیہ کے جمگھٹ میں چند الٹی سیدھی باتیں سنا گئی۔ بمبئی کے ایک مقنن باراں دیدہ صدارت مستقل کا خلعت پہنے مسلم لیگ کو مسلمانوں کا نمائندہ گروہ اور سب سے بڑا۔ سب سے زیادہ لیتا نہ شدہ بناتے ہی رہے۔ لیکن بھلا ہو یا ان نانی کی خوش مذاقی کا کہ کوئی بھی کسی کی بات نہ سمجھا ایک طلسم مطالبات لیکر ملا مان نہ مان میں تیرا مہمان بنکر بڑی سبھا یعنی موتمر ہندی میں جا دھمکے۔ وہ بھلا وہاں کون سنتا۔ بھگوان کی کرپا ہے حاتی کے بڑے بڑے سورما وہاں موجود تھے

لگے ہاتھوں ٹیلر ہیلیس کے دارو غہ کی وہ چڑ پی۔ بمبئی کے مقنن صاحب کی ایسی تواضع کی کہ بجز باقاعدہ واپسی کے کچھ اور نہ بنا ر وتے بسورتے گھر آئے ایک نامعلوم مدت کے لئے مسلم لیگ ختم کردی۔

——— ٥✕٥ ———

ہالیڈے پارک اور البرٹ ہال میں تھوڑا فاصلہ تھا لیکن مقاصد اور نتائج میں بعد المشرقین مسلم لیگ نے کوئی درجہ حکومت پسند نہ کیا لیکن خلافت کا جھنڈا مانس پر چڑھ گیا یعنی مکمل آزادی منظور اس سے کم نامنظور۔ رامپور کے مشہور میل والے محمد علی صاحب جواب ملت کی خدمت کی وجہ سے مولانا محمد علی صاحب کے دافعی خطاب سے [illegible] اپنے خطبہ صدارت کے لئے بیحد مقبول ہوئے۔ تین دن کی نشستوں میں خلافت کانفرس نے بھی قرار دادوں کے ڈھیر لگا دیئے اگرچہ ہندو مسلم سوال کی ہڑبونگ نے جبر رسان اجنسیوں کو بہت کچھ موقع دیا کہ وہ پنجاب کے جیب [illegible] اور انتقام پسند حضرات کی تو تو میں میں کی اشاعت کریں اور سچ تو یہ ہے کہ پنجابی بھائیوں نے جو خلافت میں شریک تھے کوئی کسر بھی اٹھا نہ رکھی خوب خوب کیچڑ اچھالی اور تہذیب و متانت کی ہولی کھیلی۔ یہاں تک کہ خفا ہو کر اٹھ آئے اور ایک اعلان کے ذریعہ ہندوستان کے مسلمانوں کو عزت افزائی فرمادی کہ ہم خوشی میں مسلمانوں کی طرف سے شریک ہو رہے ہیں۔ مگر کسی نے نہ سنی۔ ادھر خلافت کانفرنس نے بھی گوشمالی کردی اور آنکھ برادری سے خارج کردیا۔ کنونشن سے نکلے گئے۔ کانگریس میں داخل نہیں۔ خلافت سے رشتہ ٹوٹا۔ بیچ بیچ ہی نشٹ گئے۔ اسی کو کہتے ہیں ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے

——— ٥✕٥ ———

خلافت کانفرنس کے دوران ہی پنڈال [illegible] پہلوانوں کا ہجوم ہوگیا سیاسی اکھاڑا ختم ہی ہوا تھا کہ جسمانی اکھاڑے نے کرتب دکھائی اور اچھی جوڑ ہے ہم بھی لنگر لنگوٹ سنبھال حاضر ہو گئے آدھمکے اور سر آغا خان کی صدارت کے جلوے جاتے ہیں کے سامنے ایک ہٹن کی پنڈال میں ملاحظہ فرمائیے۔ باتیں یہاں بھی پہنچی کہ یہاں سر آغا خان کی فراخدلی نے گائے کی قربانی غیر ضروری قرار دیدی۔ معلوم نہیں مسلم کانفرنس کو اس سوال کیا رکھا تھا۔ بہر حال ہوگا ہم کہاں تک تناسخ آخر بزرگ عاشقان اور تناسخ گاؤ بر خلاصی ہندوستان ہیں کے منظر ہیں ہم نے تو محمد علی اور شفیع آغا کا ایک عجیب پیوند دیکھا گو بہ نگا ہے اور دلوں کا بعید تعلق معلق ہو جانا ہی قوم کی بہتری کی علامت ہے تو کہیں سے۔ یہ بہت اچھا ہوا کہ کانفرنس دہلی آزادی اور نو آبادیات بساتے نہ مصروف نہ ہوئی بلکہ دو ایک گہری گہری باتیں طے کرلیں اور رخصت۔

——— ٥✕٥ ———

اگر سکون کا نام موت اور جمود کا نام فنا ہے تو ہماری امیدیں پوری ہو گئیں۔ ہندوستان کا یہ اختلاف کچھ ہی کیوں نہ ہو قوائے معطل میں حرکت پیدا کر رہا ہے اور حرکت علامت ہے بیداری کی بیداری زندگی کو کہتے ہیں۔ اگر زندگی بخیر ہے تو ہمارا اگلے سال کا شگفتہ زار انشاء اللہ خوشیوں اور مسرتوں کا چمن زار ہوگا۔ اور موجودہ جنگ مقاصد و اغراض کے گرم و سرد فنا متصادم ہو کر معتدل ہوں گے اور ایک معتدل چیز ہمارے سامنے آئے گی۔ انشاء اللہ باقی تتبعہ زندگی۔

——— ٥✕٥ ———

اسی اثنا میں خبر آئی کہ ہمارے افغانیوں کے جدید بادشاہ غازی کے ملک میں بڑے اور بہت ڈھونڈ ا سے اور بوٹ پہننے پر بغاوت ہوگئی بغاوت بھی العظمت اللہ کابل در جلال آباد کی صورت ہی بدل گئی۔ امان اللہ جیسا شیر دل پریشان ہو گیا۔ وہ تو خیریت ہوگئی کہ سب شرطیں مان لیں اصحاب افغانستان میں امن ہو۔ سچ ہے تعصب اور سخت گیری مذہبی قوم کی زندگی کا ایک راز ہے۔

——— ٥✕٥ ———

افغانستان میں انقلاب عظیم

افغانستان میں انقلاب کی خبریں کسقدر متوحش اور پریشان کن تھیں۔ لیکن اسکا نتیجہ اس سے زیادہ قابل افسوس اور رنجدہ برآمد ہوا۔ آخرکار ہمارے افغانی بھائیوں کے تعصب اور قدامت پسندی نے امان اللہ خاں جیسے بیدار مغز۔ سادہ مزاج اور محب وطن کو ہاتھ سے کھو دیا۔ غازی امان اللہ نے سہارا غیوری کو دست برداری دیدی ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۹ء تک جس مستعدی اور بیداری کے ساتھ امان اللہ خان نے اپنی ملت کو بام ترقی پر پہونچانے کی جد و جہد کی تھی وہ غالبًا تاریخ میں نمایاں رہیگی۔ اگر اس جدید کام میں غازی موصوف اسقدر عجلت نہ فرماتے اور غیر ضروری امور کے لئے ملت کو مجبور نہ کرتے تو بہت ممکن تھا کہ یہ نتیجہ نہ پیدا ہوتا لیکن اس کے ساتھ دنیا اس قربانی اور ایثار کو نہیں بھول سکتی جو امان اللہ خان نے اس موقع پر دکھایا ہے اُنہوں نے سمجھ لیا تھا کہ میرا نظام ملت کو منظور نہیں اور وہ اس راستہ پر چلنا گوارا نہیں کرتی جو میں پیش کر رہا ہوں اس لئے اُنہوں نے ایک بے طاقت بادشاہ بننے سے یہی بہتر خیال کیا کہ تخت و تاج سے دست برداری دیدی جائے چنانچہ وہ الگ ہو گئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ عزم باقی ہے کہ وہ اپنی ملت کے سامنے اس پروگرام کو رکھتے رہیں گے جبکو وہ وطن کے استقلال کیلئے ضروری خیال کرتے ہیں ہم جدید شہریار افغانستان ہز مجسٹی عنایت اللہ خاں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ملت افغانیہ کو بتانا چاہتے ہیں کہ بغیر تجدید اور اصلاحات کے ملک کی ترقی نہیں ہو سکتی البتہ وہ مغربیت ضرور قابل ترک ہے جو تمدن کے نام سے بے حیائی کا زہر پھیلاتی ہے۔

اُمید ہے کہ جدید دور کامیابی کے ساتھ ملت کی ترقی میں صرف رہیگا۔ غازی امان اللہ خاں کیلئے اب بھی ہمارے قلوب میں جگہ موجود ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ پہلے کی زیادہ اپنی اصلاحات کے مقبول بنانے کی جد و جہد کرینگے۔ اللہ کا شکر ہے کہ افغانستان کشت و خون سے بچ گیا۔ یہ بھی امان اللہ کی ملت پروری اور حب وطن تھی کہ وہ بغیر کسی حرص و اقتدار پرستی کی تمنا کے ایسے جلیل القدر منصب سے بے نیازانہ الگ ہو گیا۔ یہ دوسری شہادت ہے امان اللہ کے عشق و محبت کی جو وطن کے ساتھ اس ملت کے سپاہی کو ہے۔ یہ انقلاب ضرور قابل افسوس ہے لیکن دنیا میں یہ کوئی نئی بات نہیں۔

بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نہ نادری۔

بمبئی میں مُردے کی بے حرمتی

آہ یہ کسقدر روح فرسا اور جگر خراش واقعہ ہے۔ ہمارے خیال میں دنیا کی کوئی بھی غیرت مند قوم اس بے عزتی کو گوارا نہیں کر سکتی جہاں تک انسانیت کا تعلق ہے۔ اس عالم ناپائیدار کا کوئی متنفس نعش کی اس عبرت انگیز اور سبق آموز بے حرمتی پر خون کے دو آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور کم از مسلم قوم کے لئے تو یہ ایک جاں گسل واقعہ ہے۔

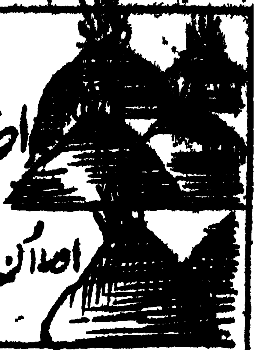
واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ داؤدی بوہروں کی دو فریقوں میں سے ایک نہایت کمزور اور کم تعداد فریق ہے اور دوسری اُس کے مقابلہ میں ہر طرح طاقتور ہے۔ بڑے قبرستان کے بارے میں ان ہر دو فریق میں زبردست مقدمہ چل رہا ہے جس میں چھوٹی فریق کو عدالت سے یہ حکم ہوا کہ وہ سابقہ دروازے سے اپنی میت نہ لے جایا کرے بلکہ جس حصہ کی وہ دعویدار بنتی ہے تا فیصلہ مقدمہ اُس طرف میتیں لے جانے کیلئے وہ ایک نیا دروازہ بنالے چونکہ مقدمہ ابھی زیر غور تھا اور دوسری طرف دوسرا دروازہ کھولنے سے اس چھوٹی فریق کے مقدمہ میں زبردست کمزوری پیدا ہوتی تھی لہذا مصلحتاً اُس نے دروازہ نہ کھولا اور کسی نہ کسی طریقہ سے دروازہ کھولنے کی ممانعت کیلئے میونسپلٹی کا ایک حکم حاصل کر لیا۔ اب جب یہ موت واقع ہوئی تو اس کی میت لیکر یہ لوگ قبرستان پہونچے میونسپلٹی وغیرہ کا حکم دکھایا مگر چونکہ میت کو دروازے میں سے گذرنے دینے سے مذکورہ بالا مقدمہ پر قوی فریق کے خلاف اثر پڑتا تھا لہذا اُنہوں نے اس میت کو دروازہ میں سے داخل نہ ہونے دیا۔

اب یہ لوگ اُس میت کو بڑے قبرستان سے اٹھا کر چرنی روڈ کے چھوٹے قبرستان کیطرف پوشیدہ طور پر لیگئے چونکہ یہ قبرستان بھی قوی فریق کا تھا لہذا پہرہ دار نے انکو روکا اُنہوں نے پہرہ دار کو ہاتھ پاؤں اور منہ باندھکر ایک طرف ڈالدیا اور قبرستان میں داخل ہو کر قبر کھودنے میں مصروف ہو گئے اس عرصہ میں پہرہ دار کسی طرح کھل گیا اور اُس نے بھاگ کر اسکی اطلاع قوی فریق کو دی چنانچہ اُس طرف سے بہت سے لوگ قبرستان کی طرف دوڑے جب میت والوں نے ان لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو ادھ کھدی قبر اور میت کو چھوڑ کر فرار ہو گئے چنانچہ اس فریق کے آدمیوں نے اُس میت کو اُٹھا کر صاحب میت کے مکان کے آگے لاکر رکھدیا اور اپنے اپنے گھر کا راستہ لیا ہم مذکورہ بالا واقعات کے بارے میں اس وقت کچھ کہنا نہیں چاہتے جب تک کہ ہماری تحقیقات مکمل نہ ہو جائے البتہ اس دلخراش واقعہ سے جسقدر روح فرسا صدمہ ہمکو پہونچا ہے ہم اوس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ناظرین سے وعدہ کرتے ہیں کہ انشاءاللہ آیندہ ہفتہ ہم اسکی تفصیلی رپورٹ یا قطعی صحیح واقعات پیش کرینگے۔

مہربانی فرماکر

قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایئے اور خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

نیاز مند منیجر



اطالیہ کے آتش فشاں پہاڑ اور اُن کے شعلوں میں انسانی زندگی کے کارنامے

(از اڈیٹر)



محبت اور شعر و بیت کے بندوں نے جنوبی یورپ کی تاریخی ملک اطالیہ کے جوالا مکھیوں کی گرم راکھ پگھلے ہوئے پتھروں اور برستے ہوئے انگاروں میں حسن کے ہنگاموں کا تماشا دیکھا ہے وہ آگ اُگلنے والے دہانے جن کی ایک ایک حرکت ویرانی و تباہی کے ہولناک نتائج کا پیش خیمہ ہوتی ہے صدہا داستانیں اور افسانے ایسے ہیں جو تین ہزار برس سے اس سرزمین پر لکھی جا رہی ہیں۔

اطالیہ جو اساطیر قدیمہ کے لحاظ سے خانہ فقا ... کہا گیا ہے جوالا مکھی پہاڑوں کی آتش فشانیوں سے زیادہ خود جوالا مکھیوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہاں کے کوہ ہائے آتش فشاں میں۔ اِٹنا۔ ویسوویس اور استرامبولی بہت نامی ہیں آجکل یہ پہاڑ اپنی گرما گرمی کی وجہ سے بہت مشہور ہو رہے ہیں ان کے علاوہ تقریباً ایک درجن چھوٹے بڑے پہاڑ اور ہیں جو اپنی زندگی کی نمایاں علامتیں پیش کر رہے ہیں۔ اور انسان کی تاریخ کی ابتدا سے آج تک متعدد بار اس آتش بار زندگی کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ اطالیہ کی اس آگ برسانے والی طبعی کیفیت نے اور ملکوں کے مقابلے میں یورپ کے اندر خصوصیت کے ساتھ دلچسپی پیدا کر دی ہے اور کرتی رہی اس سلسلے میں ایک عظیم ذخیرہ ادب و حکایات کا طیار ہو گیا۔ مسٹر ایچ۔ جے۔ جانسٹن لیوس نے ۱۹۱۵ء میں ایک کتاب موسومہ ”جنوبی اطالیہ کے آتش فشاں پہاڑوں کے منظوم تاریخ کی نعت“ لکھی ہے۔ اس کے اندر جو مختلف مظاہرات کے عنوان قائم ہوئے ہیں اور جو لکھی گئی ہیں ان کے ناموں کی فہرست ہی سے ایک معمولی کتاب کے ۴۴ صفحے پر ہو جاتے ہیں۔ ان جوالا مکھیوں کے پھٹنے کی پہلی مثال مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے ۵۰۰ برس پہلے اٹنا کی آتش فشانی میں ملتی ہے۔ آج یہ ۱۹۲۸ء کے نومبر میں آخری مثال سامنے آئی جو اس پہاڑ کے مشرقی ڈھال کیطرف نمایاں ہوئی تھی نومبر ۱۹۲۸ء میں لاوا یعنی پگھلے ہوئے پتھروں اور فلزات کی زیادتی تھی شعلوں اور اینٹوں میں زیادہ شدت نہ تھی۔ اٹنا در حقیقت زمنہ قدیم سے ... بہت مشہور و معروف ہے۔ ازمنہ قدیم میں تو اس کو بڑا تقدس حاصل تھا۔ رومی ادب اس کے فسانوں سے بھرا پڑا ہے۔ پرانی تاریخوں میں اٹنا کا ذکر جگہ جگہ احترام کیساتھ آتا ہے مگر تعجب ہے کہ ہومر (یونان کا مشہور رزمیہ شاعر) نے اس کی نسبت کچھ تحریر نہیں کیا ہے اگرچہ سسلی کے بعض سواحل اور ملحقہ واقعات کا نظارہ اس نے پیش کیا ہے ممکن ہے کہ یہ پہاڑ ہومر کے زمانے سے پہلے عرصہ تک خاموش رہا ہو اور اس زمانے میں اس نے کوئی آثار زندگی کا نمایاں نہ کیا ہو۔

تلمیحات قدیمہ اور آتش فشاں پہاڑ

رومۃ القدیم کے دو مشہور مورخ پنڈر اور سفلس ٹائفن (طوفان) نامی عفریت کا فسانہ بیان کرتے ہیں اس کو رب الشمس یعنی زیوس نے اٹنا کے اندر زندہ دفن کر دیا تھا۔

مشہور مورخ تھیوسوڈائڈ بعض آتشی مدوجزر کا بیان بین طور پر دیتا ہے۔ غالباً مشہور شاعر ورجل کی کتاب اینیڈ سے ہر شخص واقف ہے۔ اور اس کے اندر جو کچھ ان آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے کا حال درج ہے۔

اسی طرح مشہور حکیم اسٹرابو نے اس کی جغرافی حیثیت کا ذکر کیا ہے اور بقیہ تفصیل اس کی ہیئت تشکیلی اور ساخت کے متعلق واقعات تحریر کئے ہیں سینرو کے زمانے کے ایک صوبیدار سسلی نے بھی اس کا کچھ حال لکھا ہے۔

گذشتہ سال ہی اٹنا پھر پھٹا تھا۔ اس واقعے نے صرف جنوبی ہی حیاتیں نہیں بلکہ ایک اور تاریخ بھی بنا دی ہے گاؤں آتشی بھی اسی طرح کا تھا جو اٹنا کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہا ہے اٹنا کی حرکت طبعی ویسویس کی طرح پھٹ جانیوالے دھماکے پیدا کرنے والی اور دھڑا دھڑ آتش بازی ہوتی بلکہ محض لاوا کی ایک خاموش بہنے والی دھار پیدا کرتا ہے۔

یہ دھار بعض اوقات اسکی اوپر اسکے ہٹانے سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس کے پہلوؤں اور سوراخ بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور لاوا کو راستہ مل جاتا ہے۔ اٹنا کے لاوا کے اجزائے ترکیبی اس قسم کے ہیں کہ ان میں پھٹنے اور گرجنے والا مادہ نہیں ہوتا ہے اس کے علاوہ بعض ایک قسم کی سیاہ اور سخت چٹان ہوتی ہے جو آگ کی ڈلیاں بنا کرتی ہے۔ یہ جب سیال صورت اختیار کرتی ہے تو بہت ہی کم گاڑھی ہوتی ہے اور بھاپ جلدی سے نکل جاتی ہے دوسرے آتش فشاں پہاڑوں کا لاوا تیزابی چٹانوں سے بنتا ہے جو سیال صورت میں بہت گاڑھی ہوتی ہیں اور بھاپ کو اس قدر دیر تک روکتی ہیں کہ بغیر فدات کو پھاڑتے ہوئے وہ نہیں نکلتی۔ یہی وجہ ہے کہ دھماکے ہوتے ہیں

کوہ اٹنا کی حرکت

کوہ اٹنا کی حرکت شہابی جو زمانہ حاضرہ میں مختلف اوقات میں وقوع پذیر ہوتی ہے جس کا اوسط تقریباً ۱۵ سال ہے بے حد شور انگیز ہوتی لیکن اتلاف جان کبھی نہیں ہوا۔

اتلاف جان نہ ہونا اور بے حد زمین کا ہموار خیز ہونا اس بات کا

سبب بتاتا ہے کہ اس پہاڑ کے نیچے فی الحال تقریباً ۲۶۰۰ فٹ نیچے بہت زیادہ آباد ہیں اور شاید اطالیہ اور سسلی کا کوئی دیہاتی رقبہ اتنا آباد نہ ہوگا۔ آج تک اسّی ۸۰ مرتبہ پھٹ چکا ہے۔ ان میں سے بیس بہت سخت اور شدید تھے بعض مرتبہ اس کی حرکت تباہی کے ساتھ زلزلہ بھی آیا اور اُس نے اکثر تباہی پھیلادی۔ شہر قطانیہ دو مرتبہ برباد ہو چکا ہے۔ سب سے زبردست اور شدید قسم کی حرکت ۱۶۶۹ء میں ہوئی تھی جبکہ لاوا کی دھار آگ کا ایک دریا تھی جس کا پاٹ ایک میل کے قریب مختلف سوراخوں سے نکلنے والے لاوا سے بنی تھی جو ۱۴ میل طویل و دراز میں سلسلہ وار پیدا ہو گئے تھے اس دریائے آتشی کی ایک شاخ آہستہ آہستہ بڑھتی ہوئی شہر قطانیہ کے قریب پانچ ہفتوں کے اندر پہنچ گئی۔ ایک ۶۰ فٹ بلند دیوار بنادی اور مغربی حصہ شہر کی گلیوں کو پاٹ دیا۔ دو ہفتہ کے بعد سمندر میں گرنا شروع ہو گیا۔ بندرگاہ کو پاٹ دیا۔ اور طویل پتھریلی راس بنادی جس کی لمبائی نصف میل کے قریب تھی۔

لارڈ ڈچلس اس نظارے کا حال چشم دید اس طرح تحریر کرتے ہیں "میں نے آگ کے ایک دریا کو پہاڑ سے اُترتے دیکھا اس کا رنگ ہیبتناک طور پر سرخ تھا۔ [illegible] رنگ کے پتھر اس کے اندر تیر رہے تھے جو ایک بڑی میز سے کسی طرح کم نہ تھے۔ شہر قطانیہ کے ۳۰ ہزار آدمیوں میں سے محض ۳ ہزار باقی بچے تھے۔ اُن کا اسباب نکال لیا گیا اور قلعہ کی بہت بڑی بڑی گنہیاں بچالی گئیں شہر کا دروازہ بند ہو گیا تھا اور ہر فرد و نفس اس بلا سے بچ جانے کی راہ سوچتا میں تھا۔ البانی مقام کے قریب لاوا کی دھار نے ایک پہاڑی کو آلیا جس پر ہرے ہرے کھیت لہرا رہے تھے پہاڑی کی پہاڑی اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک معقول فاصلے پر آ رکی تھی۔ لوگوں نے انگوروں کے باغ کے کو اس آتشی دریا پر تیرتے دیکھا"

فطرت کی نیرنگیاں

جس وقت لاوا قطانیہ کے قریب پہونچا تو بہت سے مذہبی پیشوا اور پادری اپنے مذہبی اور تاریخی آثار اور یادگاریں لئے ہوئے شہر کے باہر ایک جگہ جمع ہو گئے ان کے پیچھے ایک مخلوق تھی جو آ رہی تھی بعض ان میں سے توبہ کے طور پر اپنے جسم کو تازیانے لگا رہے تھے اور فریادوں کے ساتھ اس قوت کو پکار رہے تھے جو آگ اور پتھروں کے اس طوفان کی پیدا کرنے والی تھی۔ البتہ اللہ یہ اضطراب و فریاد کا وقت بے نفسی نفسی کا عالم یہ محشر خیز سماں کس چیز کا تھا۔ گروہ تھا جو اسباب لوٹنے اور چرانے میں مشغول رہتا جن کو فوج نے زبردستی روکا۔ چار مہینے تک یہ لاوا جاری رہا اور دو برس کے بعد بھی جبکہ وہ ظاہری طور پر منجمد ہو چکا تھا نلی میں سرخ انگارہ کی طرح دہک رہا تھا۔

اطالیہ کے ایک قریبی جزیرے سے تین میل کے فاصلے پر ایک تحت البحر کوہ آتش فشاں کو بھی حرکت ہوئی یہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو ہوئی تھی۔ ٹھوس لاوا کے بم سرخ انگارے کی صورت میں فضا میں اٹھتے اور پھٹتے تھے۔ انہوں اس قدر مقدار میں پتھر اگلا کہ ایک نیا جزیرہ تقریباً ۱۰۰ گز طویل اور ۵ فٹ بلند سمندر پر بن گیا لیکن موجوں نے اس کو بہت جلد تہ آب کر دیا۔

جولائی ۱۸۳۱ء میں جزائر گریہم بن گئے تھے جو [illegible] اور سسلی کے ساحل کے درمیان واقع ہے۔ یہ بھی تحت البحر آتش فشانی حرکت سے بنے تھے۔ ابتدا میں پانی کے زبردست ستون بن کر ہوا میں اٹھے۔ پھر بھاپ پیدا ہوتی اسی بھاپ کے اندر پتھر اور مٹی کا [illegible] خزانہ موجود تھا کہ مرکزی دہانے کے چاروں طرف ایک زبردست جزیرہ بن گیا اور رفتہ رفتہ ۲۰۰ فٹ بلند ہو گیا اس کا دور تقریباً ۳ میل ہوگا۔ دوسرے سال وہ دفعتہً غائب ہو گیا۔

دوسرے چھوٹے پہاڑ جزیرہ [illegible]

شمال اور اطالیہ کے مغرب جزائر پہاڑی واقع ہیں جن کی نسبت مشہور ہے کہ یہاں یونانی معبودوں میں سے ہوا کا دیوتا رہتا تھا۔ ان جزیروں میں بہت آتش فشاں پہاڑ موجود ہیں ان میں سے ایک کا نام "ولکینو" ہے یہ دہانہ ہمیشہ دھواں اور گندھک کے ابخرات نکالتا رہتا ہے اور کبھی کبھی تھوڑی سی حرکت آتش فشانی بھی کرتا ہے اس کے علاوہ ایک اسٹرمبولی ہے جو ہمیشہ دو ہزار برس سے حرکت میں ہے رات کے وقت اس دہانے پر سحابی ابخرات روشن ہو جاتے ہیں اور سرخ سرخ کرنیں ان میں سے برابر نکلتی رہتی ہیں۔ گویا فطرت خوشنما روشنی کا طبعی طور پر بنا دیا ہے۔ یہ پہاڑ واقعی لائٹ ہاؤس کا کام دیتا ہے ان کے علاوہ شمالاً خلیج نیپلز کا ساحل ہے یہاں بھی آتش فشاں دہانے موجود ہیں اور ہمسایہ جزائر میں بھی آثار موجود ہیں جو اس ساحل کا ایک حصہ کہے جا سکتے ہیں مثلاً جزائر ہیسارہ۔ پروسیدا۔ اشیہ۔ وغیرہ۔ ان میں ۱۳۰۲ء میں حرکت ہوئی ۱۸۸۳ء میں ایک زبردست بھونچال بھی آیا

(باقی آئندہ)

خلیل کا نمونہ اور وی پی

طلب کرنے والے حضرات خلیل کا انتظار نہ فرمائیں۔ جس کے لئے ہم ڈاک کے قاعدے سے مجبور ہیں۔ آپ بصد ادب منی آرڈر بھیجئے۔

خلیل کی سالانہ قیمت بلکم ۳ روپے اور بیرون ہند ... جو بذریعہ منی آرڈر وصول ہونی لازمی ہے ممالک غیر سے چھ روپیہ۔

خاکسار منیجر

ادبیات

آپ بیتی

(از جناب سعید صاحب)

شام کا وقت ہے دریا کا کنارہ ہے نہ کوئی مونس ہے نہ کوئی غمخوار ہے ایک شخص تنہا بیٹھا ہوا زار و قطار رو رہا ہے ایک عالم یاس میں چاروں طرف اس امید پر نگاہ دوڑاتا ہے کہ شاید کوئی خدا کا بندہ نظر آجائے بیچارہ کچھ دیر تک پیاس کی شدت آفت و مصیبت کا سامنا رنج و غم سے واسطہ لیکن جب کوئی نظر نہیں آتا تو وہ انتہائی بیقراری کیساتھ بلک بلک کر روتا ہے آہ و زاری کرتا ہے اپنی دکھ بھری داستان خدائے علیم سے کہتا ہے اور روتا جاتا ہے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے میں چھپا ہوا اوسکی حالت اضطراب بنظر حیرت دیکھ رہا تھا آخر مجھ سے نہ رہا گیا اور بے اختیار ہوکر اوسکی درد بھری کہانی سننے کیلئے آگے بڑھا اس مصیبت زدہ نے اس غم کے مجسمہ نے اپنی انتہائی کوشش اس امر پر صرف کردی کہ مجھ اجنبی شخص سے الگ ہوکر لپٹ جائے لیکن اٹھنا کسکو کہتے ہیں ناتوانی سے نوبت بہ اینجا رسید کہ ؎

چارہ سازی کا بھلا ہو کیا وفورِ ضعف سے

سانس تک لینے کو بیمارِ الم مجبور ہے

اوسکے بلک بلک کر رونے نے میرا دل تڑپا دیا قریب ہو کر بیٹھا اور ایسا محسوس کرنے لگا جیسے یہ اجنبی شخص میرا ازلی دوست ہے میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے میں نے مضطرب ہوکر اجنبی شخص سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیسے تشریف لائے آپ کا نام کیا ہے؟

وہ "میرا نام سعید احمد ہے۔ انسان ہوں یہاں تقدیر لائی ہے میں ایک مصیبت زدہ ہوں اور اسوقت رنج و غم آفت و مصیبت کے انتہائی سمندر میں غوطہ کھا رہا ہوں یا در موت کے سوا کوئی دوسرا ساحل نظر نہیں آتا دنیاوی دلچسپیوں پر موت کو ترجیح دینے والا پہونچا تک مجھے امارت لائی ہے۔

میں "(تعجب سے پوچھتے ہیں) سعید۔ امارت؟

سعید جی ہاں امارت۔ میں غربت کی حالتمیں نہایت پرسکون اور پر لطف زندگی بسر کر رہا تھا ہر شخص میرے ساتھ ہمدردی سے پیش آتا تھا انسانی شفقت پیار محبت کے دروازے مجھ پر کھلے ہوئے تھے میرا کوئی زمانہ بھر میں دشمن نظر نہ آتا تھا ہر کس و ناکس سے جھک کر ملتا تھا ہر شخص مجھسے جھک کر ملاقات کرتا تھا۔ بیدھڑک بلا خوف و خطر ادھر ادھر جہاں چاہتا تھا چلا جاتا تھا جب میں سوتا تو کوئی جان و مال کا خطرہ نہ تھا! بلکہ اسکے برعکس دولتمند ہوتے ہی مجھے ہزاروں مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا۔

میں دولت ایسی بُری چیز ہے جیسے آپ "زبان" کے قدموں سے ٹھکرا رہے ہیں بلکہ دولت ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے لئے ایک نمک حلال غلام سے کسی حالت میں کم نہیں۔

سعید افسوس آپ کا خیال میرے دلی منشا تک نہیں پہونچا، میرے پیارے غمخوار آپ میری مصیبت میں کام آئے مجھ جان بلب کو موت کے چنگل سے چھڑا لیا آج میرا جو تھا فاقہ تھا فرض کیجئے اگر آپکے پاس یہ خیالِ امروز نہ ہوتے تو میری روح پرواز کر جاتی یا نہیں میں آپ کا ممنون ہوں آپکا غلام لیکن سنئے جب ہم خدائے قدوس سے کوئی یا کسی قسم کی دعا مانگتے ہیں تو خدا سنتا ہے مگر قبول کر لیتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ میری دعا کی رسائی درِ اجابت تک نہیں ہوتی اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی اللہ جل و علی سے دعا کا طالب ہوتا ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے لیکن درگاہ ایزدی ڈاکخانہ نہیں ہے کہ رسید ملے کہ دعا موصول ہوئی رسید ارسال ہے۔ اگر کوئی خدا سے اپنی حیثیت سے زیادہ طلب کرتا ہے تو اوسی پاس قابل نہ سمجھکر اوسکی درخواست کو بنظرِ مصلحت نظر انداز کر دیتا ہے میرے پیارے رفیق شاید حلیم کا قصہ آپ بھولے نہونگے کہ جب دولت کی وجہ سے اوس نے کافی پیٹ ز[illegible]

اقتدار حاصل کر لیا تھا تو اسکے خاندان کے چند خود غرض و شوریدہ سروں نے جنکو اسکی دولت میں حصہ ملنے والا تھا اوسکی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے ہو گئے اور موقع پاکر اوس پر قاتلانہ حملہ کر دیا اوس وقت آپ کاش حلیم سے دریافت کرتے جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا کہ افلاس کی پرسکون زندگی بہتر تھی یا تمول کی خطرناک تا آخر کا کیا حشر ہوا اسی خیال کو ہمیشہ اُس وقت جبکہ اسکے پاس دولت جیسی مایوس کن شے موجود نہ تھی تو اسکی زندگی کے ساتھ نماز روزہ ذکر اذکار ورد و اوراد نیک نیتی عجز و انکساری درد و غمخواری محبت و وفاداری خلوص و ہمدردی وغیرہ کے علاوہ اوسکی زندگی کے ساتھ اور بھی متعدد خصوصیات نظر آتی تھیں لیکن جب دولت کا بھوت سر پر سوار ہوا تو اسکی عادت میں انتہائی تغیر پیدا ہو گیا کھلم کھلا شراب پینے لگا اور لیب بلیک جیک اور نکے دریائے سیہ کاری میں طغیانی آئی تو غرق ہو گیا اور دولت کے غرور پر اپنے رقیب کو قتل کر دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت مجازی کے احکام کے ماتحت تختہ پھانسی پر مجبوراً کھڑا ہو گیا کاش آپ اس وقت موجود ہوتے اور کاش آخر کے دل سے دریافت کرتے کہ غربت کی پرسکون زندگی بہتر تھی یا تمول کی پر آشوب تو یقیناً بہت روتا اور مسلسل آہیں بھر کر افلاس کی زندگی کو تمول کی زندگی پر ترجیح دیتا۔ میرے محترم دوست جو دعا قبول نہو تمنائیں پوری نہوں تو رنجیدہ نہونا چاہئے آخر ہم جس چیز پر پھولے نہیں سماتے ہم جس جسم پر نازاں ہیں افسوس تم افسوس اوسکی حقیقت ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے جسکے لئے طرح طرح کے مصائب و آلام کا سامنا کرتے ہیں مثال اوسکی یہ ہے کہ دور اسے ایک ایک بجلی بلند ہوتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے بجلی گرجتی ہے خاموش ہو جاتی ہے۔ شرارہ چمکتا ہے غائب ہو جاتا ہے آہ اسی طرح ہم بھی فنا ہو جائینگے ہمارے آثار دنیوی خاک میں مل جائینگے خالق کائنات نے جن عناصر سے مستعار لیکر ہمارے جسم کو تعمیر کیا ہمارا جسم ان عناصر کے سپرد کر دیا جائیگا اونکی امانت انکے سپرد کر دیجائیگی۔ واویلا وا اسفا ایسی حقیر ہم اسقدر نازاں ہو رہے ہیں آہ اسی ہستی پر اسقدر تکبر اس ہستی کی شان جو لطف سنا بر

اسقدر ناز ہمارا اترانا جیسا بجا ہے اظہر من الشمس ہے
میرے پیارے عزیز کاش آپ میری طرح "آہ درد اٹھا"
میں ہے بھائی سعید کیا ہوا ۔ . .
سعید ۔ بس زندگی کا سلسلہ تمام ہوتا ہے پنسل لیکر
بہت جلدی جلدی کچھ لکھا جسے میں قطعی نہ سمجھ سکا ۔ اور
لڑکھڑاتی زبان سے کہا کہ آپ خدا بدر ہیں میں مسلمان ہوں اور اسلام پر
اس وقت تک قائم ہوں لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ ۔
اسکے بعد بہت جلد جلد دو تین ہچکیاں آئیں اور سعید ہمیشہ کے لئے
خاموش ہو گئے جو پرچہ تھا اوسکا مضمون یہ تھا ۔

عزیز از جان، تم سلامت رہو ہزار برس ۔
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار ۔ میرا آخری سلام قبول
بوجہ شدت درد کے زبان سے کچھ بولنے سے قاصر ہوں میں آگرہ سے
واپس ہو رہا تھا کہ چند آدمی فتح آباد سے میرے پیچھے پیچھے آئے ۔
یہاں پہونچکر انھوں نے میری اسقدر مرمت کی کہ میرا سر ٹوٹ گیا
اور جب انھیں یقین کامل ہو گیا کہ میں مر گیا تو جو کچھ میرے پاس
تھا لیکر رفو چکر ہوئے میری ہدایت یاد رہے کہ کبھی اپنی حیثیت
سے زیادہ خواہش نہ کرنا، میری سرگذشت تقی سے جو لاہور
عثمانیہ ہوٹل میں ملازم ہے معلوم کر سکتے ہیں ؎

زبان ز نکتہ فرو ماند و راز من باقی ست
بضاعت سخن آخر شد و سخن باقی ست

طلسمی تخیلات

از ابوالمجاہد محمد حسین صاحب بیتاب جونپوری

اکتوبر کا مہینہ ہے دسویں تاریخ ہے ہلکے ہلکے بادلوں نے
آسمان پر ایک عجیب منظر پیدا کر رکھا ہے قمری ماہ کی تیرہویں
تاریخ کا چاند سیزدہ سالہ حور وش کیطرح کبھی نازنینوں کی گستاخ نگاہوں سے
شرما کر بدلیوں کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے اور کبھی کسی شوخ
چنچل معشوق کیطرح بے جھجک نکل کر خرام ناز کا لطف دکھاتا ہے،
میں بالاخانہ کی چھت پر ایک آرام کرسی پر بیٹھا ہوا دنیائے تخیلات
کی سیر میں مشغول ہوں ۔

ایک شاداب باغ ہے جسکا ہر تختہ بیلے چمیلی گلاب
چمپا ۔ اور اقسام اقسام کے خودرو خوشنما پھولوں سے لبریز ہے ۔
نسیم کی ہلکی ہلکی موجیں آئیں اور شامہ نواز نکہت نے مجھے سرشار
کر دیا ایک عالم بیخودی میں مجھے معلوم ہوا کہ قدرت نے یہ دلکشا
باغ یہ روح افزا چمن مجھے ہی تفویض فرما دیا ہے ۔ میری مسرتوں
کی کوئی انتہا نہ تھی ۔ میری شادمانی حد سے متجاوز تھی میں خوش تھا
لیکن کیوں ۔ شاد تھا لیکن کسلئے ۔ اسلئے نہیں کہ یہ ہرا بھرا باغ
یہ سبز و شاداب چمن مجھے مفت ملگیا بلکہ اسلئے اور صرف اسلئے
کہ میں . . . . ایک ہار تیار کرونگا
پھولونکا ۔ یاسمن کی نیم شگفتہ کلیونکا اور یہ ہار اپنے چمن کے
خوبصورت پھولونکا خوشنما ہار ایک مجسمہ حسن کی بلوریں گردن
میں اپنی تقدیر پر اتراتا ہوا اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتا ہوا ڈالونگا ۔
اسکے تابناک گلابی رخسارے میرے بائیں بازو پر ہونگے اور اوسکی
کالی کالی مشکی زلفیں میرے دائیں بازو پر لیکن آہ میری تمام امیدوں
پر پانی پھر گیا اور میری تمام آرزوئیں خاک میں ملگئیں مشرق کی جانب
افق پر کالے رنگ کی ایک دہواں نما شئے نمودار ہوئی میرا دل دھڑکنے
لگا اور میرے قلب کی حرکت تیز ہو گئی ۔ میرے جسم پر ایک
ارتعاشی کیفیت طاری ہونے لگی جسقدر وہ شئے قریب ہوتی جاتی
تھی اسیقدر اوسکی سیاہی اسکا پھیلاؤ بڑھتا جاتا تھا میں خوفزدہ
ہو کر فوارے کے نخلستان کے پاس ایک گوشہ میں دبک گیا ۔
دیکھتے ہی دیکھتے وہ خوفناک چیز کالے کالے ہیبتناک بادلوں کی شکل
میں فضائے آسمانی پر پھیلا ہو گئی ۔ دمکتا ہوا چاند ڈر کر چھپ گیا
جھلملاتے ہوئے تارے سہم کر روپوش ہو گئے میرا دل زور زور سے
اچھلنے لگا میرے قلب کی حرکت اب اور تیز ہو گئی ۔ تاریکی اسقدر
بڑھ گئی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں دکھلائی دیتے تھے . . . . .

اے ہجران نصیب عشاق کیا تمہاری شب ہجران ایسی ہی
ڈراونی ہوتی ہے کیا وہ اس سے بھی زیادہ تاریک اور بھیانک
ہوتی ہے اگر ایسی ہی ہوتی ہے تو بیشک تم لوگ
قابل رحم ہو ظالم ہیں وہ ہستیاں جو تم پر رحم کر سکتی ہیں اور
اور نہیں کرتیں — اے حریم ناز میں چین سے میٹھی نیند
سونے والو کیا تمہیں خبر ہے کہ آدھی رات کو جبکہ تمام دنیا میٹھی
نیند سو رہی ہے کوئی نامراد کسطرح کانٹوں پر تلملا رہا ہے

کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ہجر ۔
ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر

اٹھو اٹھو ہاں تمھیں اپنے گلابی رخساروں کا صدقہ ۔ کالی
کالی نشیلی آنکھوں کا واسطہ ۔ اٹھو اور مرتے ہوئے بیماروں کی
مسیحائی کرو دیکھو کوئی سسک سسک کر کس درد کے ساتھ کہہ رہا ہے

کر گئے تیرے وعدہ پر ستم گر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا

دیکھو کسی کی آہیں تمہارے پاؤں پڑتی ہیں کسیلئے نالے تمہاری
چوکھٹ پر سر ٹکراتے ہیں ہوا کے سرد جھونکے خاک شدہ دلوں کے
چمکیلے ذرے تمہارے دو شالوں پر بکھیر رہے ہیں اور تمہارے
پر پیچ مانگوں پر افشاں چن رہے ہیں اٹھو خدا کیلئے اوسکی خبر لو
چمن کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا تھوڑی دیر میں گرم تیز ہو گئی ۔
ہوا نہ تھی ایک آگ تھی ملتہب اور شعلہ فشاں جوالہ ۔

نونہالان چمن ابھی جسکے بھولنے پھلنے کے دن تھے زرد پڑ گئے اور پھولوں کی مہکنے والی شاخیں جنکی چھوٹی کلیاں ابھی تک دست گلچیں کی گستاخیوں سے بالکل نا آشنا تھیں چشم زدن میں خشک ہونے لگیں۔ وہ دل انکا بلبل شیدا کی آنکھ سے کبھی شبنم پر گلاب کی رعنائی کلی چونچ میں لیکر یوں مصروف شیون تھی کہ آہ پھول تو وہ دن بہار جانفزا دکھلا گئے

حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

میرا دل اپنے ہرے بھرے چمن کی بربادی پر خون کے آنسو رو رہا تھا اس وقت میرے غم و اندوہ کی کوئی انتہا نہ تھی کہ ایک تڑاخے کی آواز ہوئی اور بجلی سے پژمردہ باغ میں آگ لگ گئی میں گھبرا کے باغ کے اوس حصہ کی طرف بھاگا جو آگ کی دستبرد سے محفوظ تھا کیا دیکھتا ہوں نیچے کھچے پھولوں کو کوئی اپنے حنائی پیروں سے مل رہا ہے میرے دل میں ایک ہوک اٹھی میں نے اوس مجسمۂ ناز کے قدموں پر اپنی جبین نیاز خم کر دی میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ چمن میرے دل کی دنیا تھی اور یہ خوشنما پھول میرے ارمان تھے تمنائیں تھیں حسرتیں تھیں۔ اسے جس برق نے خاک میں ملا دیا وہ لب لعلیں سے نکلی ہوئی ایک نہیں کی صدا تھی گل آرزو کے خون کرنے والی یہی لطیف ہستی ہے جسکے نازک قدموں پر اسوقت میرا سر ہے آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہ تھا ہاں! دونوں پلکوں پر دو فنا ہو جانیوالے موتی ضرور جھلملا رہے تھے ۱۲

موت پر محبت کی فتح

(از جناب نور محمد صاحب)

شام کا وقت تھا ہر فرد بشر اپنے اپنے کام سے فارغ ہو کر خوش خوش اصغرامان خرامان گھر کو واپس جا رہا تھا پرندے بھی بسیرا لینے کیلئے فضائے آسمانی میں جلد جلد پرواز کر رہے تھے سورج اپنی آخری کرنیں پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیوں پر ڈالکر سنہری لباس پہنا رہا تھا دلکش اور دلفریب منظر پیش کرتے ہوئے نقاب اوڑھنے جا رہا تھا یہ خوشی کا سماں تھا۔ لیکن وہی پہاڑ جو سورج کی روشنی سے دلفریب بن رہے تھے بسی کو بھیانک اور ڈراونے نظر آتے تھے اور موت کا نقشہ سامنے نظر آ رہا تھا کیونکہ بسی کے پیارے باسل انڈرووڈ کو کرومویل بادشاہ وقت کی طرف سے اس دن شام کا گھنٹہ بجنے کے وقت پھانسی دئے جانیکا حکم مل چکا تھا۔ جوں جوں سورج کی کرنیں زرد ہوتی جاتی تھیں بسی کا چہرہ بھی زرد اور ہونٹ خشک ہو رہے تھے بسی سر جھکائے کھڑی سوچ میں تھی کہ اپنے پیارے کو کس طرح بچائے اسکے میدان خیال میں کچھ نظر نہ پڑتا تھا اور دنیا میں سوائے اپنی ذات کے باسل انڈرووڈ کا مددگار کسی کو نہ پاتی تھی دنیا اسکو تاریک دکھائی دیتی تھی۔ اچانک اسکے سر میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر آج گھنٹہ نہ بجے تو شاید ممکن ہے کہ باسل انڈرووڈ کی خلاصی ہو جائے بسی افسردہ حالت میں گرجا کی طرف چل پڑی جہاں پر ایک بوڑھا آدمی سیکسٹن نامی ہر روز شام کو گھنٹہ بجایا کرتا تھا راستے میں خدا سے دعا کرتی تھی۔

اے خدا مجھ گردائے محبت کا کا تیرا نہ ہوا اور تیرے سوا کوئی نہیں جو میری پلو کو گوہر مراد سے بھر دے۔ اور کوئی نہیں جو تیرے سوا میری آہ و زاری کو سنے اور پارہ ہائے جگر کو سوزن الفت سے بخیہ کرے" جب وہ بوڑھے سیکسٹن کے پاس پہنچی تو التجا کی کہ آج گھنٹہ نہ بجانا اس نے انکار کر دیا سکیونکہ میری تمام عمر اس فرض منصبی کو ادا کرتے ہوئے گذر گئی ہے میں نے گھنٹہ بجانے میں کبھی غلطی نہیں کی تو آج کیسے نہ بجاؤں بسی نے

جب یہ بات سنی تو خاموش ہو کر رہ گئی اس نے بوڑھے سیکسٹن کو چھوڑ کر جہاں گھنٹہ لٹک رہا تھا اس ٹاور پر چڑھنا شروع کر دیا۔ جب سے وہ ٹاور بنا تھا اس دن سے کوئی انسان اس پر نہ چڑھا تھا لیکن بسی نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالکر اور اپنی جان کی پروا نہ کر کے اوپر چڑھکر گھنٹہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا کہ گھنٹے کی آواز نہ سنائی دے۔ جب بوڑھے سیکسٹن نے اپنا فرض منصبی ادا کر لیا تو وہ اپنے نازک جسم پر ٹھوکریں کھاتی نیچے ٹاور سے اتر آئی۔ سیکسٹن کو گھنٹہ تو سنانا تھا کیونکہ اسکو سنائی نہ دیتا تھا اس نے تکا ہلائی اور سمجھا کہ گھنٹہ معمول کے مطابق بج چکا ہے ادھر کرومویل بادشاہ وقت کے نوکر باسل انڈرووڈ کو پھانسی دینے کیلئے قتل گاہ میں گھنٹے کی آواز کے انتظار میں کھڑے تھے۔ گھنٹہ تو بجا ہی نہ تھا۔

ادھر سے بسی بھی قتلگاہ کی طرف جلدی جلدی جا رہی تھی تاکہ دیکھے کیا کچھ ظہور میں آتا ہے جب گھنٹہ کی آواز نہ آئی تو باسل انڈرووڈ کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا اور تمام حال عرض کیا اتنی دیر میں بسی بھی وہاں پہنچ گئی اور بادشاہ کو جھک کر سلام کیا اور نہایت عاجزانہ لہجہ میں عرض کیا کہ بوڑھے سیکسٹن کا کوئی قصور نہیں اوس نے اپنا فرض ادا کیا لیکن میں نے ٹاور پر چڑھ کر گھنٹے کو پکڑ لیا اور بجنے نہ دیا اس امید پر کہ شاید بادشاہ مجھ پر مہربانی کرے اور میرے پیارے کو رہا کر دے بادشاہ سن کر متاثر ہوا اور اسی وقت حکم دیا کہ باسل انڈرووڈ کو چھوڑ دو کیونکہ اگر اسکو نہ چھوڑا تو یہ نوجوان خاتون کا بھی خاتمہ ہو جائیگا اسکی زندگی اس سے وابستہ ہے بسی اپنے پیارے کے حق میں دوائے موت ثابت ہوئی ۱۲

باب النظم

زاہدِ شب بیدار

(از جناب ماسٹر باسط لب دانی صاحب)

دور ہے پیلائے شب کا پھر اندھیری رات ہے — عالم روشن سراسر پردۂ ظلمات ہے
خامشی چھائی ہوئی ہے چار سو یا بات ہے — جلوہ گر ہر رنگ میں لیکن جلالِ ذات ہے

مست و غافل ایک عالم اس گھڑی ہے خواب میں
سر جھکائے بیٹھا ہے زاہد مگر محراب میں

کام ہے اسکو فقط تسبیح سے تہلیل سے — اور علوم باطنی کی بے بہا تحصیل سے
طالب لذت آشنائے انس کی تکمیل سے — [illegible] ہے عشق [illegible] دل سے

بادۂ توحید سے سرمست ہے [illegible]
[illegible] ہو [illegible] بھی [illegible]

[illegible] عشقِ حقیقی کا چھلکتا [illegible] — [illegible] زاہد کہ [illegible] گلفام ہے
[illegible] پیے اوسے [illegible] — [illegible] رندِ حقیقی [illegible] کا نام ہے

بادۂ عرفاں [illegible] ہو
نور حق [illegible]

بیخودی ہے کسقدر کیا لطفِ استغراق ہے — سامنے [illegible] جلوہ حرم کا طاق ہے
[illegible] دلِ زاہد پہ اب اطلاق ہے — بند ہیں آنکھیں مگر پیشِ نظر آفاق ہے

اک جگہ پہ بیٹھکر دونوں جہاں کی سیر کی
عالم امکاں کو دیکھا لامکاں کی سیر کی

بند کرنا آنکھ کا اس بات کی تمہید ہے — دیدۂ دل سے کسی کا اشتیاقِ دید ہے
مرشدِ کامل کی اپنے شوق سے تقلید ہے — یہ ریاضت یہ عبادت گویا اسکی عید ہے

لو لگائے [illegible] زاہد لو[illegible]
آنکھ لڑ ہی جائیگی [illegible] صورت

جس طرف تسبیح پھیری [illegible] گریا یار — [illegible] سلسلہ کا بھی [illegible]
ہوتے ہوتے ہو گیا جب بیخبر بے اختیار — یار کے اوصاف کا کرنے لگا دیں [illegible]

سنے خودی کہتی ہے اب تسبیح سے کیا کام ہے
[illegible] بہت [illegible] کھلتا یار ہی کا نام ہے

کیا مجال آ جائے اس کے تنہا میں کوئی خلل — یاد خالق سے شگفتہ ہو گیا دل کا کنول
اس مصلے کی ہو کیا تعریف [illegible] — بیٹھکر دیکھا ہے جس پر شیخ نے حسن ازل

اہل ظاہر کہتے ہیں یہ بیٹھا تھا فرش پر
اہل باطن کہتے ہیں [illegible] تھا عرش پر

حقیقت و مجاز

اے اگر تو ہے بیخبر زندگی کے راز سے — لا زندگی کو پھر صوتِ سوز و ساز سے
حسن کی تجلیاں جوش پر جب آ گئیں — جلوے پھوٹ نکلینگے پردۂ راز سے
سجدہ روئی جبین [illegible] کا مقام ہے — رتبہ جبیں پڑھا سجدۂ نیاز سے
نورِ عرفت کا شوق تجھکو ہے [illegible] — شمع کو تجلیاں ملیں گداز سے

گو [illegible] نہیں [illegible] ہے کوئی
دیکھنا حقیقیں دیدۂ مجاز سے

غزل حکیمانہ

(حکیم [illegible] صاحب حافظ [illegible])

دلا اگر طلبی دولت از خزانۂ عشق — بیا بخدمت سلطان کارخانۂ عشق
اگر بمنزلِ مقصود زود خواہی رفت — [illegible] خود کید تازیانۂ عشق
چو یافتم کہ جزایں کار سرفرازی نیست — [illegible] نہادم بر آستانۂ عشق
دراں بہشت شراب طہور کے یابد — کسیکہ [illegible] چشید از شرابخانۂ عشق
مسافراں کہ [illegible] سفر رفتند — شدند غرق دریں بحر ناکرانۂ عشق
بشر کہ از ہمہ مرغان [illegible] بود — اسیر شد زجہالت بہ دام و دانۂ عشق
اگرچہ عاشق و معشوق ہر دو مشتاق اند — برائے وصل بجویند گر بہانۂ عشق
[illegible] عاشق باقی [illegible] — دریں زمانہ ناختم شد زمانۂ عشق
ہنوز دیدہ ندیدہ صورت معشوق — بجرم [illegible] نشانۂ عشق
[illegible] — چو زیر تیغ [illegible] دوگانۂ عشق
[illegible] نیست — [illegible] فسانۂ عشق

غزل

از جناب کنور لیاقت علیخاں صاحب اثر

اے کاش تم بھی آتے بالین جانکنی میں — اک طرفہ کشمکش ہے موت اور زندگی میں
میت کے ساتھ میری تم شمع دفن کرنا — گم ہو نہ تیرہ بختی مدفن کی تیرگی میں
میدان حشر کیسا اٹھتے ہی روز محشر — پہونچینگے تیرے کشتے پہلے تری گلی میں
بتخانوں میں بھی رہکر ہم ہو سکے نہ کافر — سجدے کئے تو انکو اوقات بیخودی میں
رونے لگے جلا کر وہ میری شمع تربت — اف بیکسی کا منظر دھندلی سی روشنی میں
دیدے یہی سزا بس قاتل کو میرا داور — میرا شریک کر دے جنت کی زندگی میں
قید قفس کی الجھن اسپر یہ خواب یارب — میں آشیاں کو دیکھوں بجلی کی روشنی میں
ہاں اے نگاہ قاتل پھر بیقرار دل ہے — اک تیر پھر عدو کی جانب سے واپسی میں

قرباں اثر میں دل کی ایذا پسندیوں کے
اک لطف آرہا ہے اُن کو ستمگری میں

عزم قرار

(از جناب صادق صاحب الہ آبادی)

مسلم سرفروش کا عزم قرار دیکھکر — اڑ گیا رنگ غیر کا خود کو شکار دیکھکر
ہوش جہاں کے اڑ گئے سب کے قدم اکھڑ گئے — قوم کے ہر جوان کو اسپ سوار دیکھکر
نازش دہر ہم رہے جلسے صدا ہم ... — آج کہاں ہیں وہ لوٹے رنگ بہار دیکھکر
کون ہے جو جہان میں ہم نہیں ... — ہم میں پھر آ اس کہیں ابر بہار دیکھکر
قوم ہے گرچہ خستہ دل پھر بھی مگر ہے مستعد — سمجھیں نہ لوگ حقیر اسے حالت زار دیکھکر
حق سے نہ کوئی کام ہے بحث ہے نہ کوئی الزام سے — ایسے بتوں کے ہم بھلا کیوں ہوں شکار دیکھکر
ہم کو کہیں سے ربط ہے اور اسی ضبط ہے — وہ نہیں دل جو نذر دیں طرز نگار دیکھکر
بزم رہے صدا بھری کلفت ہے مدام بری — کرتے ہیں بادہ کش دعا باد بہار دیکھکر

صادق تشنہ کام نے آج پڑھی ہے جو غزل
کہدی ہے بزم شعر کا راہ میں بار دیکھکر

تجلیات قمر

(حضرت قمر بدایونی)

شامت سے یہ کیا میں نے ارمان کیا توبہ — تو اور وفا دشمن عاشق سے وفا تو
صرف اوسکے تصور سے دل کانپ گیا ۔ توبہ — تم اور غم فرقت توبہ ہے خدا توبہ
ہے جب سے خفا ساقی متروک ہے مے نوشی — کہتے ہی نہیں منتی یہ عذر ہے یا توبہ
میں دوست ہوں دشمن کا میں غیر سے ملتا ہوں — ہاں آپ سے کیا مطلب میں بھول گیا توبہ
تم اور کرم مجھ پر تم اور وفا مجھ سے — میں اور یہ امیدیں کیا میں نے کہا توبہ
دانستہ نہ تھی واعظ توبہ شکنی میری — یاد آنے ہی سے نوشی میں بھول گیا توبہ

پی آج قمر لیکن اس شان سے پی میں نے
ساقی نے دیا ساغر واعظ نے کہا ۔ توبہ

کلام خلیل!

(خلیل ڈراماٹسٹ)

عہد شباب حسن کی حد کمال تھا — جسکو عروج کہتے ہو شرح زوال تھا
انجام کی دلیل ہے آغاز مے کشی — تلخی نہیں یہ اصل میں درس مآل تھا
بر آئی جو کبھی نہ وہ امید وصل تھی — پورا ہوا جو خود سے وہ شوق وصال تھا
کھوئے سے خواب میں بھی اب آتے نہیں کبھی — وہ دن بھی تھے جو تمکو ہمارا خیال تھا
حسن نظارہ کش نہ وہ امتثال امر — سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اپنی مثال تھا
سر برہنہ جنازے پہ آیا ہے یوں وہ شوخ — مقروض گویا اوسکا مرا بال بال تھا
گم ہو گیا ہے آنکھوں ہی آنکھوں میں دل کہیں — یہ معجزہ نہیں ہے تو گویا کمال تھا
ہو نکو یوں زبانہ تو خالی نہیں مگر — ہم مرتے ہیں جسپہ وہ بت بیمثال تھا

سُن کر وہ بت خلیل مرے دل کی کیفیت
مجھ سے ہی پوچھتا ہے کہ یہ کسکا حال تھا

ہم نے ...... ہمارا فن زندہ ہے، سرزمین ہند کے کروڑوں
افراد اس فن کے چشمۂ فیض سے سیراب ہو رہے ہیں
کیا یہ اس فن کے مفید ہونے اور اس فن شریف کے
تفوق کی کافی ضمانت نہیں ہے؟

حفظانِ صحت

(غذا کے متعلق ضروری ہدایات)

(۱) غذا ہمیشہ خوب بھوک کے وقت کھانا چاہیے۔

(۲) بھوک کو روکنا نہ چاہیے۔ اس لیے کہ بھوک روکنے سے معدہ خراب اور ردّی اخلاط سے بھر جاتا ہے۔

(۳) غذا کھاتے وقت دو ایک لقمہ کی بھوک باقی رہنے دینا چاہیے۔ اس طرح معدہ ہضم غذا پر اچھی طرح قادر ہوتا ہے، جس سے ہاضمہ ٹھیک رہتا ہے۔

(۴) کھانا کھاتے وقت طبیعت خوش رکھنا چاہیے رنج و غم غضب و غصہ کی حالت میں کھانا بخوبی ہضم نہیں ہوتا

(۵) غذا خوشنما خوش ذائقہ صاف برتن میں کھانا چاہیے

(۶) غذا خوب پکی ہوئی اور تازی کھانی چاہیے۔

(۷) بہت گرم فوراً آگ سے اتری ہوئی غذا نہ کھانا چاہیے۔ اس سے مرض سرطان معدہ کا قوی اندیشہ ہے

(۸) باسی غذا حتی الامکان نہ کھانا بہتر ہے۔ اور نہ بچوں کو صبح اٹھکر باسی روٹی وغیرہ دینی چاہیے۔ اس کا ہمارے ہندوستان میں تقریباً عام رواج ہے۔ جس سے بچنا چاہیے

(۹) گرمی اور برسات میں باسی غذا سے پرہیز کرنا خصوصیت کے ساتھ بیحد ضروری ہے۔

(۱۰) غذا خوب چاب چاب کر کھانی چاہیے۔ کیونکہ لقمہ جب آہستہ آہستہ اچھی طرح چبایا جاتا ہے تو لعاب دہن اس کے ساتھ ملکر اس کے نشاستہ دار اجزا کو قابل ہضم بنا دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ غذا اچھی طرح چبائے ہوئے جلد جلد کھانے سے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے، بیچش و تخمہ وغیرہ کی شکایت ہو جاتی ہے

باب صنعت و حرفت

(رنگ)

(از جناب سید وصی احمد صاحب سوانی ڈائنگ ایکسپرٹ)

(گزشتہ سے پیوستہ)

ہم خیال کرتے ہیں کہ پبلک عموماً اور ملوں و فیکٹریوں و لانڈریوں کے مالک و ماسٹر لوگ خصوصاً فائدہ اٹھائینگے ہر شے کو رنگنے کے لیے یہ لازمی امر ہے کہ اس چیز کی اصلیت و ماہیت و خاصیت معلوم ہو۔ لہٰذا ہم پہلے ان ریشوں کو لیتے ہیں جن سے کپڑا تیار ہوتا ہے، ان کے اسما حسب ذیل ہیں

اون، سوت، ریشم، مصنوعی ریشم، ٹسر سلک، ہیمپ، فلیکس، جوٹ، چائنا گراس، کیپوپ، وغیرہ

باعتبار اصلیت ان کو دو اقسام میں تقسیم کر دیا ہے، حیواناتی و نباتی۔ حیواناتی۔ وہ ریشہ ہے جو کہ جانوروں سے حاصل ہوتا ہے، مثلاً اون و ریشم۔

نباتاتی وہ ریشے جو کہ پودوں سے حاصل ہوتے ہیں، مثلاً روئی۔ جوٹ وغیرہ۔

ریشوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرنے کا طریقہ

طریقہ	اون	ریشم
(۱) تھوڑا سا نمونہ لیکر جلاؤ۔	آہستہ جلے گا۔	جلد جلے گا۔
" " " "	پروں یا چمڑے وغیرہ کے جلنے کی بو دیگا۔	کاغذ کے جلنے کی بو دیگا۔
" " " "	کوئلے کی شکل ہو جائیگا۔	تھوڑی سی بھوری راکھ ہو جائیگی۔
(۲) ۲ فیصدی کاسٹک سوڈے میں اُبالو	بالکل حل ہو جائیگا۔	حل نہیں ہوگا۔
(۳) ایسڈ میجنٹا کے سلوشن میں اُبالو	رنگین ہو جائیگا۔	رنگ بالکل نہیں چڑھے گا۔

سفوف ہاضم

جو کھانا ہضم کرتا، سینہ کی جلن اور کھٹی ڈکاروں کو دور اور قبض کو دفع کرتا ہے۔

روبرب پوڈر تولہ، سوڈا بائی کارب تولہ، سونف تولہ، بڑی الائچی کے دانے تولہ، رومی مصطگی تولہ، کوٹ چھان کر سفوف بنائیں۔ خوراک ۴ ماشہ دن میں دو تین مرتبہ۔

اون اور ریشم کو علیحدہ کرنیکا طریقہ

خصوصیت	اون	ریشم
(۱) بیسک زنک کلورائیڈ کے سلوشن میں ایک منٹ اُبالو	½ فیصدی وزن کم ہو جائیگا۔	حل ہو جائیگا۔
(۲) امونائیکل کاپر اوکسائڈ کے سلوشن میں رکھو	حل نہیں ہوگا۔	حل ہو جائیگا۔
(۳) امونائیکل نکل اوکسائڈ " "	حل نہیں ہوگا۔	حل ہو جائیگا۔
(۴) نمک کے تیزاب میں اُبالو "	تھوڑا اثر ہوگا۔	حل ہو جائیگا۔

ریشم و مصنوعی ریشم و ٹسر سلک کے علیحدہ معلوم کرنیکا طریقہ

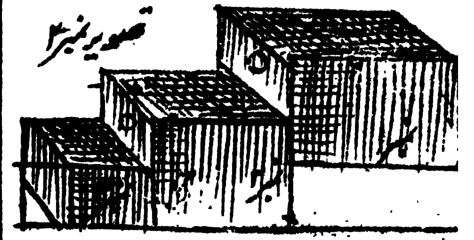
طریقہ	ملبری سلک یا اصلی	ٹسر سلک	مصنوعی ریشم
(۱) ۱۰ فی صدی کاسٹک پوٹاس میں اُبالو	دس منٹ میں حل ہو جائے گا	۳۰ منٹ میں حل ہو جائیگا	حل نہیں ہوگا
(۲) پوری طاقت کے نمک کے تیزاب میں ڈالو	فوراً حل ہو جائیگا	۴۸ گھنٹہ میں حل ہو جائیگا	حل نہیں ہوگا

(باقی آئندہ)

عملی صابون سازی

(گزشتہ سے پیوستہ)

پھر تین روز کے بعد مقطر لے لیں، یہ دوم درجہ کا تیزاب ہے، جو پہلے کی نسبت کم تیز ہوتا ہے، دونوں تیزابوں کو الگ الگ رکھو اور پہچان رکھو، سجی اور چونہ کا فضلہ اب باقی رہا، اُس میں ایک دفعہ اور پانی ڈال کر تین روز رکھکر مقطر کر لو، رہا سہا کھار اِس میں آ رہیگا، مگر یہ بالکل کمزور ہوگا، صابون تو نہیں بنا سکے گا، لیکن جب آئندہ سجی اور چونہ بھگونا ہو تو بجائے سادہ پانی کے یہی کھار والا پانی ملا دیا جائیگا، اگر ضرورت ہو تو اسی میں اور پانی ملا دیا جائے، یہ تھوڑی مقدار میں تیزی بنانیکا طریقہ ہے، جہاں منوں تیزی بنانی ہو وہاں یہ عمل تین چو بچوں کے ذریعے سے کریں، تین چو بچے اِس طرح بناویں، کہ ایک اونچا ہو۔ دوسرا۔ اُس سے نیچا تیسرا اُس سے نیچا، اُن کے درمیان میں سوراخ ہوں۔ تاکہ ایک چو بچہ کا پانی دوسرے میں جا سکے دیکھیے تصویر نمبر ۲



سجی اور چونہ پہلے اونچے چو بچہ میں بھگولو، اور تین دن کے بعد سوراخ کے راستہ سے دوسرے چو بچہ میں پانی چھوڑ دو، جب وہاں جاکے پانی ٹپک جاوے تب تیسرے چو بچہ میں یعنی نمبر ۳ میں چھوڑ دو جس سے آکر بالکل مصفا ہوگا، جب ایک چو بچے سے دوسرے چو بچے میں پانی چھوڑنا ہو تو پہلے سوراخ کے آگے ٹپلا ٹاٹ لگا دو، یا گیہوں کی نالی پھنسا دو تاکہ ایک حوض سے دوسرے حوض میں پانی چھن جاوے، حوض کے اندر چونہ کا پلاسٹر اور پختہ سیمنٹ لگا ہو، تاکہ پانی میں حوض کی مٹی نہ شامل ہو

(باقی آئندہ)

غزل

(از حضرت مولانا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی)

واعظ سے کیا کہوں کہ، ابھی تو نے پی نہیں — منہ سے لگی ہوئی تو، کبھی چھوٹ تی نہیں

راحت نہیں، خوشی نہیں، آسودگی نہیں — جو چیز ڈھونڈتی ہے طبیعت وہی نہیں

سودا نہیں، جنوں نہیں، آشفتگی نہیں — بیکار زندگی ہے، کسی کام کی نہیں

بیتاب دل، نمونۂ تنظیم کائنات — یعنے شکونِ عالمِ امکان ہی نہیں

انسانیت بھی فرض ہے، انساں کے واسطے — یہ وصف اگر نہیں ہے تو پھر آدمی نہیں

پنہاں ہے ذرہ ذرہ میں دنیائے حسن و عشق — دیکھے جو آنکھ بھر کے یہ امکان ہی نہیں

اُن کے لیے صدائے فغاں بھی ہے نغمہ ریز — اور میرے واسطے تو خوشی بھی خوشی نہیں

تسکین دل کے واسطے اِک سلسلہ رہے — کچھ دشمنی ہی کیجیے گر دوستی نہیں

دل خوں ہے، ناتمامیِ گریہ کے حال پر — ہر چند ساری عمر یہ بارش رکی نہیں

دیکھا اثر کہ دل کے پار ہوا تیرِ جانستاں — قاتل، نگاہِ یار کبھی چوکتی نہیں

روتے ہیں مجھکو دیکھ کے جو دردمند ہیں — وہ ہنس رہے ہیں جن پہ مصیبت پڑی نہیں

کچھ ایسی آ بنی ہے دلِ نامراد پر — اب غم سے غم خوشی سے ذرا بھی خوشی نہیں

اپنی جفا سے شرم نہ کر میرے واسطے — دنیا کے اور بھی تو الم ہیں یہی نہیں

جینے کی آرزو بھی مبدل بہ یاس ہے — جز مرگِ ناگہاں کوئی اُمید ہی نہیں

دن کو تمہارا ذکر ہے، شب کو تمہاری یاد — ہم کو تو اور اِس کے سوا کام ہی نہیں



ہم کو نہ کچھ ملا تو ہمارا قصور ہے — قدرت کے کارخانہ میں خنجر کمی نہیں



[illegible] سمجھنے میں ذرا تامل نہیں۔ کہ جس تجویز میں [illegible] سے کام لیا ہو ہرگز ہرگز اتفاق کے [illegible] نہیں ہوسکتی۔

[illegible] ۔ تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بیت المقدس [illegible] دنیا کا کعبہ نہیں۔

ملک العادل۔ بیشک ہے۔ اور ضرور ہے مگر جس طرح مسیحی دنیا اس کو اپنا کعبہ سمجھتی ہے۔ اسی طرح اسلامی دنیا بھی اس کو اپنا قبلہ تصور کرتی ہے۔

رچرڈ۔ مسیحی دنیا میں مسیحی دین کا وجود اہل اسلام سے سیکڑوں برس پہلے ہوا ہے۔

ملک العادل۔ سچ ہے مگر دنیا کا وجود اسلام کے ہزاروں برس بعد ہوا ہے۔

آرل آف لسٹر۔ ہم اس وقت دنیا میں ہیں اور ہماری قوم کا یہ سوال دنیاوی حیثیت سے ہے۔

ملک العادل مسلمان دنیا کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے۔ وہ دنیا میں صرف دین کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

ہربرٹ۔ پھر بھی بیت المقدس کے ساتھ جتنا مسیحی قوم کا تعلق ہے دوسری قوم کا نہیں ہوسکتا۔

ملک العادل یہ صرف تمہارا اپنا عقیدہ ہے۔ اور یہ عقیدہ [illegible] یہودی قوم بھی کا دعویٰ یہی دین سے [illegible] موجود ہے تم سے زیادہ اس دعوے میں حق بجانب ہوسکتی ہے۔

آرل آف لسٹر۔ ہمارے سوال کا جواب۔

ملک العادل۔ [illegible]

رچرڈ۔ تو کیا ہم سلطان صلاح الدین کی منصف مزاجی اور حق پسندی سے بالکل مایوس ہو جائیں۔

(باقی آئندہ)

نرخنامہ اشتہارات

چونکہ سال دوم شروع ہونے کے بعد خلیل کی تعداد اشاعت دوگنی کے قریب ہو گئی علاوہ [illegible] اضافہ ہو گیا ہے لہٰذا پہلے پرچہ کا شائع شدہ نرخنامہ منسوخ کیا جاتا ہے اور اب تا وقت اطلاع ثانی حسب ذیل نرخنامہ پر عمل درآمد کرے گا۔ (جنرل منیجر)

ٹائیٹل پیج صفحہ نمبر ۲ و نمبر ۳

جگہ	ایک مرتبہ	دو مرتبہ	چار مرتبہ
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ٹائیٹل پیج صفحہ نمبر ۴ جس میں چار محرابیں صرف بلاکوں کے لئے بنائی گئی ہیں جو پانچ رنگوں میں چھپتی ہیں۔

فی محراب ... ایک مرتبہ ... [illegible] ... دو مرتبہ ... [illegible] ... چار مرتبہ [illegible]

صفحات اخبار

جگہ	ایک مرتبہ	دو مرتبہ	چار مرتبہ
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نوٹ نمبر ۱۔ چوتھائی کالم سے کم کا اشتہار بھی چوتھائی کالم ہی کی شرح سے لیا جائے گا۔

نوٹ نمبر ۲۔ ریڈنگ میٹر میں بیس فیصدی زائد لیا جائے گا اور مسلسل تین ماہ یا اس سے زیادہ مدت کے لئے اشتہار ہر جگہ سے کم چوتھائی صفحہ یا ایک کالم کے عوض بیس فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔

نوٹ نمبر ۳۔ اگر مندرجہ بالا قواعد میں تبدیلی یا نرخوں میں کمی کا خیال اور پوری اجرت پیشگی ارسال فرمانے میں نامل کا [illegible] قسم کا پس و پیش ہو تو خط و کتابت کی تکلیف فرما کر ہمارا اور اپنا عزیز وقت ضائع نہ کریں۔ فقط

(ترسیل زر کا پتہ)

ایم خلیل جنرل منیجر ہفتہ وار اخبار خلیل بالکا بلڈنگ منڈی [illegible]

مصر کی نامراد شہزادی

از حضرت مولانا [illegible] علی صاحب [illegible] مدظلہ العالی

نیرنگ کائنات میں بلندی و فریب
کرتا ہے کوئی شوخ تماشا چھپا ہوا

مقابلۂ حسن و عشق کے خون ریز معرکے کب سے نمودار ہوئے جنابِ حضرت آدم سے بظاہر یہی قیاس ہوتا ہے کہ تخلیق انسان کے ساتھ ساتھ عالم شہود میں آئے۔ لیکن یہ خیال ہی خیال ہے کیونکہ ایک کا انجذاب، دوسرے کی ناشکیبائی، دل کی حکومت عقل کی تنبیہ، دماغ کی عطلی، افعال و حرکات کی بے اعتدالی نتیجہ یاس و حرمان، الغرض ایک سلسلۂ لامتناہی ہے صحیح طور پر جس کی ابتدا اٹھائی جا سکتی ہے مثلاً شباب و سو برس کی پرانی داستان پیش نظر ہے، سوچئے تو سہی کہ یہ کیا تھا؟ لب نہیں جو علم و تجربہ شہادت دے، کہ آج بھی یہ مناظر خوبی کا بہ عبرت نادہ علم ہیں اور لطف یہ کہ ان ذرا اشکوں کے صرف شاہی ایوانوں یا مقتدر و معزز ایکٹروں کی مخصوص تنہائیاں [illegible] پوش مساکین کے تنگ و تاریک جھونپڑوں میں بھی اور یہی آنے والی سو کہانیاں کہتے ہیں خدا جانے اس جان گسل [illegible] میں کس قیامت کی دلچسپی ہے کہ کمزور ترین ہستی بھی [illegible] سے باز نہیں آتی پھر بھی سلسلہ نہیں کہ فرصت [illegible] - اس سے کہ [illegible]

[illegible]

کبھی فراق کی محو گداز، کبھی جذبے، کہیں ساز، کہیں راز، کہیں نیاز، مختصر یہ کہ ؎

جب سے جہاں ہوا تب سے خرابی یہی ہے میر
تم دیکھ کر زمانہ کو حیران کیا رہے۔

(۱)

قتل ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھ نہ کچھ
خون رنگ تیغ تھا اور دست صیقل ساز تھا

حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے چھ سو برس اور اب سے تخمیناً ۲۶ صدیاں پہلے یونانی قوم مصر کی زمین پر سرگرداں تھی اسے کوئی ایسا امن و ستیاب نہ ہوتا تھا جہاں حکومت کی استبداد و مظالم سے بے خوف ہو کر امن و امان کی زندگی بسر کر سکتی۔ اب بڑی کوشش و جانفشانی سے اتنا ہوا کہ شاہ مصر نے نیل کے کنارے بسنے کی اجازت دیدی

مصر کے باشندے غیر اقوام سے سخت متنفر اور اپنے پرانے دھرانے آبائی مذہب کے اصولوں پر چلتا اور انہیں مراسم اغیار سے بے میل رکھنا پسند کرتے تھے۔ انکو خطرہ تھا کہ یونانیوں کا اختلاط انکے مذہب کے نقص، انکے اخلاق پر اثر ڈال کے کوئی انقلاب نہ پیدا کر دے یہی سبب کہ وہ انکے اخراج پر [illegible] کا [illegible] لیکن [illegible] نہ ہوئے اور جو [illegible] اپنی سرتوڑ کوشش کا سلسلہ موقوف نہ کیا آخرکار نتیجہ نکل آیا یونانیوں کو [illegible] مصر [illegible] منتقل کرنا پڑی جہاں اصل [illegible] کی تجارت [illegible] تھا جو امیش مصر کی صنعت و ملتجی [illegible] پر قبضہ حاصل تھا جہاں [illegible] سے [illegible] کی تجارت کرتے تھے [illegible] لوگ ہی [illegible] وقت [illegible] شاہ مصر کی بیوی بیگم

لیکن اتھینز یونانی نژاد اور فوج کا کپتان خالص یونانی [illegible] علم و حکمت یونان کا باشندہ ہوا تھا۔

یونانیوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں مصری پیشوا نہایت سرگرم تھے۔ انہیں یقین تھا کہ اگر یونانی تمدن و معاشرت اور علم و فن کی شمع روشن ہوئی تو ان کی عظمت و اقتدار کا چراغ گل ہو جائیگا اور سب سے زیادہ یہ کہ کیثر آمدنی کو اتنا سخت صدمہ پہونچے گا جس کی تلافی ممکن نہیں۔ وہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے کہ مصری عقائد کے خلاف یونانیوں سے کوئی چھوٹے سے چھوٹا قصور بھی واقع ہو تو گردن زدنی قرار دیکر طوفان بے تمیزی اٹھا دیا جائے۔ اس جدوجہد کی بدولت یونانیوں کو ایک ایک قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا چونکہ زد افتادہ قوم تھی اپنے آپکو روکے تھامے رہتی پھر بھی بھولے چوکے ذرا [illegible] ہوتی دھان کا طوفان بپا کر سارا شہر سر پر اٹھا لیا اور خطا کرنیوالے یونانی کو سخت سے سخت سزا دلوا کے ہی باز رہتے۔

اب تک جتنی سزائیں عمل میں لائی گئیں وہ عوام الناس میں محدود تھیں لیکن ہونیوالی بات شامت اعمال سے کپتان فوج خاص سے بھی ایک جرم کا ارتکاب ہو ہی گیا۔ اس کے ایوان میں ایک بلی نے چند بچے دئے تھے یہ بچے رات کو اچھل کود مچا کر اس کی نیند خراب کیا کرتے۔ [illegible] عرصے تو اس نے صبر کیا جب کسی بچے نے دھماچوکڑی مچا کر کوئی چیز گرا [illegible] اٹھا کر پٹک دیا اس [illegible] سے ان کے [illegible] معمولی قیمت کی الماری [illegible] توڑ کے پھوٹنے لگے [illegible] پر بھی اکتفا نہ کر سکے [illegible] خالص کی [illegible] میں داخل ہو گئے اس سے اوپر پلنگ کے کودتے بستر [illegible] پہلے پہلے بچوں سے گرفت طلب کرتے۔ اس حرکت نے فانس کو عاجز کر دیا۔ [illegible] اگرچہ [illegible] حکم دیا [illegible] کے نیل میں ڈبو دو کہ پھر پیار کر پریشان نہ کر سکیں۔ حکم کی تعمیل ہو گئی یہ قصور اس قدر [illegible] کا سبب ہوا۔ [illegible] لیکن مصری [illegible]

مصر بھر میں ایک شور برپا ہو گیا۔ سب دیکھو فانس کے خون کا پیاسا نظر آیا۔ مفتیان وقت نے تو اور بھی اندھیر کر دیا۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ بہت فانس کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا۔ وہ تو کہو خدا بھلا کرے کیڈ۔ آئیس (یا بادشاہ بیگم) اور ذی اثر یونانی تاجروں کا کہ انھوں نے سعی بلیغ کر کے سزائے موت کو جلا وطنی سے تبدیل کرا دیا۔

فانس کے مذکورہ جرم نے بعض مصری صاحب ہی چراغ پا نہیں ہوئے ان کے ساتھ سلطنت مصر کا ولی عہد (ساتم بک) بھی انتہائے زیادہ برہم ہوا اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک اس خود سر یونانی کو قرار واقعی (سخت ترین) سزا نہ دلواؤں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔

یہ بدنصیب مجرم (کپتان فانس) اپنی قسمت کا فیصلہ صادر ہونے کے بعد دار السلطنت مصر سے روانہ ہوا تو سیدھا شہر نوکراٹس پہنچا اور ڈوفنی نامی ایک یونانی خوش جمال خاتون کا مہمان ہوا۔ رہ ڈوفنی جتنی خوبصورت تھی اس سے کہیں زیادہ معقول۔ اس کے جملہ اوصاف میں عام ہمدردی کی صفت بہت نمایاں تھی جس نے اس کی ہردلعزیزی کو دو چند کر دیا تھا۔ اس کی مہمان نوازیاں اطراف و جوانب میں مشہور تھیں اس کے ایوان کا پھاٹک [illegible] کے لئے عموماً اور یونانیوں کے واسطے خصوصاً کھلا ہوا تھا۔

فانس نے اپنے [illegible] ڈوفنی میزبان کے محل میں قیام کر کے تازہ ترین یونانی [illegible] یونانی مسافروں کی ملاقات کا موقع [illegible]

چند روز کے بعد جب فانس کا ارادہ سفر [illegible] چلا تو اس نے اپنی کریم الطبع میزبان [illegible] سے خواہش کی کہ وہ [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] سیر حرم [illegible] مصر کے مظالم سے بچا لے۔ جب تک وہ اپنا بندوبست کر سکے اسے واپس لینے نہ آسکے۔

ڈوفنی کو اپنے ہم قوموں کی خدمت کرنے میں [illegible] [illegible] فانس کی خواہش کو [illegible] قبول کر لیا۔

اس سے زیادہ اس کی جوان و پری جمال نواسی (سافو) مشہور تھی کہ ایک خوش خلق و ہم مذاق ہمجولی دل بہلانے کو ہاتھ لگی۔

(۲)

ابھی سے کوندتی ہے برق آ کے دیکھئے کیا ہو
ابھی خالی جگہ تجویز کی تھی آشیانے کی

بعض دنوں کمبیسس شاہ ایران کی طرف سے ایک پرشکوہ سفارت دربار مصر میں حاضر ہوئی۔ اس سفارت کا منشار یہ تھا کہ وہ والئی مصر کو پرمتن تدبیر سے اس امر پر آمادہ کرے کہ وہ اپنی نازآفریں دختر تاشوت کو بادشاہ ایران کی زوجیت میں دیدے۔ شاہ ایران کا چھوٹا بھائی شہزادہ بارتجا سفارت کا سردار تھا۔ یہ شہزادہ جملہ صفات حسنہ سے متصف تھا۔ وہ شکیل و جمیل تھا علوم مروجہ کا عالم و فاضل تھا حلیم الطبع و سلیم المزاج تھا۔ فہمیدہ و سنجیدہ تھا۔ دانشوری و عقلمندی کے ساتھ ساتھ شجیع و شہسوار تھا۔ اور ان سب پر طرہ یہ کہ بالکل ہی نوجوان تھا۔ الغرض اس شاہی خدمت کے لئے سارے ایران میں اس سے زیادہ کوئی شخص موزوں نہ تھا۔ بادشاہ ایران نے شہزادہ کے جلو میں جہاں کثیر ساز و سامان شاہانہ اور عظیم الشان لشکر کیا وہاں اپنے معتمد خاص شہر لیڈیا کے بوڑھے گورنر کو بھی ہمراہ کر دیا کہ وقتاً فوقتاً اپنے مفید مشوروں اور سنی و تجربے سے نوجوان شہزادے کو فائدہ پہنچاتا رہے۔

اماسس نے ایرانیوں کے استقبال و خیر مقدم میں نہایت جوش و خروش [illegible] احترام [illegible] [illegible] [illegible] شہزادہ کو پیام بھیجا کہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ وہ اپنی مصری شہزادی نائی ٹیٹس کو شاہ ایران کے حبالۂ نکاح میں [illegible] شہزادی تاشوت سے بدرجہا خوبصورت [illegible] ہر طرح اس کی مستحق ہے کہ ایک جلیل القدر فرمانروا کی زوجیت میں جائے۔ ایرانی شہزادہ مجاز ہو کہ اپنے لشکریوں میں سے چند سنجیدہ لوگوں کو منتخب کر کے شاہ ایران کی مرضی معلوم کرنے کو روانہ کرے۔ مصر کے [illegible]

گھوڑے قاصدوں کو بہت جلد ایران پہنچا دیں گے اور صرف چند گھنٹوں کے آرام میں منزل مارنے اور مصر واپس لانے کے قابل ہو جائیں گے۔ اگر بادشاہ ایران نے [illegible] شرف قبول بخشا تو ہم شہزادی نائی ٹیٹس کو شہزادہ بارتجا کی سپردگی میں ایران روانہ کرنے کو تیار ہیں۔ وہاں پہنچکر شادی کے رسوم ادا کر دیئے جائیں گے۔

شادی کی یہ صورت اس زمانے میں بھی نامطبوع اور باعث توہین تھی اور آج بھی ویسا ہی خیال کی جاتی ہے لیکن واقعہ یہ کہ مصریوں کے قلوب شاہ ایران کی صولت و جبروت سے حد درجہ مرعوب ہو رہے تھے خصوصاً اس وقت سے ان کا خوف اور دو چند ہو گیا تھا جب سے کمبیسس نے بعض ممالک پر لشکر کشی کر کے اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنا شروع کیا تھا اس نے ہمسایہ سلطنتوں کو باج گذار بنانے کے بعد ممالک دور و دراز پر نگاہیں ڈالنے کا آغاز کیا تھا مصریوں کو یقین تھا کہ اب مصریوں کے مقابل میں ایرانی تلواریں بلند ہوں گی چونکہ ان میں ایرانی سیلاب روکنے کی سکت نہ تھی اس لئے اماسس نے یہ ننگ گوارا کر لیا اور چاہا کہ اس تدبیر سے شاہ ایران کو اتنا خوش کر دیا جائے کہ اس کے دل میں دوستی کے جذبات پیدا ہو جائیں اور وہ مصر کا قصد بھی نہ کرے پھر [illegible] کے بعد جب شاہ ایران کی [illegible] آگئی تو مصر [illegible] [illegible] اماسس نے شہر کو آراستہ کر کے شاہانہ دعوت [illegible] [illegible] [illegible] اپنی پوری شان و شوکت سے شریک بزم ہوئے مصری جادو نگاہ نازنین تمام [illegible] آراستہ ہو کر ایرانیوں کے قلوب مجروح کرنے [illegible] دلفریب اداؤں کو کام دینے میں [illegible] کرنا چاہتیں لیکن حق تو یہ ہے کہ نائی ٹیٹس کی سحر آرائیوں نے سب کو شکست دیدی۔ اگر بھی اماسس کو کوئی [illegible] کہتا تو وہ بارتجا شہزادہ ایران تھا۔

(باقی آئندہ)

(ایک تاریخی ناول)

مسٹر آف بلقان

(از چودھری ظہور احمد صاحب شمشاد گوہانوی)

حقوق طبع محفوظ

گذشتہ سے پیوستہ

ہیتین دوبرد بار البانوی اُن کو دوسرا سبق دینے کے لئے آگے بڑھ گیا اور جو فیصلہ کن گھونسوں میں سے پہلے حملہ آور کو کمر پر لاد کر دیا تھا مگر اس کے بعد دوسرے کا بھی یہی حشر ہوا۔ ہر پسلیکی کمانی درست کر دی۔ نوجوان چند سکنڈ تک خاموش کھڑا رہا اور جب دیکھا کہ وہ کسی جوابی حملے کے لئے تیار نہیں ہیں تو انہیں کمرے سے باہر دھکیل دیا اور کہا کہ اب تم نے میری عادت فصلت کو بخوبی سمجھ لیا ہوگا۔ آئندہ کبھی دوبارہ تکلیف دہی کی کوشش نہ کرنا لہذا تم دونوں ہیکڑی کے ساتھ پہرے پر کھڑے رہو اور ایک البانوی کے وعدے پر بھروسہ رکھو جو تمہارے سردار کے آنے تک قیدیوں سے دل بہلائے گا۔

یہ کہہ کر بیباک البانوی قیدیوں کی طرف متوجہ ہوا جو آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ متانت کے ساتھ آہستہ آہستہ اُن کی طرف بڑھا اور ملائمت لئے ہوئے لہجے میں کہا۔

نوجوان اگرچہ اپنے ایک دوست کے معاملات میں دخل دینا سراسر نادانی ہے۔ تاہم جب تک میں اس کمرے میں آپ صاحبان سے گفتگو کر کے دل بہلاؤں یہ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ تم اس بے بسی کی حالت میں جکڑے رہو جب کہ میں جانتا ہوں کہ راحت آرام کی چیز ہوتی ہے۔ مگر افسوس میرا دوست جونیز تمہیں اس سے خاطر اُٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ جب وہ آہنی زنجیروں کو اُن سے جدا کر رہا تھا تو فیصلہ کن لہجہ میں کہا کہ میرا پراسرار دوست سنگدل اور بہت ہی بے رحم ہے۔ نو سالہ بچہ فرط محبت سے اپنے رہا کنندے سے لپٹ گیا اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہنے لگا کہ مسٹر صاحب ہم آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کریں کہ آپ نے جان پر کھیل کر ہمیں قید بے دردی کا نشانہ ہونے سے بچایا ہے۔

[illegible]

نوجوان نے [illegible] بیجا [illegible] ہے وہ کسی شکریہ کا محتاج نہیں۔ اگر ہو سکے تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ تم اُس ملک اور قوم سے جس سے میرا تعلق ہے میرے احسان کی وجہ سے محبت کرنا سیکھو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اہالیان مانٹی نیگرو...... اہالیان البانیہ سے جس قدر سے نفرت کرتے ہیں دنیا کی کسی قوم سے نہیں کرتے۔

ایک رجولیت پسند کا شریف صورت مانٹی نیگرو (ی ہے)

البانوی نوجوان اس میں شک نہیں کہ البانوی اور مانٹی نیگری تعلقات عرصہ دراز سے کشیدہ ہیں اور اُن میں نسلی، مذہبی نفرت بدرجہ بڑھی ہوئی ہے تاہم اے محسن ہم وعدہ کرتے ہیں کہ میدان جنگ کے علاوہ تمہارے ملک اور تمہاری قوم کی خلاف کسی نفرت یا کینے کو دل میں جگہ نہ دینگے۔

نازنین - عزیز محسن دشمن کوئی نئی آفت لایا چاہتا ہے کیونکہ وہ دیکھو محافظ ڈاکو دروازہ کھول کر باہر نکل گئے ہیں اس اب آپ کو اپنی حفاظت کے متعلق غور کرنا چاہیئے۔

نوجوان۔ باوجود یقین دلانے کے بھی وہ امداد کے لئے جاتے ہیں تو جانے دو۔ مجھے جونیز پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ اپنے ایک دوست کو مار ڈالنے کا کبھی حکم نہیں دے سکتا۔ سوال صرف یہی ہے کہ وہ اس جگہ موجود نہیں اور ان میں کوئی مجھ سے واقف نہیں اب مجھے مجبوراً ایسا انتظام کرنا پڑا کہ جب تک یہ لوگ میرے قریب پہنچیں پراسرار جونیز بھی پہنچ جائے یہ کہہ کر نوجوان نے بڑا دروازہ اندر سے بند کر دیا پھر اس کو ٹھری کو بھی بند کر لیا۔ اس کام سے فارغ ہونے کے بعد نوجوان کرسی پر پاؤں لٹکا کر ایسے انداز سے بیٹھ گیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی اہم مسئلہ پر غور کر رہا ہے۔ سامنے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چاروں قیدی اس کی حرکات کو حیرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔

[illegible]

پتہ چلنا دشوار تھا۔ حسین نازنین کن انکھیوں سے نوجوان کو دیکھ رہی ہے اور بار بار اُس کی شوخ و مخمور نگاہیں بے باک البانوی کانوں پر جا ٹھہرتی ہیں جن میں کوئی دو سنہری چھلے پڑے ہوئے ہیں جن کو پہنکر انسان اُن [illegible] میں کن نظروں سے دیکھا جاتا تھا وہ شکریہ ادا کرنا چاہتی ہے بار بار لب کھلنے کو ہوتے ہیں لیکن کوئی رکاوٹ ان نیم وا لبوں کو بند کر دیتی ہے۔ وہ خوف اور تعجب کی نگاہ سے بے باک البانوی کو دیکھتی ہے جو باوجودیکہ ایک آفت میں گھرا ہوا ہے تاہم اُس کے چہرے پر کسی قسم کے اضطراب کی علامت نہیں۔ نہیں معلوم وہ کون ہے۔ وہ یہ جاننے کیلئے بیتاب ہے کہ اس کا کیا نام ہے؟ کیوں آیا ہے۔ اور اُن کے لئے کیا کرے گا جبکہ ڈاکو نہ معلوم عنقریب کیا کاروائی کریں گے۔ لیکن حیا و شرم پوچھنے کی اجازت نہیں دیتی۔

نوجوان - مجھے خوشی ہے کہ آج کس اچھے وقت پر مجھے اپنے دوست سے ملاقات کرنے کا خیال آیا۔ مجھے یقین ہے کہ آج میں اپنے دوست سے تمہاری گرفتاری کی وجہ پوچھ کر اگر کوئی حرج یا تکلیف دہ بات نہ ہوئی تو رہائی کی سفارش کروں گا اور میں تمہیں اُمید دلاتا ہوں کہ وہ یقیناً منظور بھی ہو جائے گی۔

نازنین - بے باک نوجوان اگر آپ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلانا چاہتے ہیں تو اس پراسرار ہستی کے نمودار ہونے سے پہلے نکل جانے کی کوشش کرو ورنہ سفارش کا کرنا اور اُس کا منظور ہونا بعید از قیاس ہے۔ آپ کو معلوم نہیں کہ ہم کون ہیں اور جونیز ہمارا کس قدر دشمن ہے۔

نوجوان۔ مانٹی نیگرو کی معزز ترین ہستیاں پردہ راز میں نہیں رہ سکتیں۔ شہزادی صاحبہ میں آپ لوگوں سے بخوبی واقف ہوں مجھے فخر ہے کہ آج ایک البانوی اپنے مد مقابل و ہمسایہ قوم کے جلیل القدر اصحاب کا ہاتھ پکڑ... ہو سکا تو کچھ نہ کچھ خدمت ضرور کرے گا۔ کونٹ صاحب...... پرنس جون اور شہزادی شہزادی کونٹ کرینا حیران نہوں کہ میں کس طرح آپ کے ناموں سے واقف ہوں تعجب ان ہوئے کہ آپ صاحبان کی گرفتاری [illegible]

[illegible]

شاہ وانٹی نیگرو ولیعہد ایک تاریک گلی میں قتل ہوئے
نازنین (غمگین نگاہوں سے نوجوان کے بردبار چہرے کو دیکھکر) آہ نوجوان تم ہماری شخصیت اور ہمارے مصائب کو کس قدر واقف ہو۔ میرے باپ اور میرے بھائی کا قتل ہمارے لئے کم تکلیف دہ نہ تھا جب کہ ہم خود گرفتار ہو گئے۔ یہ خوفناک تباہی جو بے رحم۔ سفاک اور ظالم جونیز سے ظہور کی آئی ہے وہ اہل البانیہ کی ذمہ داری پر ہے اور مہذب دنیا میں اس سے اہل البانیہ بدنام ہیں۔ البانیہ کے بیباک غیور اور جوان مرد بچے دیکھ رہے ہیں سن رہے ہیں کہ یہ ذات جونیز دن بدن اپنی سرگرمیوں کو زیادہ کر رہا ہے لیکن وہ اسکو بجائے تنبیہ کے ہمت دلا رہے ہیں۔
نوجوان حاشا وکلا آپ البانیوں کو الزام دینے میں جلدی کر رہی ہیں معزز شہزادی جونیز البانیہ کی ایک رعیت ہے اور وہ البانوی قانون کی ہمیشہ عزت کرتا ہے۔ وہ مجبور مالک ہیں جو کچھ کرتا ہے اپنی ذمہ داری پر جبکہ مانٹی نیگرو کا امن پراگندہ ہو نے سے البانیہ کے قوانین اس پر کوئی حد قائم نہیں کرسکتے۔
نازنین۔ لیکن اے نوجوان کسی ملک یا قوم کی قانون شکنی کی جرم کی نوعیت بیان نہیں کرتی بلکہ قانون فطرت ہر ملک اور ہر مذہب وقوم میں یکساں ہیں۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ بے بس اور کمزور لاچار قیدیوں کو تین دن سے آہنی کڑیوں میں جکڑ رکھنا اور آرام کی نیند تک نہ لینے دینا کہاں تک درست اور ٹھیک ہے۔ کیا وہ بے رحم اور ظالم نہیں یہ دیکھو غریب جوان جو صرف بچہ ہے اس کی کلائیوں میں نشان پڑ گئے ہیں کیا البانوی ایسے سنگدل ظالم۔ بیرحم ڈاکو کو پناہ دینے میں حق بجانب ہیں۔
دفعتاً قید خانہ کے دروازے پر دھاکوں کی آوازوں نے خیالات کو اپنی طرف کھینچ لیا اور نوجوان نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا کہ جنگ کا جونیز ست [illegible] یہ قلعہ نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ لوگ خود بھی تکلیف [illegible] اور مجھے بھی تکلیف دیتے ہیں۔
شہزادی [illegible] دوشیزہ کا نام ہے) خدا کیلئے اے بیباک اور

ننھا البانوی جوان ہمارے بچے اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالو۔ سنگدل وظالم ڈاکو جب اندر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہاری زندگی کیلئے ہماری ہمدردی کا جرم خطرہ کا باعث ہوگا جا رہا ابھی موقع ہے اور تمہاری اتنی ہی ہمدردی اور نیک برتاؤ کو ہم ہمیشہ شکریہ کے ساتھ یاد کریں گے۔
کونٹ لوچ۔ اے بردبار دوشیزہ اب تو تمہیں اپنی زندگی کی حفاظت کرنی چاہیئے جونیز سے دوستانہ تعلقات ہماری ان آہنی کڑیوں سے غلامی کے بعد قائم نہیں رہ سکتے خود بھی بچنے کی کوشش کرو اور ہو سکے تو ہمیں بھی نکال لینے کی کوشش کرو وقت تھوڑا ہے اور تم خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہو۔ وہ دیکھو انہوں نے صدر دروازے کا خیال چھوڑ کر کسی اور راستے سے داخل ہونیکی تجویز کر لی ہے۔
پرنس جون خوف اور دہشت کے عالم میں نوجوان کی ٹانگوں میں چمٹ گیا اور روتے ہوئے بولا کہ آہ ہم پھر آہنی زنجیروں میں لٹکائے جا بینگے جنہوں نے کہ میری کلائیوں کو زخمی کر دیا ہے۔ ہیکل کی قسم میں دوبارہ یہ تکلیف برداشت نہ کر سکوں گا۔
رحمدل البانوی ہمیں بچا دو یا بھاگ کر میرے باپ کو ہمارا نشان بتا دو جو اپنے بہادر رسالوں کے ساتھ ہمیں چھڑا لے گا۔
نوجوان (اس کے رخساروں پر تسلی کے لئے ہاتھ پھیرتے ہوئے) مانٹی نیگرو کے شہزادے بزدل نہ بنو میں تمہیں چھوڑ کر جا نہیں سکتا تسلی رکھو ڈاکوؤں کو تم تک پہونچنے میں کافی عرصہ لگے گا جس عرصہ میں جونیز پہونچ جائے گا اور معاملہ تسلی بخش صورت اختیار کرے گا۔ ناگہاں کسی کھڑکی کے ٹوٹنے کی صدا کان میں آئی اور نوجوان نے چتونوں کو حرکت دے کر کہا کہ دشمن خلاف توقع جلد ہی ہم تک پہونچنے میں کامیاب ہو گئے۔
(اسوقت پہلا شخص تو اندر کود آیا جس کے دھماکے کی آواز نے بے بس قیدیوں کو زرد رو کر دیا) ہاں خدا گنوں تو سہی کہ یہ سب کتنے آدمی ہیں۔ ہاں دو .... تین .... چار .... پانچ .... چھ .... سات .... اور .... اور .... بس صرف سات ہی تو آدمی ہیں میرا بہادر [illegible] نہیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہے۔

بیٹھے ہوئے قیدیوں کے چہروں پر تشویش اور سراسیمگی نے غلبہ حاصل کر لیا تھا معصوم اور حسین شہزادی نے پرنس جون کو اپنی بغل میں دبا کر افسوس اور حسرت بھری نگاہ سے نوجوان کو دیکھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے اب اپنا اتنا خیال نہیں تھا جتنا کہ نوجوان کے عبث مبتلائے رنج ہونے کا فکر ہے۔
دروازے پر زور زور سے دھاکوں کی صدا کے درمیان شہزادی ٹریزا نے کہا کہ البانوی نوجوان مجھے تمہاری بیباکی اور دلاوری پر سخت حسرت اور افسوس ہے کہ تم نے جونیز کے گھمنڈ پر اپنی جان کو بیجا بے غلط فہمی خطرے میں ڈال دیا تاہم میں بے بسی و مجبوری کے تنگ میں ہم کو سوائے شکریہ کے اور کوئی معاوضہ نہیں دے سکتی۔
نوجوان۔ کمسن شہزادی تسلی رکھو کسی خطرے کا امکان نہیں میں ان سے کوئی لڑائی لڑنے کیلئے نہیں آیا ہوں مگر وقعیت نے پہرے داروں کو سزا دینے کے لئے مجبور کر دیا یہ فرض کہ ایک البانوی کی توہین پر کوئی صورت ہو بھی گئی تو آپ صاحبان آپس میں دخل نہ دیں۔ اس اثنا میں دروازہ ٹوٹ گیا اور مسلح مہیب وخوفناک ڈاکو اندر گھس آئے چار یا پانچ ڈاکو دروازے پر کھڑے ہوئے بیباک نوجوان کو گھور گھور کر دیکھ رہے تھے جو بیٹھا ہوا لاپرواہی کے ایک عجیب انداز سے ان کو دیکھ رہا تھا ان ڈاکوؤں میں سے ایک نے جس کی قد آب ہیں کہ ایک گولی کا بھرا پستول لٹک رہا تھا آگے بڑھ کر نوجوان کو اوپر سے نیچے تک دو تین بار دیکھا اور پھر ترش آواز میں کہا کہ تم اپنے آپ کو جونیز کے دشمنوں میں سے کہتے ہو لیکن میں دیکھتا ہوں کہ میرا گمان غلط ہے میں جونیز کا نائب ہوں اور اس کا کوئی دوست و دشمن مجھ سے پوشیدہ نہیں۔
نوجوان ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن تم دشمن تباہ ہو کر بعد تمہیں مجکو اس طرح پریشان نہیں کرنا چاہیئے میں یہاں بیٹھا ہوا ہوں جونیز خود آ کر فیصلہ کرے گا کہ میں اس کا دوست ہوں یا دشمن۔
ڈاکو [illegible]

مراسلات

(اڈیٹر کا نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا لازمی نہیں)

مخلوط انتخاب لامذہبی کی بنیاد ہے * مذہب کو ہندوستان سے مٹانیکی کوشش

(از نامہ نگار خصوصی)

مخلوط انتخاب اور جداگانہ انتخاب کے متعلق جو بحث اسوقت ملک کے سامنے ہے اسکا صرف ایک پہلو سب کے پیش نظر ہے اور اسکی تائید یا تردید ہورہی ہے اس کا اہم پہلو ایک اور ہے میں پنجاب خلافت کمیٹی کے ارکان اور خصوصاً علما سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ذرا اس پہلو پر اچھی طرح غور فرمالیں۔

ایک طرف یہ بحث ہورہی ہے کہ مخلوط انتخاب کا اثر ہندو مسلم تعلقات پر کیا ہوگا مگر اس سے اہم بحث یہ ہے کہ مخلوط انتخاب کے بعد خود مذہب کی حیثیت کیا رہیگی جہاں جہاں قومیت کی بنیاد وطنیت پر پڑی اور مذہب کو درجہ ثانوی دیا گیا وہاں مذہبی حیثیت کالعدم ہوچکی ہے یورپ میں بھی ہوا ترکی میں بھی ہورہا ہے اور یہی حالت ہندوستان میں بھی پیدا ہوچکی ہے اور آخر یہاں بھی کر رہیگا لیکن میری یہ خواہش تھی کہ مذہبی اثر کو نیست و نابود کرنیمیں خود علما و لیڈران مذہب کا ہاتھ کام نہ کرتا تو بہتر تھا علما و لیڈران صاحبان اس معاملہ میں نظر تعمق سے کام لیویں۔ کرجس فرقہ وارانہ فضا کو مٹانیکے لئے آپ اسقدر بے چین ہیں۔ ہمیں اس بارے میں مزید سوچ بچار کرنا چاہیئے کہ آخر وہ کونسی چیز ہے تمام مذہب اور لامذہب کی نزاع ہے' اور حامیان مذہب کیا [illegible] سے اکثر ناواقف ہوتے ہیں اس لئے لامذہبی عموماً کامیابی کا منہ دیکھ رہی ہے۔ اس کا نتیجہ وہ دونوں مذاہب پر [illegible] ہیں کہ ہندو مسلم نزاعات نے اس کے

اہم پہلو کو تباہ کردیا ہے۔

(۱) مخلوط انتخاب کے فوائد میں سے سب سے بڑی بات یہ بیان کیجاتی ہے۔ کہ اس سے کیڑل اور جماعتی خیالات کے لوگ کونسل میں نہ جاسکیں گے۔ لیکن ایسے لوگ جائینگے جو فی الواقعی ملک کے بہی خواہ ہوں۔ یہ امر غور کرنیکے قابل ہے کہ جماعتی لوگوں سے کیا مراد ہے غالباً یہی مراد ہے کہ جو لوگ کسی خاص مذہب کے معاون، مددگار ہوں اسکی توضیح و تشریح یوں کیجاسکتی ہے کہ مثلاً کونسل میں یہ قانون پیش ہوا کہ ہندوستان کے باشندے آپس میں شادی بیاہ کرسکتے ہیں محض اختلاف مذہب شادی کے قانوناً جائز ہونیمیں حارج نہیں ہوسکتا یہ قانون ملک کے اتحاد کیلئے ظاہراً ابجد فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے اور یہی ہندی قومیت کیلئے بنیاد کا کام دیسکتا ہے۔ تاہم ایسا قانون بنانے کی موجودہ کونسل سے فیصلہ سے کوشش نہیں کیجاسکتی کیونکہ ہندو مسلمان دونوں اسکی مخالفت کرینگے اور دونوں جماعتیں اپنے نمائندوں کو اسکی مخالفت کیلئے مجبور کرینگی اس لئے مذہب کے صریح خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا لیکن مخلوط انتخاب جاری ہوجانیکے بعد جب کسی مذہب کا تحفظ کونسل کے ممبروں کے ذمہ نہ ہوگا اور ہندو اور مسلمان دونوں نیشنل خیال کے ہونگے تو ایسے قانون آسانی سے پاس ہوجائینگے اگر دیرینہ خیال کا کوئی ہندو یا مسلمان اسوقت مخالفت پر آمادہ ہوگا تو اسکی مخالفت محض کمیونل بناء پر ہوگی لہذا قابل توجہ بھی نہ ہوگی

(۲) ہندوستانی قومیت یا نیشنلزم کا کیا مفہوم ہے۔ یہ کہ دونوں قومیں الگ الگ اپنی قومیت کو برقرار رکھکر ہندوستان کی آزادی اور ترقی کیلئے سعی بلیغ کریں اور اسکے لئے آپس میں معاہدہ کریں اور اس معاہدہ کی بنا پر جو اصول قرار پائینگے وہی نیشنلزم ہے یا یہ مفہوم ہے کہ دونوں قومیں اپنے مخصوص مذہبی جذبات کو ترک کردیں یا کم از کم بالکل کمزور کردیں توحید اور بت پرستی اسلامی تعلیم اور ہندو فلاسفہ یکساں ہوجائے اگر اختلاف رہے بھی تو اسکو محض فروعی حیثیت دیجائے۔ اگر نیشنلزم سے پہلا معنی مقصود ہے۔ تو انتخاب جداگانہ اس قومیت کیلئے فائدہ بخش ثابت نہیں ہوسکتا اس لئے کہ دونوں قوموں کو علحدہ علحدہ منظم کرنے میں اس طرح آسانی و سہولت ہوگی اور اسی طرح معاہدہ کو مستحکم اور مضبوط بنیادوں پر قائم کیا جاسکے گا۔ اور انتخاب کے مخلوط ہونے سے کوئی جماعت من حیث الجماعت معاہدہ کی پابند باقی نہ رہیگی،

لیکن نیشنلزم سے معنی ثانی مقصود ہوں اور قومیت محض وطنیت کو قرار دیا جائے جیسا کہ یورپ نے یا فی الحال ترکوں نے اختیار کیا ہے تو یہ لامذہبی کا پیش خیمہ جس کو غالباً کوئی باغیرت اور سمجھدار ہندو یا مسلمان پسند نہیں کرسکتا۔

(۳) ہندو مسلم فسادات بلاشبہ ملک کیلئے اور خود دونوں قوموں کے لئے بہت نقصان دہ ہیں ہر سمجھدار شخص کا فرض ہے کہ شدت دل سے اس پر غور و خوض کرے اور ان فسادات کے دور کرنیکی سعی کرے لیکن اگر اسکے ترک کرنے کا علاج یا طریقہ یہی خیال کیا گیا ہے کہ ملک سے مذہبی خیالات کو بالکل برباد کردیا جائے یا کمزور کردیا جائے اور ملک میں لامذہبی پھیلا دیجائے تو یہ رفع فساد کی بہت ہی بدتر تدبیر ہوگی جب تک ہندو مسلم جماعتوں کا ہندوستان جیسے ملک میں رضامند ہوجانا جہاں مذہب کی محبت کا دعوی کیا جاتا [illegible]

دنیا میں اسوقت مذہبی قیود سے کلی آزادی حاصل کرنیکے لئے ایک جہاد جاری ہے اور اس جنگ میں بلاشبہ حامیانِ مذہب ہر جگہ پسپا ہو رہے ہیں کیونکہ یہ لوگ مالی اور دماغی دونوں حیثیت سے کمزور ہیں۔

لیکن مذہب کو کمزور کر دینے کے بعد دنیا کی اخلاقی حالت کیا ہوگی۔ محل تامل ہے مذہب کے سوا کیا چیز ہے جو انسانکے ظاہر و باطن کو یکساں ایک اوصاف رکھے۔

آخر میں اسقدر عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مذہب اور جمہوریت میں منافات نہیں ہیں نہ مخلوط انتخاب نہ مخلوط انتخاب اور جمہوریت لازم و ملزوم ہیں۔

ہندوستان ایک مذہبی ملک ہے یہاں کی جمہوریت کیلئے جو دستور اساسی بنایا جائے انہیں ضروری طور پر مذہب کے تحفظ کو اصولاً تسلیم کرنا ہوگا جو دستور جمہور کی سب سے زیادہ عزیز چیز کی حفاظت کا ذمہ دار نہو وہ دستور مستحکم و پائدار نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں نے کسی ملک کے دستور سلطنت کو آسان خیال کیا ہے یا محض دوسرے ممالک کے قوانین کی نقل کر لینا کافی سمجھتے ہیں وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ہندوستان کیلئے دستور اساسی تیار کیا جاتا ہے اور کام صرف یہ کیا جاتا ہے کہ یورپ کے مختلف ممالک کے دستور کو پیش نظر رکھکر کچھ اسکی کچھ اوسکی نقل کر لی جاتی ہے اور اسکو ہندوستان کے دستور اساسی کا نام دیدیا جاتا ہے اس سے زیادہ غیر ذمہ دار کام اور کیا ہوگا۔

تعلیم نسواں

(از جناب لالہ کیدار ناتھ صاحب گپتا)

غیر تعلیم یافتہ نیک چلن عورت کو بمقابلہ تعلیم یافتہ بدچلن عورت کے ہر طرح سے فضیلت حاصل ہے۔ اگر تعلیم حاصل کرنے سے عورت کے چال چلن میں فرق آتا ہے تو ایسی تعلیم کو خیرباد کہنا ہی بہتری میں داخل ہے۔

ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ کمترین کا معروضہ نہ تو کوئی نئی معلومات سے ہے اور نہ کوئی راز پوشیدہ ہے بلکہ ہر شخص اس سے واقف ہے چونکہ فی زمانہ عوام کا خیال اسطرف سے ہٹا ہوا دیکھا جاتا ہے اس لئے محض یاد دلا دینے کے لئے اسکے دہرانیکی ضرورت سمجھی گئی ہے۔

دیکھئے عورتوں کا تعلیم یافتہ ہونا ہرچند مفید بات ہے لیکن اس سے بڑھکر سداچاری یعنی نیک چلن ہونا ضروری امر ہے عورت کا سداچار ہر مذہب میں صرف ایک ہی بتلایا گیا ہے یعنی پتی بریت دھرم سے بڑھکر اوسکے لئے اور کسی دستور العمل کو فضیلت نہیں ہے اسی سے دنیا اور عاقبت دونوں کی درستی ہونا ممکن ہے اور ایسی عورت نہ محض شوہر کیلئے مفید ہے بلکہ دلش کی اونتی یعنی بھلائی کرنے والی بھی ہوتی ہے کیونکہ دھرم کے برقرار رہنے کی صورت میں اسکی روحانی قوت اسدرجہ ترقی پا جاتی ہیں۔ کہ اوسکی قوت ارادی کے ساتھ ہی ہر ایک کام خود بخود انجام پا جاتا ہے۔ جو کام کہ صدہا زر علم و ہنر سے نہیں نکلتا وہ پتی برتا عورت کی قوت ارادی سے فوراً ہو جاتا ہے زمانۂ سلف کی روائتوں اور محققین کے کلام سے اسکی بخوبی تصدیق ہوتی ہے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ عورت کو تعلیم یافتہ بنانیکی کوشش سے بیشتر اسکا سداچاری بنانیکا خیال مناسب ہے۔ اگر تعلیم کی وجہ سے اوسکے سداچاری بننے میں ذرا بھی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو ایسی تعلیم کو خیرباد کہدینا ہی مناسب ہے غور کرنیسے یہ امر بھی بخوبی واضح ہوتا ہے کہ قدرت نے جو شرم و حیا کا جوہر عورتوں کو عطا کیا ہے وہی ان کے سداچار ہونیکا بہت بڑا ذریعہ ہے لہذا اوس جوہر کو قائم رکھنے اور بڑھانے کی کوشش سے ہی عورتوں کا انجام نیک ہونا ممکن ہے۔ بچپنے سے اس جوہر کی حفاظت کرنا اور اسمیں ترقی کا پیدا کرنا ہر ایک والدین کا فرض ہے یہ بات بھی تجربہ سے دیکھنے میں آئی ہے کہ جو لڑکیاں اپنے گھر کی چہار دیواری کے اندر ہی اپنے ولی سرپرستوں کیساتھ ہی رہکر جوان ہوئی ہیں اونمیں شرم و حیا کا قرار واقعی مادہ جو کارآمد ہو سکتا ہے پایا جاتا ہے لیکن جن لڑکیوں کو بیگانوں سے ہمکلام ہونے اور انکے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوتا ہے انمیں بہت ہی کم شرم و حیا پائی جاتی ہے اور کارآمد زمانہ تک برائے نام باقی رہجاتی ہے جسکا دباؤ چال چلن پر بہت ہی کم رہجاتا ہے فی زمانہ عام لوگوں کی توجہ اسطرف بہت ہی کم دیکھنے میں آتی ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے عملدرآمد کرنیوالے اشخاص کی تعداد بہت زیادہ ہے اس وجہ سے جو طریقہ تعلیم نسواں اختیار کیا جا رہا ہے وہ بہت ہی مضرت رساں ہے کیونکہ اوس سے شرم و حیا بالکل جاتی رہتی ہے اور پھر بداطواری لغیا کرنیسے روکنے والی زبردست قوت اپنا کام نہیں کر سکتی جسکا انجام بھلائی کے بجائے برائی کی صورت میں نکل رہا ہے صداقت کے لئے بہت سی تمثیلیں موجود ہیں۔

اس لئے مجوزہ طریقہ تعلیم کی تبدیلی کی اشد ضرورت ہے اور ساتھ ہی یہ امر قابل لحاظ ہے کہ عورتوں کی تعلیم صرف اوس درجہ تک محدود ہونی چاہیے کہ جس سے وہ دھرم سمبندھی پستکوں کو پڑھکر اپنے دھرم سے واقف ہوں اور انتظام خانہ داری میں اوس سے مدد ملسکے اس سے زیادہ تعلیم دلانیکا خیال بیکار ہی نہیں بلکہ نہایت مضرت رساں ہے ۱۲۔

ناظرین خلیل

ذاتی پریس نہ ہونیکی وجہ سے خلیل جیسے کثیر الاشاعت اخبار کی طباعت میں جن مشکلات سے سابقہ پڑ رہا ہے تحریر سے باہر ہے۔ لہذا اگر چند پرچے ٹھیک وقت پر شائع نہ ہو سکیں تو آپ بے دل اور بدگمان نہ ہوجیے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اور خدا کا فضل و کرم ہے تو قوی امید ہے کہ خلیل جلد از جلد اپنے وقت مقررہ پر شائع ہو سکے گا۔ منیجر

درسِ دانش

کفایت شعاری اور مسئلہ ضیوع

(۱) جو شخص آمدنی سے خرچ کم رکھتا ہے اور بقیہ آمدنی کو کسی نفع بخش کام میں لگاتا رہتا ہے درحقیقت وہی آبادی کی شاہراہ پر گام زن ہے۔

(۲) ترقی کی ابجد یہ ہے کہ کسی چیز کو ضائع نہونے دیا جائے۔ وہ وقت دور نہیں ہے کہ ہر اس شخص کو جو کاروباری قابلیت کا مدعی ہے مسئلہ ضیوع بروقت سامنے رکھنا پڑیگا۔

(۳) بیکار لمحات کو باکار بنالینے کی قابلیت رکھنے والے انسان سے مفلسی ایسی بھاگتی ہے جیسے دھوپ سے سایہ

(۴) اہل فرانس کی کفایت شعاری نے فرانس کو دنیا کا مہاجن بنادیا ہے جو ہر سال پچاس کروڑ ڈالر یعنی سوا ارب روپیہ بچا کر نفع آور کاموں میں لگاتے ہیں اسوقت اونکے پاس ایک کھرب ڈالر یا اڑھائی ارب روپیہ ایسا ہے جو کسی کام میں اس اندیشہ سے نہیں لگایا گیا کہ اونکے نزدیک یورپ بارود کے اس میگزین کے مانند ہے جسکے گرد حماقت یا سلائیاں لئے کھڑے رہتے ہیں اور لڑائی کی آگ لگادیتے ہیں علاوہ اس بیشمار روپیہ کے جو نفع آور کاموں میں لگا ہوا ہے فرانس کا دو ارب ڈالر یعنی پانچ ارب روپیہ ملک کے باہر قرض میں لگا ہوا ہے۔ جس میں سے ایک ثلث جرمنی کے پاس ہے وہاں کیا جرمنی کو جہاں کہیں سے بھی دستیاب ہوتا ہے گراں شرح سود پر قرضہ لیتا ہے۔

(۵) زیادہ نفع والے کام کے مقابلہ میں روپیہ کو کم نفع والے مگر محفوظ کام میں لگانا بدرجہا بہتر ہے۔

(۶) حقیقی کفایت شعاری یہ ہے کہ صرف کرنیں سمجھ سے کام لیا جائے۔

(۷) حقیقی مسرت حاصل کرنے کا سہل تر ذریعہ کفایت شعاری ہے

پانچ سو روپیہ کا نقد انعام

یہ خلیل کا پہلا سالانہ انعام ہے جو مورخہ ۱۵ر فروری سنہ ۱۹۲۹ء کو ۲۴ اشخاص میں حسب تفصیل ذیل تقسیم کیا جائے گا اور اسکے بعد خدا کے فضل و کرم سے تقسیم انعامات کا سلسلہ مسلسل جاری رہیگا۔

پہلا انعام یکصد روپیہ۔ دوسرا انعام پچھتر روپیہ۔ تیسرا انعام پچاس روپیہ باقی پچیس پچیس روپیہ کے دو بیس بیس روپیہ کے چار۔ دس دس روپیہ کے سات اور پانچ پانچ روپیہ کے سولہ انعام تقسیم ہونگے۔

انعامی سوال ([illegible] کو فرض دنیا چاہئے) -

اگر رقومہ بالا انعامی سوال کا موصولہ جواب قواعد تقسیم انعامات کے مطابق نہ ہوگا تو شریک انعام نہ کیا جائے گا۔

قواعد تقسیم انعامات

نمبر۱- ہر سالانہ ماہانہ اور ہفتہ وار انعام کے مستحق ذیل کے لوگ ہونگے اور انہی میں انعام تقسیم کیا جائے گا۔

(الف) جو سوال متعلقہ انعام کا مختصر جواب لکھینگے۔

(ب) جواب کے ہمراہ ٹکٹ متعلقہ [illegible] انعامی ارسال کرینگے۔

(ج) ہمارے اخبار کا مطالعہ کرنے والے ہونگے لیکن اخبار سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوں گے۔

نمبر۲- ایک لفافہ میں ایک ہی شخص ایک سوال کے چند جواب مع انعامی ٹکٹ یا اس سے زیادہ اشخاص اپنے اپنے جوابات مع انعامی ٹکٹ ارسال کرسکینگے۔

نمبر۳- ایک سوال کے جتنے جواب لکھے جائیں اتنے ہی ہر جواب کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ٹکٹ ہونی لازمی ہیں جس ایک انعامی ٹکٹ کے ہمراہ ایک سے زیادہ جواب ہونگے وہ ٹکٹ کینسل کردیا جائے گا۔

نمبر۴- جسطرح سے خریداران و ناظرین خلیل کی دو قسمیں ہیں مستقل اور غیر مستقل اسی طرح انعامی ٹکٹوں کی بھی دو قسمیں ہیں پرمانٹ اور آڈنیری۔

(الف) پرمانٹ ٹکٹ صرف مستقل خریداروں کے لئے ہیں جن کو غیر مستقل خریدار استعمال نہیں کرسکتا اور آڈنیری ٹکٹ غیر مستقل خریداروں کے لئے ہیں لیکن اگر ضرورت پڑے تو آڈنیری ٹکٹ کو مستقل خریدار بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

(ب) چونکہ مستقل خریداروں کے ساتھ خاص رعایت منظور ہے اس لئے پرمانٹ ٹکٹوں کی قیمت آڈنیری ٹکٹوں سے کم رکھی گئی ہے جسکی تفصیل حسب ذیل ہے

سالانہ اور ماہانہ پرمانٹ ٹکٹ

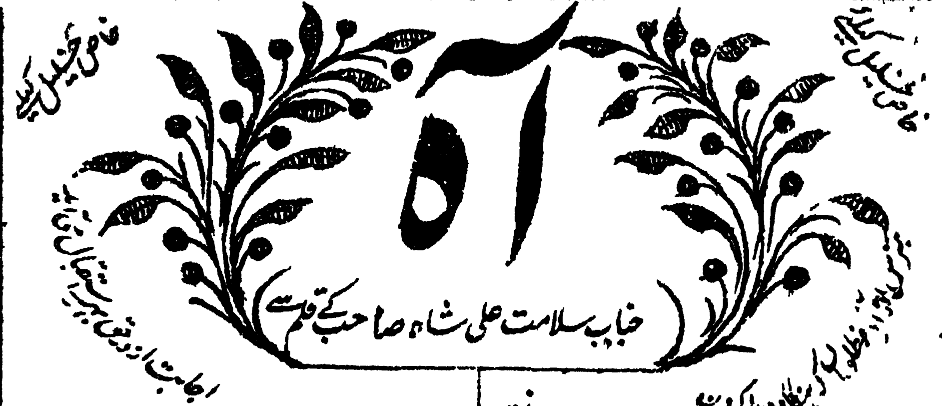
جو سالانہ اور ماہانہ ہر دو انعامات کی شرکت میں کام دیتا ہے } فی ٹکٹ ۔۔ ۴ر / فی یک ۵ ٹکٹ ۔ ۱ر

ہفتہ وار- پرمانٹ ٹکٹ ۔۔۔

جو ہفتہ وار انعام میں شریک کیا جاتا ہے ۔۔۔ } فی ٹکٹ ۔۔۔۔ ۱ر / فی یک ایکسو ٹکٹ ۔ ۱ر

سالانہ و ماہانہ آڈنیری ٹکٹ ۔۔۔ } فی ٹکٹ ۵ر / فی یک ۵ ٹکٹ ۔ ۱ر

ہفتہ وار آڈنیری ٹکٹ ۔ [illegible] } فی یک ایکسو ٹکٹ ۔ [illegible]

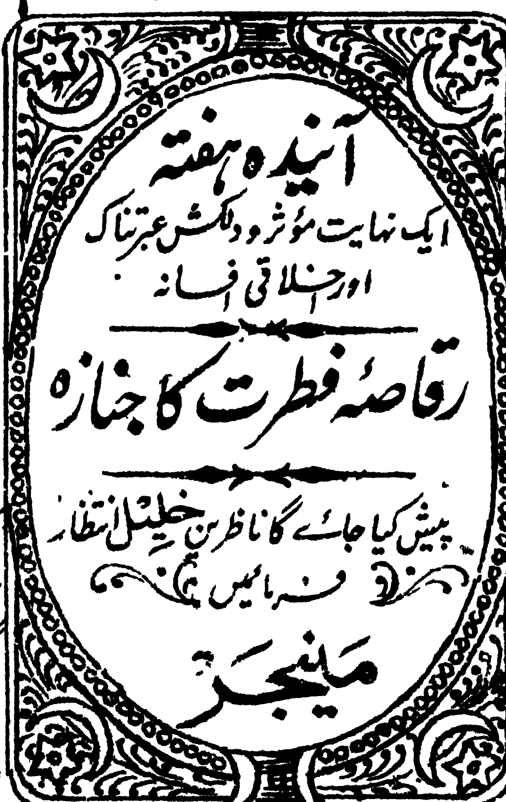


پنجاب کے دار السلطنت لاہور کے پر رونق بازار انارکلی میں حامد مع اپنی پریزاد بیوی کے ایک عالیشان بلڈنگ میں رہا کرتا تھا۔ صبح اور شام بلاناغہ اپنی شورلٹ موٹر کار میں اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ سیر کیا کرتا تھا۔

لیکن فلک کینہ ساز نے اپنے تئیں اُسے کبھی اُٹھنے بیٹھنے نہیں دیا۔ چنانچہ پلیگ اور موزی پلیگ جس نے لاہور کی سیکڑوں عورتوں کو بیوہ اور ہزاروں بچوں کو یتیم کیا۔ اس نے حامد سے اُسکی ناز و ادا کی پتلی بھی چھین لی۔ مرنے سے پہلے حامد کو اس کی بیوی نے بلایا۔ اور وصیّت کی کہ اس کے بعد کسی سے شادی نہ کرنا۔ اور بیٹے کا بازو اس کے ہاتھ میں دے کر کہا۔ کہ ”میرے ناصر میری محبت کی نشانی ناصر کو سینے سے لگا کر رکھنا“ اس کے بعد بیٹے کو سینے سے لگا کر اس کی پیشانی کا بوسہ لیکر خاوند کو اُن آنکھوں سے دیکھا جنمیں معافی کی درخواست پائی جاتی تھی۔ اور ہمیشہ کیلئے سو گئی۔

(۲)

حامد اگرچہ اپنی بیوی کے مرنے پر بہت رویا اور غم کیا لیکن اس کی یہ حالت دیر تک نہ رہ سکی اور اس نے جلد ہی اپنی بیوی کی وصیت کو بالائے طاق رکھکر دوسری شادی کر لی۔ ناصر جو ناز پرور تھا۔ چونکہ ماں کی گود میں پھولوں کی طرح رہتا تھا۔ اُسکے ساتھ لے پالک کا سا سلوک ہونا شروع ہوا۔ نئی ولہن آتے ہی اُسے نوکروں کے ساتھ سُلانا شروع کیا اس سے نوکروں کی سی خدمت لینی شروع کر دی۔



اور ہاں ہاں اس سے جون کی جھلسا دینے والی دھوپ میں باہر کا کام لیا جاتا۔ سردیوں کے دنوں میں رات کے وقت اس کو ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بغیر تکیے اور بچھونے کے سُلایا جاتا۔ لیکن ناصر نے مردانہ وار اِن تمام مصیبتوں کا مقابلہ کیا۔ اور ذرا شکایت تک نہ کی۔ گو اسکی آہو غزال آنکھیں ہمیشہ آنسوؤں سے پرنم رہا کرتی تھیں اور یہی موتی اس کے دل کی کیفیت ظاہر کرتے تھے۔

(۳)

رات کے دس بج گئے ہیں۔ ناصر بازار سے دودھ لیکر آ رہا ہے۔ یکایک ایک کُتا بھونکا۔ دوسرے نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ناصر کا پاؤں پھسل گیا برتن مع دودھ کے بدر رو میں جا پڑا۔ ناصر بیچارہ اُٹھا اور کانپتے کانپتے اپنی نئی ماں کو حال سنانے لگا اُس نے پوری سرگزشت سُنے بغیر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ جس کو سُنکر حامد وہ حامد جس نے ناصر کی حقیقی ماں کے سامنے کبھی پھول کی چھڑی بھی ناصر کو نہ ماری تھی۔ بید لیکر آیا۔ اور نہایت بے دردی کے ساتھ اُس کا استعمال شروع کر دیا۔ جب ناصر پٹتے پٹتے بے جان ہو گیا۔ تو ناصر کی نئی ماں نے کہا ”اس مُنڈی کاٹے کو باہر کیوں نہیں نکال دیتے“

حامد نے ناصر کو فوراً نادر شاہی حکم دیدیا۔ کہ وہ اس مکان سے اسی وقت چلا جائے۔ اب ناصر سے نہ رہا گیا۔ اس نے دو زانو ہو کر آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہا ”اے آسمان گواہ رہنا۔ اے چمکتے ہوئے ستارو گواہ رہنا۔ اے آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے سیارو گواہ رہنا۔ اور ہاں (مُنہ نیچا کر کے) اے زمین گواہ رہنا۔ اگر اب بھی میں کچھ کر گزروں تو اس کا گناہ اِن پر (والدین کی طرف اشارہ کر کے) ہو گا۔ کیونکہ اب صبر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے“ اور کوئی ہوتا تو اس کی اس دل ہلا دینے والی تقریر کو سُنکر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔ لیکن اس کی ماں نے جلدی سے چلا کر کہا ”گناہ ہو تجھ پر تمہاری موئی ہوئی ماں پر.....“

یکایک ناصر کا چہرہ چمک اُٹھا۔ وہ پلٹا اور اندھیری رات میں قبرستان کا رُخ کر کے چند بار راستے میں گرتا پڑتا ماں کی قبر پر جا پہنچا۔ اور اُس سے لپٹ گیا۔

(۴)

کہ شہر میں سنسنی پھیل گئی ہے لوگ جوق در جوق آرہے ہیں۔ فائر برگیڈ سے ہر دو انجن پہنچ چکے ہیں اور اپنی پوری طاقت سے اس بلڈنگ پر پانی پھینک رہے ہیں۔ لیکن پانی پٹرول کا اثر دکھلا رہا ہے۔ نزدیک کے مکان والے اپنا اپنا اسباب نکال کر باہر پھینک رہے ہیں۔ خدا خدا کر کے دو گھنٹہ کے بعد آگ بجھانے والوں نے آگ پر قابو پایا۔ اس کے بعد لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ ہر کوئی اپنی عقل کے مطابق دلائل پیش کر کے کہہ رہا تھا کہ حامد کی بلڈنگ میں آگ اس طرح لگی اور اس طرح لگی۔ لیکن کسی کو کیا خبر تھی کہ وہ آگ جس نے لاکھوں کی بلڈنگ اور اسباب کو خاک کر دیا۔ اور جس نے حامد مع اپنی بیوی کے جلکر نیم جان ہوگیا۔ وہ آگ ناصر کی آہ تھی ✤



جو وقت جس طرح سے کسی کا گذر گیا
مانا خراب تھا مگر اچھا گذر گیا
ہے شکر کی جگہ کہ شکایت سے فائدہ
ہمپر خلیل تھا جو گذرنا گذر گیا

جملہ حقوق محفوظ

مغربی بھوت

ایک چھوٹا عبرت انگیز افسانہ

از جناب منشی محمد شریف صاحب مددگار منیجر صدر بینک امداد باہمی [illegible] اورنگ آباد

میاں اختر نے پہلے دینی و مذہبی تعلیم حاصل کی بعد انگریزی علم پڑھا۔ اور بی۔ اے کی ڈگری پاس کی۔ وہ وکالت کر کے اپنی زندگی خوشحالی سے گزارتے تھے۔ اُن کی بیوی بھی انگریزی پڑھی ہوئی تھی۔ لیکن دینی علم سے بے بہرہ تھی۔ ایک یورپین معلمہ سے انگریزی تعلیم پائی تھی۔ وہ پردے کی سخت مخالف تھی۔ اس لیے یہ خاتون روز بے پردگی سے گھوڑا گاڑی پر سوار ہو کر سیر و تفریح کے لیے جاتی تھی۔ میاں اختر [illegible] کرتے تھے کہ اس طرح [illegible] سے باز آئے اور پردہ اختیار کرے۔ لیکن خاوند کی اِن تمام باتوں کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ شروع سے پردہ دری کی عادی تھی۔ ایک روز میاں بیوی شب کے وقت آرام کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ آپس میں اِدھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ دوران گفتگو میں حقوق نسواں کے متعلق بحث چھڑ گئی وہ بحث یہ ہے ✤

جہان آرا بیگم۔ میں مختلف انگریزی اخبارات میں یہ مضمون دیکھ رہی ہوں کہ یورپین خواتین حقوق نسواں کا مطالبہ سختی سے کر رہی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ مردوں کے مساوی تمام حقوق اُن کو مل جائیں ✤

میاں اختر۔ میں سخت تعجب کرتا ہوں کہ مغربی خواتین اب اور کس قسم کے حقوق چاہتی ہیں۔ اُن کو ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ وہ بے پردہ سیر و تفریح کر سکتی ہیں۔ تمام تماشوں و غیر مردوں کی مجلسوں میں شریک ہو سکتی ہیں۔ اور غیر مردوں سے بے تکلف گفتگو کر سکتی ہیں۔ اب مزید مطالبہ کس بات کا ہے؟

جہان آرا بیگم۔ وہ اب اِن حقوق کی خواہاں ہیں کہ ملک و ملت کی انجام دہی۔ قومی بہبودی۔ و ترقی کے معاملہ میں بھی وہ مردوں کے ہم پلہ رہیں۔ قومی و سیاسی معاملات میں اُن کی رائے لیجائے۔ اور مردوں کی طرح اُن کو بھی ہر صیغہ میں ملازمت دیجائے ✤

[illegible] اگر یہ [illegible] عورتیں شروع سے پردے میں رہتیں تو ایسے حقوق کا مطالبہ نہ کرتیں جب وہ مکان کی چار دیواری سے آزاد ہوئیں تو اُن کو دوسرے منازل طے کرنے کی سوجھی۔ یہ بے پردگی کا ہی باعث ہے کہ اُن کا اِس قدر حوصلہ بڑھ گیا۔ اگر وہاں کے مرد اِس معاملہ میں عاقبت اندیشی سے کام لیتے اور [illegible] کو پردے میں رکھتے تو یہ نوبت نہ آتی۔ کیا تم اِس معاملہ میں مغربی خواتین کو حق بجانب سمجھتی ہو ✤

جہان آرا بیگم۔ ہاں میں حقوق نسواں کی پوری تائید کرتی ہوں ✤

میاں اختر۔ کیوں نہیں تمہارے دل و دماغ میں مغربی خیالات جاگزین ہوگئے۔ **مغربی بھوت** تم پر سوار ہے۔ اِس کا دور ہونا نہایت مشکل ہے۔ میں دلائل و براہین سے ثابت کروں گا کہ عورت امور خانہ داری اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے خلق کی گئی ہے

اور وہ باہر کے کاموں کے انجام دہی میں استطاعت نہیں رکھتی۔ عورت کے لیے اِس کی آزادی کی کوشش کرنا گویا اُس کے لیے سختیوں اور مشقتوں کا مہیا کرنا ہو۔ عورت کا کام صرف یہ ہو کہ وہ بچوں کو تعلیم و تربیت اور امورِ خانہ داری کو انجام دے اور مرد اُس کی حفاظت و کفالت کرے ؛

جہان آرا بیگم۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک عورت پوسٹ آفس و ٹیلیگرام کا کام انجام دے رہی ہو ؛

میاں اختر۔ میں یہ بات جانتا ہوں لیکن عورت اپنے ایک بڑے فرض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کر رہی ہو، وہ بچوں کی پرورش و تربیت دوسروں کے سپرد کیے ہوسے ہو، جو اُس کا دراصل طبعی کام تھا جب ایک عورت اپنی طاقت سے زیادہ محنت و مشقت کرنے لگیگی تو اُس کا حسن و جمال۔ رعنائی۔ زیبائی ناز و ادا۔ سب خاک میں مل جائیں گے ؛ اور جب پھول مرجھا جاتا ہو، تو اُس کی قدر جاتی رہتی ہو، مرد عورت میں رعنائی زیبائی دیکھنا چاہتا ہو، جب ملاحت و رنگ روپ میں کمی ہو جائے گی تو مرد کی نظر میں عورت کی وقعت کم ہو جائے گی، عورت مرد میں جہامت و تنومندی دیکھنا چاہتی ہو، مرد میں یہ اوصاف جب ہی پیدا ہو سکتے ہیں کہ ورزش و محنت کی عادت ڈالی جائے ؛ اسلامی نقطۂ نظر سے عورت کم سمجھ ہو، وہ ایک شفاف و نورانی جسم ہو، جس کو شریعت اسلام نے آب گینہ و روشن قندیل سے تشبیہ دی ہو، اور تعلیم کر دیا ہو، کہ اِس کو ایسے کام کی تکلیف نہ دو جس کی وہ استطاعت نہیں رکھتی مرد و عورت کی ساخت میں بھی بیّن فرق ہو، اعضائے رئیسہ کی نوعیت و قوت میں بھی اختلاف ہو، وہ زیادہ پریشانی و تکالیف کو برداشت نہیں کرسکتی ؛ جس کا ثبوت عورتوں کی آئے دن کی خودکشیوں سے ملتا ہو، اگر مرد پر مصائب و آلام کا پہاڑ بھی ٹوٹ پڑے تو وہ متحمل ہو سکتا ہو، قوت و شوکت مرد کو دی گئی ہو، عورت میں خود بینی و حرص کا مادہ زیادہ ہو، اِس کی طبیعت رنج و خوشی سے بآسانی متاثر ہو جاتی ہو، میری یہ تمام بحث اِس امر پر دلالت کرتی ہو، کہ عورت مرد کے مقابلہ میں ضعیف خلق کی گئی ہو مردوں کے برابر حقوق طلب کرنا ایک مجنونانہ و جاہلانہ حرکت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، اگر عورت کو تمام مساوات حاصل ہو جائیں تو نظام عالم میں انتشار پیدا ہو جائیگا، کیونکہ عورت دقتوں اور زحمتوں کو برداشت نہیں کرسکتی، جب عورت کمر باندھکر ملازمت کریگی تو کیا مرد مکان میں رہ کر انڈے بچے سینے گا، اور نکھٹو بن کر رہیگا ملازمت محنت و مشقت کرنا اُسی کی فطرتی عادت ہے جب میاں بیوی ملازمت کریں گے تو بچوں کی پرورش و امورِ خانہ داری کا کیا حال ہوگا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائیگا ؛

جہان آرا بیگم۔ مردوں کو دنیا کی تاریخ بتلا رہی ہے کہ عورتوں نے حکومت کی۔ تمام ملکی انتظامات کیے شعر گوئی میں نام پیدا کیا ؛

میاں اختر۔ ایسی چند عورتیں ہیں جو سریر آرائے سلطنت ہوئیں، مردوں ہی کے بل بوتے پر عورتوں نے حکومتیں کیں، مرد منشی۔ وزیر۔ سپہ سالار تھے، مردوں ہی نے غنیم کے مقابلہ میں اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں کیا عورتوں کی فوج نے ملک گیری یا ملک داری کی عورتوں نے غازیان و مجاہدین میں کوئی نام پیدا نہیں کیا اور نہ کوئی عورت مرتبۂ نبوت کو پہنچی، یہ سلسلۂ بحث یہیں تک پہنچا تھا کہ گھڑی نے اُس تاریخ کے ختم ہونے کی اطلاع دی، اختر نے کہا کہ رات زیادہ ہو گئی، بارہ بج گئے ہیں نیند کا غلبہ ستا رہا ہو، اب آرام کرنا مناسب ہو، اور اِس کے بعد دونوں میاں بیوی اپنی اپنی جگہ بستر استراحت پر دراز ہو گئے ؛

(باقی آیندہ)

لطائف و ظرائف

عدالت - کہو جو کچھ کہوں گا حلف سے کہونگا۔
جاہل گواہ - جی برابر حلق سے کہونگا
عدالت - او بیوقوف حلق سے نہیں حلف سے
گواہ - (خدا جانے کیا سمجھکر) نہیں سرکار اوس سے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

بیوی - (شوہر سے) اچھا یہ بتاؤ کہ ہم دونوں میں سے پہلے جنت میں کون جائیگا۔
شوہر - میں
بیوی - یہ کیسے
شوہر - چونکہ تم مجھے ہر کام میں آگے رکھتی ہو۔

بڑا بھائی - لاؤ سنے ہم تمہارا پیسہ غائب کردیں
چھوٹا بھائی - دبہوسے پن سے پیسہ دیکر، مگر بلا بھی دیجئے

مولانا محمد علی - آزادی ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔
پنڈت جی چندر - مولانا آپ کے گھر میں کیا ہے۔
مولانا - جناب منٹو وزیر اسٹیشن

مصر بھلا فتح ۱۹ جنوری کے باغ و بہار میں مہاتما گاندھی والے سر سید کے خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے لا ہوری ...
شاہ کے لئے یہی دار و رضاعی کا خطاب پسند کیا ہے۔
نہ تو ہیں مسٹر آغا کی و .... دو گفتگو فی میں
شک نہ خطاب سے اختلاف البتہ کچھ ترمیم چاہتے ہیں
اور وہ صرف اس قدر کہ جیلہ صفائی کی ... سی نز
بدستور رہے مگر صفائی کو دیا سے بدل دیا جائے

اور ہونا بھی یہی چاہیئے کہ ہر خطاب نیا ہو۔

آفتاب احمد خانصاحب مشہور بیرسٹر علی گڑھ جب پریوی کونسل کے فرائض سے سبکدوش ہو کر ہندوستان آئے تو مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ اس پر ایک ظریف شیخ نے کیا خوب کہا تھا۔
خدا خیر کرے مسلم یونیورسٹی پر آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع کر چکا ہے۔
چنانچہ آپ کے عہد سے جو انقلابات مسلم یونیورسٹی میں ہو رہے ہیں وہ "طلوع آفتاب از مغرب" کا تماشا پیش کر رہے ہیں۔ یعنی قیامت برپا ہے۔

ڈاکٹر تیج بہادر سپرو نے ساڈھوؤں پنڈتوں اور ملاؤں کو ختم کردینے کا حکم دیتے وقت یہ نہ سوچا کہ نہرو صاحب اور مالوی جی سن لیگے تو ہوشیار ہو جائینگے۔

منتظم - رسم افتتاح کے سلسلہ میں آپ کونسا کام لینا پسند کرینگے۔
کارکن - مجھے اکثر ایسی مجالس میں مٹھائی تقسیم کرنے کا اچھا تجربہ ہے۔

مہاتما گاندھی نے کلکتہ کانگریس کو کٹھ پتلی کے تماشہ سے تشبیہ دی ہے معلوم نہیں کہ اخبار پنجاب کو اس تماشہ میں کونسا درجہ دیا گیا ہے۔

عالم اسلام

ترکی میں سازشیں

ترکی سے پچھلے دنوں دو خفیہ سازشوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں جن میں سے ایک کا سراغ تو قسطنطنیہ میں ملا ہے اور دوسری انگورہ میں بے نقاب ہوئی ہے)۔ رائٹر کی اطلاع ہے کہ اول الذکر سازش کے شرکاء بیروت اور سیواس تک پھیلے ہوئے ہیں

در حقیقت یہ ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا کی صدارت میں کامل شخصی حکومت کا رنگ پایا جاتا ہے اور مجلس جمہوریہ میں کسی کی یہ مجال نہیں کہ اونکے مسلک کے خلاف آواز بلند کرسکے۔
کسی مستحکم اسلامی سلطنت کے خلاف اندرونی سازشوں کا وجود ہر مسلمان کیلئے موجب تشویش ہے ہمیں امید ہے کہ صدر جمہوریہ ترکیہ انقلاب افغانستان سے سبق حاصل کرینگے اور موجودہ غافل انگیز مغربی خواب سے چونک کر اسلام کی مقدس روایات کو ملک میں بحال کرکے اُن نفرت و حقارت انگیز جذبات کو جو اُنکے خلاف اسلامی دنیا میں پیدا ہو گئے ہیں عزت و وقار سے بدلنے اور پھر خود کو ہر مسلمان کے منہ سے غازی کہلانیکی کوشش کرینگے۔ (خلیل)

دو کانسٹبل نشانہ بندوق ہو گئے

بلجوفیہ ۱۸ جنوری آج شہر کے مختلف حصص میں پولیس کے دو سپاہی گولی کا نشانہ بنا دئے گئے یہ دونوں سپاہی مشتبہ اشخاص کے مکانوں کا معائنہ کرنیکے لئے گئے تھے۔
قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔

مکلا سے سید محمد بن عقیل کا اخراج۔

سلطان مکلا نے ... التفصیلی سید محمد بن عقیل کو مکلا سے خارج کردیا ہے سید محمد بن عقیل اس علاقہ کے مشہور اور باعزت لوگوں میں ہیں [illegible]

افغانستان و سرحد

انقلاب پر انقلاب

۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۲۹ء

آج امان اللہ خان اپنے بڑے بھائی سردار عنایت اللہ خان کے حق میں تخت سے دستبردار ہوئے۔ آپ نے اپنی آخری تقریر میں فرمایا کہ میں نے آج تک جو کچھ کیا وہ اپنے راحت و آرام کیلئے نہ تھا بلکہ صرف ملک و ملت کیلئے نیز میں اب بھی ایک سچا مسلمان ہوں اور ہمیشہ ایک پکا اور سچا مسلمان ہونگا۔ امان اللہ خاں کی تخت نشینی سے آج تک عنایت اللہ خان نظر بند تھے۔

۱۷ر جنوری ماسکو [illegible] سردار [illegible] اللہ خان نے بھی اس شرط پر تخت نشینی سے دستبرداری دیدی کہ وہ اور ان کی اولاد محفوظ رہے۔

۱۷ر جنوری [illegible] مستند [illegible] کلیتہً قابض ہوگیا لیکن ابھی تک قلعہ ان کے قبضہ سے باہر ہے دیگر حالات میں بھی اشتباہ کوئی ابتری نہیں مفضل خان نے محفوظ ہیں۔ سردار اعلان کر رہے ہیں کہ بچہ سقو کلی اختیارات حاصل کریگا اور اسکا لقب حبیب اللہ ہوگا۔

امان اللہ خان محفوظ اور بخیریت ہیں

۱۷ر جنوری۔ امان اللہ خاں کے نہ کوئی گولی لگی نہ کسی طرح زخمی ہوئے بلکہ وہ بخیریت تمام قندھار پہنچ گئے۔ اہالیان قندھار نے نہایت تزک و احتشام سے انکا خیر مقدم کیا۔

آیندہ جنگ کے آثار

سرحد میں بھرتی شروع ہوگئی

راولپنڈی ۔ ۹ جنوری۔ سنا گیا ہے کہ صوبہ سرحد او ضلع اٹک کے چند دیہات میں منادی کرائی جا رہی ہے کہ فوجی بھرتی کھل چکی ہے اور کہ لوگوں کو بھرتی ہونا چاہیئے نہ معلوم یہ بھرتی کیوں ہو رہی ہے۔

سردار محمد عمر خان کی گرفتاری

حاجی صاحب ترنگ زئی کا شاندار کارنامہ

معلوم ہوا ہے کہ سردار محمد عمر خان افغان نے جو گذشتہ دنوں اپنے جائے قیام الہ آباد سے فتوحی افغانستان کی خبر سنکر فتنہ پردازی کو اور زیادہ تقویت دینے کی نیت سے فرار ہوگیا تھا۔ امان زئی میں ایک خان کے یہاں جو ایک حیثیت سے محمد عمر موصوف کے تعلق داروں میں سے تھے) ایک رات قیام کیا۔ آج معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ محمد عمر حاجی صاحب ترنگ زئی کے پاس پہونچا۔ حاجی صاحب نے حالات معلوم کرنے کے بعد محمد عمر کو گرفتار کرلیا۔

افغانی شہزادہ سرور خاں کی گرفتاری

حکومت ہند کی احتیاطی کارروائی

الہ آباد ۔ ۱۲ جنوری ۔ سردار سرور خان برادر شہزادہ سردار خان مفرور کو ان کے مکان واقع الہ آباد سے جمعرات کی شب میں گرفتار کرلیا گیا اور یہیں حوالات میں بند کر دیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ سردار مذکور کی گرفتاری حکومت ہند کے احکام کے ماتحت عمل میں آئی ہے گرفتار شدہ شہزادہ کو حکم دیا گیا کہ اپنے آتشیں اسلحہ حکومت کے حوالے کر دے۔ گرفتاری کی وجوہات ظاہر نہیں کیگئی ہیں لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ یہ صرف احتیاطی کارروائی ہے۔ شہزادے کے ساتھ حوالات میں اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور اس کو [illegible] ذاتی سامان استعمال کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ اس کے بھائی سردار رشید خان کو بھی اس سے ملنے کی اجازت ہے۔



ممالک غیر

ملک معظم کی رفتار صحت

لندن ۱۵ جنوری۔ شاہ کی حالت آج دن بھر اچھی رہی جو خفیف ترقی رونما ہوئی تھی وہ برابر جاری ہے۔ ملکہ معظمہ تقریباً صحت یاب ہوچکی ہیں اور شاہزادے جارج کی حالت بھی اب بہت اچھی ہے

جنرل سیلے شیو کا قتل

ایک نوجوان گرفتاری

ماسکو کی اطلاع مظہر ہے کہ جنرل سیلے شیو کے قتل کے سلسلے میں ایک نوجوان کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔ اوس نے کہا ہے کہ میں نے اپنے بھائی کا انتقام لینے کی غرض سے جنرل کو مار ڈالا۔ چونکہ اسی جنرل کے حکم سے جنوبی روس کی سول وار کے زمانہ میں میرے بھائی کو پھانسی دیگئی تھی۔

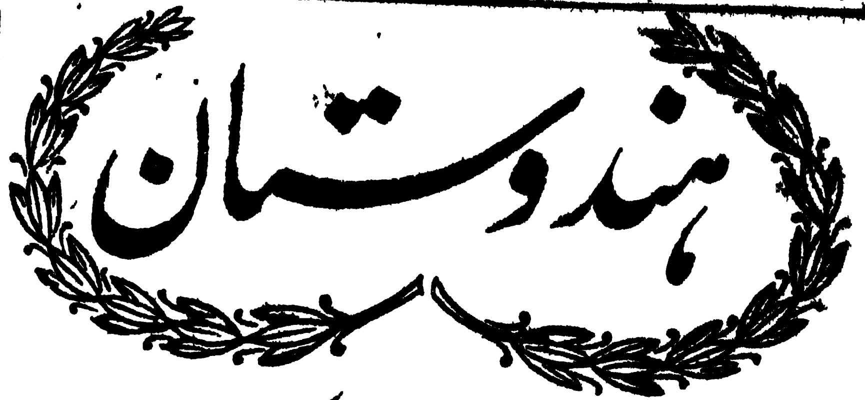
برطانوی جہاز ڈوب گیا

سولہ آدمی ہلاک ہوگئے

ٹراسو ناروے ۱۵ جنوری۔ تین جرمنی کشتیاں یہاں آئی ہیں ان سے دریافت ہوا کہ برطانوی جہاز "ٹامس ہارڈی" نامی بحر شمالی میں طوفان میں چٹان کو ٹکرا کے ٹکڑے ہوگیا۔ اس میں سولہ آدمی تھے وہ سب غرق ہوگئے۔

دو جہازوں کا تصادم

لندن ۱۱ جنوری آج ایک سویڈن کے جہاز اور ایک اور جہاز کا رود بار انگلستان میں تصادم ہوگیا خطرہ سے اطلاع دینے کیلئے گولے چلائے گئے۔ دو جہاز اور ایک غوطہ ہونے والی کشتی فوراً امداد کیلئے روانہ ہوگئی سویڈن کے جہاز کو زیادہ نقصان نہ پہونچا اور وہ سفر کو روانہ ہوگیا دوسرے جہاز میں سوراخ ہوگیا آخر اسے خشکی پر لایا گیا۔



اعلیٰ حضرت حضور نظام کی دریادلی

ایک لاکھ روپیہ کا گراں قدر عطیہ

۱۶ر جنوری۔ ہز اگزالٹیڈ ہائینس اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے ۵ر جنوری کو بنگال سے مراجعت فرمائی تو حضور نے گورنر بنگال کے پاس ایک لاکھ کی رقم بھیجدی کہ جس طرح چاہیں اس کو خیرات کے کاموں میں مستحق جماعتوں میں بغیر امتیاز مذہب و ملت تقسیم کر دیں۔ یہ اس کی یادگار میں ہو کہ ۲۷ سال کے بعد آپ بنگال پہلی مرتبہ تشریف لائے تھے ✦

۲۸۴- موپلا قیدیوں کی رہائی

مدراس۔ ۹ر جنوری حکومت نے ۲۸۴ موپلا قیدیوں کی خرابی صحت کے باعث علی پور جیل سے رہا کر دینے کا حکم دیدیا ہے ✦

زینت محل پر ہولناک فساد

مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کے ٹھیکدار کی فرعونیت

دہلی ۱۰ر جنوری= زینت محل واقع لال کنواں دہلی سلف کی وہ یادگار ہے۔ کہ جو آج کل مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کے قبضہ میں ہے اور جس کے انہدام کے خلاف مسلمان عرصے سے صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں لیکن مہاراجہ کے کارکن اس کی از سر نو تعمیر میں مصروف ہیں۔ آج صبح دس بجے چند مسلمان اس عمارت کو دیکھنے کے لیے گئے۔ لیکن مہاراجہ کے ٹھیکدار نے انہیں اندر جانیکی اجازت نہ دی جس سے جھگڑا ہو گیا۔ اور فریقین میں لاٹھیاں چل گئیں۔ کئی آدمیوں کے چوٹیں آئیں۔ چار آدمی ہسپتال پہنچائے گئے۔ پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ اور کئے آدمیوں کو پولیس اسٹیشن پر لیگئی ✦

قتل کے متعلق پولیس کی سرگرمیاں

لاہور۔ ۸ر جنوری مسٹر ساندرس اور چنن سنگھ کے قتل کے سلسلہ میں پولیس نہایت مستعدی کے ساتھ سرگرم تفتیش ہے اور اب اس نے اپنی توجہ دیہات کی طرف مبذول کی ہے۔ چنانچہ افسران پولیس کی ایک معقول تعداد مختلف صورتوں اور لباسوں میں دیہات کا چکر لگا رہی ہے جن میں سے کچھ ایک نے دیہات کی باقاعدہ رہائش اختیار کر لی ہے اور یہ کوشش بھی کیجا رہی ہے کہ ڈاکوؤں کی جماعتوں سے ریل میل پیدا کیا جائے ✦



پولیس اور گاؤں والوں کا تصادم

کچھ عرصہ ہوا کہ بمبئی میں چشم بلبل نامی چیلے اور کالی بدوش نامی گروہ کے تصادم نے واقف راز اہالیان بمبئی کو قہقہے لگانے کا موقع دیا تھا۔ ۸ر جنوری کی شام کو نور پور کانگڑے میں پولیس اور گاؤں والوں کے تصادم نے سنسنی پیدا کر دی ہے۔ جبکہ پولیس کے چند نوجوان نور پور کی طرف بھاگتے ہوئے آ رہے تھے اور اپنے دوسرے ساتھیوں و نیز عام پبلک سے امداد کا مطالبہ کر رہے تھے پولیس کے چند آدمی ایک فقیر کی موت کے سلسلہ میں جس کی نعش نور پور کے قریب سڑک پر پائی گئی تھی۔ قریب کے گاؤں میں تفتیش کے لیے گئے ہوئے تھے۔ جس کے دوران میں پولیس کے آدمیوں کو گاؤں والوں نے پیٹنا شروع کر دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کانگڑہ اور دیگر افسران پولیس نور پور آنے والے ہیں اور چند دن یہیں قیام کریں گے ✦

کھڑکی سے پچاس ہزار غائب

جھنگ ۱۲ر جنوری۔ سرکاری خزانہ کی کھڑکی سے پچاس ہزار روپیہ غائب ہو جانے پر بنیک کے حلقوں میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مرکزی اتحادی بنیک نے سرکاری خزانہ میں پچاس ہزار روپیہ کا ایک چک پیش کیا۔ چونکہ چک پر بنیک کے آنریری سکریٹری کے دستخط تھے اس لیے خزانچی خزانہ نے خزانچی کو یہ رقم تقسیم کر دیا۔ لیکن بنیک کے افسر کو یہ روپیہ وصول نہ ہوا۔ اور خزانچی بیان کرتا ہے کہ میں نے روپیہ ادا کر دیا۔ ہر دو جماعتوں نے واقعہ کی اطلاع ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو دیدی ہے۔ ایک خزانچی پولیس کی حراست میں لے لیا گیا ✦

مقامی

صرافہ

بمبئی ۱۷ر جنوری

سونا

چارٹرڈ بینک سلاخ سونا	۰ — ۹ — ۲۱
نیشنل بینک سلاخ سونا	۰ — ۱۰ — ۲۰
سالی سونا نیا	۹ — ۷ — ۲۱
سالی سونا پہلی قسط	۰ — — — ۱
سالی سونا دوسری قسط	۶ — ۶ — ۲۱
ندی تیار	۰ — ۱ — ۵۹
ندی پہلی قسط	۰ — ۴ — ۵۹
ندی دوسری قسط	۰ — ۸ — ۵۹

روئی

۱۷ر جنوری

واڑی بازار	سیوری
ل ۲۷۷½ جنوری ۱۹۲۹ء	بنگال ۲۷۶½ جنوری ۱۹۲۹ء
۲۹۴ مارچ ۱۹۲۹ء	بنگال ۲۸۳ مارچ ۱۹۲۹ء
چ ۲۶۳½ اپریل مئی ۱۹۲۹ء	بھروچ ۲۶۲½ اپریل مئی ۱۹۲۹ء
۳۲۳½ جنوری ۱۹۲۹ء	اومرا ۳۲۳ جنوری ۱۹۲۹ء
۳۲۶½ مارچ ۱۹۲۹ء	اومرا ۳۲۶ مارچ ۱۹۲۹ء

گیہوں

۱۱ جنوری

اسفید بمبئی ۷۰ فیصدی ۲۰ — ۵ ریکوٹر جنوری ۱۹۲۹ء

بمبئی مل کی حالت

ایک اور مل میں ہڑتال

اڈورڈ ساسون مل جس میں گزشتہ چند ہفتوں سے ہڑتال تھی جمعرات کی صبح کو ہڑتالی کام پر واپس آ گئے لیکن چند مل کے وائنڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی چند عورتوں نے ریٹ کی کمی ہونے کی وجہ سے احتجاج کے طور پر کام بند کر دیا لیکن مل میں بغیر اس ڈیپارٹمنٹ کے کام ہوتا رہا۔ جام اور پنچسٹر مل جمعرات کو بند رہے ◆

سیوری میں ایک سخت بلوہ ہو گیا

پولیس وقت پر پہنچ گئی اور تیل کے ہڑتالیوں کو منتشر کر دیا

شہر کے مزدوروں کی بے چینی کا مرکز سیوری میں اس وقت ہوا۔ دو قتل اور دو گھسان لڑائیوں کے بعد اسی طرح کل کی شام کو پٹھانوں (جن کو تیل کی کمپنی نے ملازم رکھا ہے) اور ہڑتالیوں میں پھر تصادم ہو گیا۔ لیکن پولیس کے وقت پر پہنچ جانے پر بلوہ رک گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہڑتالی لوگ جمعرات کی شام کو سیوری اسٹیشن کے قریب نئے پٹھان مزدوروں کی فکر میں منتظر تھے۔ بہت سے پٹھانوں پر پتھر پھینکے گئے اور ان سے حملہ کیا گیا۔ جب وہ مل سے کام کر کے واپس آ رہے تھے۔ تو شام کو ایک بہت بڑا مجمع ہڑتالیوں کا اکٹھا ہو گیا تھا تاکہ وہ ان کو ایک اچھا سبق دیں۔ پولیس نے ہڑتالیوں کو منتشر کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کئی پٹھان گوکل داس تیج پال اور اڈورڈ ہسپتال میں داخل کیے گئے۔ جو زخمی ہو گئے تھے ◆

رسم افتتاح دار الخلافہ

۲۵ر جنوری جمعہ کا دن گزر کر رات کو آٹھ بجے محفل میلاد کے بعد افتتاحیہ رسم عمل میں آئے گی امید ہے کہ یہ قومی اجتماع ہر حیثیت سے کامیاب بنانے کے لیے تمام مسلمان بدل و جان کوشش کریں گے ◆

مشاعرہ

بزم خیال بمبئی

زیر صدارت جناب اصغر صاحب ترمذی بتاریخ ۲۰ر جنوری ۱۹۲۹ء یوم یکشنبہ وقت ۹ بجے شب بمبئی ٹائم بمقام دفتر بزم خیال واقع دونٹانکی منعقد ہوگا ◆

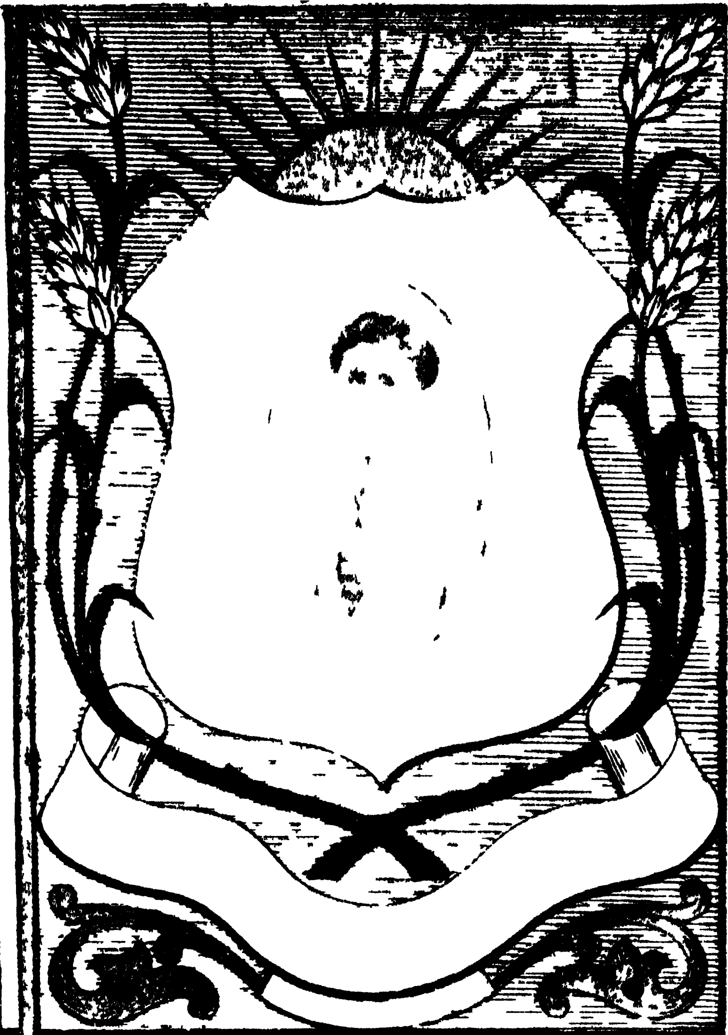
مصرعہ طرح

(اسیر ہوں کا آسرا تھا مجھے مرگ ناگہاں سے) بحر رمل مثمن مشکول ناگہاں، جہاں، آسماں، وغیرہ قافیہ کے سے ردیف

ضروری التماس

بہت ممکن ہے کہ اس مشاعرہ کی غزلیات کا انتخاب اخبار میں شائع ہو لہذا شعرائے کرام مہربانی فرما کر غزلیں علیحدہ کاغذ پر صاف کر کے لائیں نیز شعرائے بیرونجات جو مشاعرہ میں غزل پڑھنے کے شائق ہوں وہ مشاعرہ شروع ہونے سے کم از کم ایک گھنٹہ قبل معتمد بزم خیال کو اپنے ارادہ سے مطلع فرما دیں ◆

یہ واضح رہے کہ مشاعرہ میں غیر مدعو شعرا غزل نہ پڑھ سکیں گے اور مدعو شعرا میں سے بھی کوئی صاحب گیارہ اشعار سے زیادہ نہ پڑھ سکیں گے مشاعرہ بلا انتظار مقررہ وقت پر شروع ہوگا دیر سے تشریف لانے والے شعرا اپنا نام



Single Copy
One anna
3 peis.

Registred
No. B......

THE Weekly-Khalil

BOMBAY

Monday 7, January, 1929.

خلیل (بمبئی)

ہفتہ وار

ایڈیٹر - ایم خلیل اینڈ برادرس

دوسرے مشورے

بمبئی کی تشریف آوری کے متعلق
یا بمبئی کے کسی فرم سے کاروباری یا تجارتی تعلقات
پیدا کرنیکے متعلق یا بمبئی سے خرید و فروخت مال و اشیاء
خاص کے متعلق یا کوئی ایسا کام کرانیکے متعلق جو آپکے یہاں ہو
سکتا ہو یا بمبئی میں نسبتاً عمدہ اور ارزاں ہو سکتا ہو یا ملازمت
وغیرہ کے متعلق غرض بمبئی سے متعلق ... امر کے بارے میں مشورہ طلب
کیا جائیگا بلا کسی قسم کی ... رعایت کے دفتر آپ کو صحیح مشورہ دیگا
... کے لیے پہلے نوازش نامہ کے ہمراہ پانچ آنے کے ٹکٹ ارسال فرمایئے
بعد کے ... صرف جواب ...

تصانیف ... ناول، ڈرامے اور دیگر تصانیف ... کی فروخت
خرید و فروخت کے متعلق ... میں
میں سے لیکر خسارہ ... اور یہی
کسی قسم کی شکایت کا موقع
ملیگا

آپکا خادم ... خلیل ... برادرس پارک لین ... بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۹

روغن بادام خالص

اس ... بیان کرتا ہیں
... خالص ہونے کی گیارنٹی دی
جاتی ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ نصف درجن
... علاوہ محصول ڈاک و خرچہ
پیکنگ وغیرہ - **نوٹ** :- علیحدہ علیحدہ کاہو اور کدو کے
خالص تیل بھی ... قیمت ... ملیں گے

کھانسی کی گولیاں اگر آلات تنفس کے ورم سوزش
... وغیرہ کے باعث ...

... خلیل ... برادرس پارک ... بمبئی

موقع اشتہارات کیلئے خالی کرایہ پر ...

تعویذ و عملیات

اس خدمت کو ایک عالم باعمل عامل و کامل اور ایک
بزرگ انجام دینگے جو اپنا اسم شریف ظاہر فرمانا نہیں
چاہتے ہر قسم کے مقدمات دکھ بیماری تسخیر قلوب اور
حصول مقاصد و عزت بحالی اعزاز و عہدہ و ملازمت ترقی
تنخواہ و عہدہ و تجارتی کاروبار خوشنودی زن و شوہر اطاعت
محبوب و فرزندان توبہ و عنایت افسران و حاکم و بزرگان و
ذلت و خواری دشمنان و اعدا و شکست فریق مقابل و جادو ٹونہ بھوت
پریت اجنہ کا دفعیہ خاطر خواہ نتیجہ ہر کوشش و امتحان دفعیہ تنگدستی و
ادائیگی قرضہ جات و فرائض توسیع رزق و دولت و خیر و برکت حفاظت
جان و مال و حل مشکلات ہر قسم وغیرہ میں جائز خواہشات و مطالبات کیلیے اور
وظائف تعویذ نقوش و عملیات خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ طلب فرمایئے
خدا کے فضل و کرم سے آپکا مقصد ... ہوگا زیادہ لکھنا فضول ہے
پہلے نوازش نامہ کیساتھ ... کے ٹکٹ ارسال فرمایئے فقط
خادم

... برادرس پارک لین بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۹

... کی تصویر ...

... داغ - مہر - بیل ... اعلیٰ ڈیزائن
نقاشی اور چھپائی وغیرہ ...
... وغیرہ کے ایک یا ایک سے زیادہ رنگ ... ڈیزائن
اور اس کے ... لون یا لائن بلاک ہماری معرفت بنوایئے - نیز
ہر قسم کی سادی و رنگین یا ایک سے زیادہ رنگوں کی چھپائی کا کام
... زیادہ تعداد میں ہماری معرفت ...
... آپ کی مرضی کے مطابق عمدہ اور سستا ہوگا اور آپ کو کبھی شکایت
کا موقع نہ ملیگا - علاوہ ازیں ... عمدہ بیل جیسا ... کے
اور ... نستعلیق اردو عربی حروف کے نیز ایسے ڈیزائن اور بلاک جن میں
اردو اور عربی بھی شامل ہو ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم سے زیادہ بہتر اور
ارزاں آپ کو کوئی بھی بنا کر یا بنوا کر نہ دیسکے گا

آپکا خادم ... خلیل اینڈ برادرس پارک لین ... بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۹

خلیل ہفتہ وار بمبئی

جلد ۱ | ۷ رجنوری ۱۹۲۹ عیسوی | نمبر ۱

روز آفرینش

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان شور افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

خدائے کارساز کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس۔ نعمہا تھی تو فیق نامتناہی وعمیم الاحسانی سے اپنے بندۂ بے حقیقت کو ارادوں اور تمناؤں کی طاقت عنایت فرمائی اور پھر اس طاقت کو معلِ افعال وکردار میں نمایاں کرنے کی اہلیت۔ تخیلات کو لباس مادی میں عیاں کرنے کا جوہر اور قوائے ذہنیہ کی نمایش کا قوائے جسمانی کو ذریعہ عنایت فرمایا۔ وہ قدیر و قیوم جو موجودات وکائنات کو کیفیات عدم سے نکال کر منصہ شہود پر لایا۔ آج اس عبد ناچیز کو بھی یہ توفیق عنایت فرماتا ہے کہ وہ اپنے احساسات اور تمناؤں کو عملی جامے میں جلوہ ریز بنا سکے۔ مدت سے دلِ مضطرب کے اندر وطن عزیز اور اس کے فرزندانِ رشید کی خدمت کا جوش پرورش پا رہا تھا۔ ابنائے ملک وملت کی بیکسیاں دیکھکر اور اغیار واجانب کی کوشش وترقیوں کا نظارہ کر کے بے اختیار ان احساسات میں قوت عود کر آئی اور استادِ ازل نے اسبِاق عالم کا ایک ورق فطرت کے اس بے خبر بچے کے سامنے رکھدیا۔ زندگی کا نصب العین ایک انسان ضعیف البنیان مقرر نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یہ کوئی اور زبردست ہاتھ ہے جو ہمارے مقدرات کی لوح پر مختلف تازہ بتازہ تحریریں لکھتا رہتا ہے اور وہ تحریریں ہماری زندگیوں کا مکمل پروگرام مقرر کردیتی ہیں۔ جن سے ہماری مادی آنکھیں اور دنیاوی قوتیں ناآشنا محض رہتی ہیں۔ ہم اپنے ضعیف دماغ کی چھوٹی چھوٹی کوٹھریوں میں مستقبل کی دنیائیں تعمیر کرتے ہیں۔ ہم ارادوں اور عزائم کے بڑے بڑے شہر آباد کرلیتے ہیں۔ لیکن ایک حرکت قدرت غالب کی منشاء کرتی ہے اور قیامت عظیم برپا کر جاتی ہے۔ ہمارے ہوائی قلعے ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم ایک ہستی مجبور مسعذ ور کی طرح صرف حیرانی میں رہ جاتے ہیں۔ اب کوئی صاحب تدبیر وعقل انسان ہمیں بتائے کہ ہم کیونکر ان عزائم وقیاسات کو شہود کی چلتی پھرتی تصویروں میں بدل سکتے ہیں جو اپنی نمائش حقیقی کے لیے مصور قدرت کی قدرت ہی کے محتاج ہوں ؎

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہیں جو سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

ہم بقید صداقت وخلوص عرض کرتے ہیں کہ "خلیل" کا پہلا تصور جس وقت دماغ کے کیمرے میں منعکس ہوا تو اُمیدوں اور توقعات کی بیک گراونڈ اس قدر دلفریب اور جاذب نظر معلوم ہوئی کہ تمام قوائے عملی کے اندر خون کامیابی کا ایک سیلاب دوڑ گیا شب وروز کی نامعلوم دشواریوں کے اندر اس سفینے کی بنیاد رکھدی۔ لیکن جس طرح بڑے سے بڑا جہاز زیر تعمیر ہوتا ہے تو ساحل کی خشکی اس کے انجام سے بے خبر ہوتی ہے۔ باوجود انتہائی کوشش مضبوط اور تمام ضروریات سے لیس ہونے کے بھی کوئی انجینیر یہ کہہ نہیں سکتا کہ یہ سمندر کی موجوں میں پہنچکر جزر ومد پستی وفراز سے آشنا ہوکر سکون وتلاطم کی تلون مزاجی سے متصادم ہوکر بھی اپنا اصلی فعل کرسکتا ہے جب تک دست کشاف تمام رسوم افتتاحی ادا کرکے اس کو سمندر میں نہ ڈھکیل دے۔ اسی طرح آج ہم تمام ضروریات کو فراہم کرکے اس سفینہ صحافت کو دریائے حیات کی موجوں میں ڈھکیل رہے ہیں جس دریا کے اندر کتنے سفینے اس صحافت کے اپنی عظیم المرتبہ ہستی کو لئے قعر گمنامی کا کفن ہوچکے ہیں۔ جو دریا ذہنیت عامۃ الناس کے جزر و مد سے کتنے اخبار اور جریدوں کے لیے پیام اجل ثابت ہوچکا ہے ؎

ناخدا دیکھ کے کشتی کو چلاتا ہے مجھے
یہ وہ دریا ہے نہیں جس کا کنارہ کوئی

بہرحال محض رب کارساز کے بھروسہ پر ہم آج خلیل کا پہلا نمبر معاونین کرام وناظرین عظام کی خدمت میں پیش کرنیکا فخر حاصل کرتے ہیں۔ لیکن سچ عرض کرتے ہیں کہ بندہ مجبور اسباب کی حیثیت میں ہماری تمنائیں اور آرزوئیں بقدر ہم کے بھی پوری نہ ہوئیں۔ اگرچہ ہم مسبب الاسباب کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہماری ضعیف آواز صدا بصحرا نہ ثابت ہوئی۔ قدر دانی کی اس قدر سندیں موصول ہوئیں کہ ہماری ہمت کے اندر دوگنی قوت آگئی۔ قوم وملت نے خلیل کا خیر مقدم جس فراخ دلی اور عالی ہمتی سے فرمایا ہے اپنا فرض قوم نے جس حوصلہ افزائی کے ساتھ ہماری اعانت ورفتار کے لیے قدم آگے رکھا ہے۔ یارانِ ہم پیشہ نے جس خلوص ومحبت کے ساتھ ہمارا اعلان شائع فرمایا ہے۔ ہم نوایان سخن نے جس بندہ پروری کے ساتھ ہماری عرض داشتوں کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ بزرگانِ صحافت وندیمان جریدہ نگاری نے جس مسرت اور خوشی کے ساتھ قدر افزائی فرمائی ہے وہ توجہات خلیل کی ابدی سند معلوم ہوتی ہے اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ شاید ہماری تمناؤں کے پورا ہونے کا زمانہ آگیا ہے اور ہم بہت جلد ملک ووطن کے حضور میں ایک سچے خادم کی حیثیت سے نیک نام ہوجائیں گے۔ خلیل کی یہ ابتدائی مقبولیت اور "روز اول کی" یہ خوشگوار امیدیں ہیں بتا رہی ہیں

رہ روِ خستہ پا نہ گھبرانا
اب لیا چشمۂ بقا تو نے

رسم صحافت یہ ہے کہ اغراض و مقاصد کا ایک مسودہ قانون انجمن اہل نظر میں بغرض قبول و تسلیم پیش کر دیا جائے۔ بعض اوقات یاران ہم نوائے اس مسودۂ قانون کی طوالت و ضخامت کو بے عملی کے نتیجہ فنا کا مرقع بنا دیا ہے۔ اور ہجوم آرزو نے تعطل و تساہل پیدا کر کے اصلی غرض کو بھی فوت کر دیا ہے۔ ہمارے سامنے ان تحریری اغراض و مقاصد کا کوئی پلندا نہیں بجز اس کے کہ اعمال و کردار میں خلوص۔ و اقوال و گفتار میں صداقت۔ اظہار رائے میں بے باکی اور مقصد اصلی وطن عزیز کی خدمت۔ بلا امتیاز مذہب و ملت اور بغیر خوف ملامت و لائم ادب کا چسکا۔ علم و فن کا ذوق۔ آگہی کی لذت اور تفریح دماغی کا لطف روحانیات و الٰہیات کا سبق تزکیۂ اخلاق و عادات کا درس ہمارا نصب العین ہے اور رہیگا۔ دیانت اور خوش معاملگی کے ساتھ معاونین کرام کی خدمت۔ جہاں تک قوم مخلفہ ہندیہ کا تعلق ہے ہم صرف یہ عرض کرتے ہیں ؎

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

مصنوعی گھی

بمبئی میں اصلی گھی اور خالص گھی عنقا کے برابر ہے۔ اور مصنوعی گھی جس قدر کثرت اور خرابیوں کے ساتھ فروخت اور استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسکے متعلق ہمارے پاس متعدد شکایات موصول ہوئی ہیں جن پر ہم ہفتہ آیندہ سے پوری تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالینگے فی الحال ہم کارپوریشن میونسپلٹی اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار ارکان کو اس طرف توجہ دلا دینا کافی سمجھتے ہیں ✤

شذرات

اگر قضا و قدر کا ہاتھ اسباب اور علل کا متعلق نہ ہو صرف خود مختار اور خود رائی ہے۔ بلکہ متلون اور جدت طراز بھی تو انسان کے ارادوں اور اُس کے عزائم کے ریتیلے قلعوں کا حوادث روزمرہ کے جھونکوں سے فنا ہو جانا یقینی اور لازمی ہے۔ کیونکہ انسان اسباب و علل کا محکوم ہے اور نتائج و عواقب کا غلام۔ انسان کے ساتھ دنیا کے اسباب و نتائج نہیں چلتے بلکہ انسان ان کی غیر محدود اور نا متناہی سلسلے میں جکڑا چلا جاتا ہے۔ آپ کا **خلیل** اے ناظرین محترم و اے معاونین مکرم آج آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ایک شدید اور تکلیف دہ انتظار کے بعد جس کے لیے کارکنان مجبور آپ کے سامنے آج ہی جوابدہ ہیں۔ اگر کسی مجرم کی قسمت کا فیصلہ ثبوت اور صفائی کے بعد صحیح طور پر ہو سکتا ہے تو ہم بھی یہی عرض کریں گے کہ ثبوت کے بعد صفائی ضرور سنیے اور کامل بحث و تمحیص کے بعد ملزم کو مجرم بنائیے ✤

ثبوت آپ کے پاس موجود ہے کہ پرچہ حسب اعلان نومبر ۱۹۲۸ء کی پہلی کو نہ پہنچا۔ بے شک ثبوت پکا اور ناقابل تردید ہے۔ آج سوا دو مہینے کے انتظار کے بعد پرچہ آپ کے پاس پہنچ رہا ہے جس ضمن میں محترم قارئین و معاونین کے قلوب میں صدہا خیالات و افکار کا ہجوم رہا ہوگا اور کتنی بدگمانیوں نے غم و غصے کے جذبات کو ابھارا ہوگا۔ اور صدہا ارادے ہماری اس خاموشی اور وعدہ خلافی کے خلاف آپ کے دماغ میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ یقیناً معاونین عظام کو شدید زحمت اور کشمکش ہوئی ہوگی ✤

کارکنان **خلیل** اقبالی ملزم ہیں لیکن مجرم نہیں کیونکہ ایک جرم کے ارتکاب کے لیے تین عناصر ترکیبی کی ضرورت ہے۔ اول عزم۔ دوم حرکت۔ سوم نتیجہ۔ ان تینوں کا مجموعہ کسی فعل کے ہو جانے یا ہونے والے فعل کے نہ ہونے سے جرم بنایا کرتا ہے۔ ہم بخلوص نیت عرض کرتے ہیں کہ شق اول اور دوم شق میں ہم نہ ملزم ہیں اور نہ مجرم۔ یعنی ہمارا عزم نیک اور ہماری حرکت عمل اور عمل کی ماتحت رہی ہے۔ جس عمل کا کہ اجرائے **خلیل** سے تعلق تھا۔ اب رہا صرف نتیجہ۔ بے شک یہ ہمارے خلاف تھا۔ اور ہم ایک [illegible] صرف [illegible] ہم تھے اور اسے نتیجہ کی نسبت ہم [illegible] [illegible] ہیں کہ [illegible] نہیں۔ ہم نے **خلیل** کا پہلا نمبر جس شان اور قدر سے نکالنے کا ارادہ اور انتظام کیا تھا۔ وہ ہمارے احاطۂ عمل سے باہر تھا۔ اور ہم بہت سے ذرائع تکمیل کے لیے دوسروں کے محتاج تھے۔ دنیا ہی اشتراک عمل پر چلتی ہے ہم بھی اشتراک عمل کے محتاج تھے۔ لیکن ہم دیکھ رہے تھے اور اپنا دیکھا لیے۔ مجبورانہ دیکھا کیے کہ ہمارے ارادے کی تکمیل دوسروں کے ہاتھوں میں جا کر التوا اور غیر معمولی تاخیر میں پڑ گئی اور ہم کچھ نہ کر سکے ✤

"ٹائیٹل کا صفحہ نہ تیار ہوا۔ بلاک نہ بن سکے۔ تصاویر جو حاصل کرنا چاہتے تھے نہ ہو سکیں۔ عمدہ مصوروں کی تلاش و جستجو میں ایک مدت مدید لگ گئی۔ پریس

گلزار خلیل

(از رشحات فکر جناب حامد حسن صاحب قادری)

مسلم تھے کبھی جو پیروِ کارِ خلیل ۔ معیار تھا زندگی کا معیارِ خلیل
اب بھی ہو اگر دلوں میں ایثارِ خلیل ۔ آتشکدۂ دہر ہو گلزارِ خلیل

اپنے پاس نہ تھا۔ کاتبوں کے لیے سرگردانی ڈیکلریشن کی دقتیں۔ غرض ایک ایسی لاتعداد مجبوریاں سامنے آئیں جن کے بارِ ہجوم سے عہدہ برا ہونا اب تک ممکن نہ ہوا تھا سو الحمدللہ آج ایک حد تک ان سب مصائب پر قابو پا لیا۔ اور آج بمسرت تمام یہ پرچہ نذرِ ناظرین ہے

قطرۂ خونِ جگر سے کی تواضع عشق
سامنے مہماں کے جو تھا میسر رکھ دیا

خدائے مسبب الاسباب و قادر کارساز کی توفیق نامتناہی سے اُمید کامل ہے کہ خلیل کا تیسرا پرچہ انشاءاللہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آذر کدۂ تعطل و التوا سے برآمد ہوگا اور قلوب ناظرین کو گلزار مسرت میں بدل دیگا۔ امید ہے کہ ناظرین اس غیر متوقع تاخیر کے لیے کارکنان خلیل کی یہ معذرت قبول فرمائیں گے اور بادِ ہوائی افواہوں پر یقین نہ فرما کے گلزار خلیل کے اس "چراغ لالہ" پر توجہ فرمائیں گے

خواہی کہ روشنت شود احوال سرِ عشق
از شمع پرس قصۂ زبادِ صبا مپرس

اس نمبر کی ترتیب میں بھی کارکنان خلیل کو بہت دقتیں اُٹھانی پڑی ہیں۔ لیکن محض اس لیے کہ ہمارے معاونین کو تسکین ہو جائے گی اور ہماری نیتوں کے حسن و ارادوں کی صداقت کا ثبوت مل جائے گا یہ تین شمارے اپنے عزائم کے خلاف معمولی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ لیکن اس معمولی صورت کے اندر ایک حقیقت بھی پوشیدہ ہے۔ جو آپ کی نگاہِ عطا پاش و خطا پوش کے سامنے ہے۔ یہ حقیقت وہ حسن ہے جس کے انداز ہائے دلبری سے ہم ناظرین عظام کو محظوظ و مسرور رکھنا چاہتے ہیں یعنی خلیل کی معنوی خوبیاں اور ان خوبیوں میں دلفریب تنوع اور جاذبِ نظر بوقلمونیاں

دکھا دوں گا تماشا دی اگر فرصت زمانے نے
مرا ہر داغ دل، اک تخم ہے سرو چراغاں کا

آج کا پرچہ ہم اپنے مقاصد و اغراض کی تشبیب سے شروع کرتے ہیں۔ گو زیادہ عرض داشت پر منحصر ہے اور رحمت ہیں ناظرین کے سامنے ادب و تاریخ، افسانہ و حکایت نظم و نثر، صنعت و حرفت، معلومات و اطلاعات

اخبار خلیل

از رشحات فکر جناب حامد حسن صاحب قادری

ہم نام خلیل ہے یہ "اخبار خلیل" ہو اپنی روش میں پیرو کار خلیل
تعلیم محبت خدا دے سب کو اللہ کا دوست ہو خریدار خلیل

کا ایک معقول ذخیرہ پیش کر رہے ہیں۔ جو انشاءاللہ تعالیٰ روز بروز ترقی کرتا رہے گا اور معاونین خلیل دعا اور نتیجے میں محسوس کریں گے کہ "دیر آید درست آید" کا مقولہ کسی واقعی صادق القول تجربہ کار اور جہاندیدہ فلاسفر کا قول ہے جو ہر طرح ایک حقیقت ابدی ثابت ہوا جن مضمون نگاروں۔ و علماء کے رشحات قلم سے گلزار قلم سے آبیاری کی گئی ہے وہ ملک و ملت کے اندر ہماری زندگی سے پہلے روشناس ہو چکے ہیں۔ ہمارے لیے تو یہ بزرگ اور مخدومین بے ریا قطعی مستغنی عن الاشتہار والتعارف ہیں۔ خود ناظرین کرام کے سامنے اُن کے نکتہ بار زبان میدانِ ادب و علم اور فن و حکومت کے کارناموں کا ایک "مشتِ از نمونہ خروارے" نمونہ موجود ہے۔ امید ہے کہ

خلیل کے صفحات ان جواہر پاروں سے محروم نہ دیکھے جائیں گے اور ہم ناظرین خلیل کی دلچسپی کے سامان فراہم کرتے رہیں گے آخر میں دعا اور امداد کے طالب ہوں ایک نگہ کرم کے محتاج اور ایک ادائے سخن شناسی کے متمنی *

حقیقت امر یہ ہے کہ ہم نے اپنی نیتوں کے اندر ایک لمحے کے لیے بھی اپیل اور گزارش کی گنجائش نہیں پیدا کی۔ ہماری زندگیوں کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ انسان ضرورت اور احتیاج خود ایک اپیل ہے۔ جو زمانے کی فولادی رگوں میں سرایت کر جاتی ہے تکمیل مقاصد کی جد و جہد اور نتائج حسنہ کی طلب صادق سب سے بڑی تاثیر ہے۔ جو قلم اور زبان کو اپیلوں اور گزارشوں سے بے نیاز کر دیتی ہے اس سلسلے میں بجز اس کے ہم کیا کہہ سکتے ہیں

اے دل ز زمانہ رسم احساں مطلب
و ز گردشِ دوراں سر و ساماں مطلب
درماں طلبی دردِ تو افزوں گردد
با درد بساز و ہیچ درماں مطلب

آخر میں ہم خدائے بزرگ و برتر سے توفیق عمل طلب کرتے ہیں اور اُس کی عمیم الاحسانی سے انجام بخیر چاہتے ہیں۔ اپنے معاونین کرام۔ اور دامنِ گدا کو نقد بلند عیار سے پُر کرنے والے مایہ داران علم و فن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے "اُسی کارساز مطلق کی بارگاہ اعلیٰ میں اپنے فرائض کی ادائگی مستحسن کے گڑگڑاتے ہیں *

حافظ وصال می طلبد از رہِ دعا
یارب دعائے خستہ دلاں مستجاب کن

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ہمارے معاونین

گلزارِ "خلیل" کے بیج میز و تہی دامن باغبان نے جن ادبی و علمی سرمایہ داروں کی بہار بے خزاں سے گل چینی کی ہے۔ غالباً ناظرین و قارئین کرام کے لیے تعارف و آشنائی کی محتاج نہیں دنیا اِن کے ادبی کارناموں اور علم و حکمت کی مہمات سے بے خبر نہیں۔ ہمارا کوئی اِدّعائے تشریح و تعارف گلشن میں پھول پہنچانیکا مصداق ہے۔ لیکن یہ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ہم اِن مخدومان کریم النفس کی خدمت میں خلیل اور ناظرین خلیل و سرپرستانِ خلیل کی طرف سے یہ نیازنامہ پیش کریں اور اپنا فرضی معرفی انجام ندیں +

آج ہماری دنیائے امید پر ایک دل فریب اُفق چھایا ہوا ہے جس کی زینت پیشانی وہ "شفق" نظر فریب ہے۔ جس نے انجمن سخن میں بارہا دیدہ ہائے امیں ایام کو روشن بنایا ہے۔ ہمارے مکرم جناب مولانا محمود علی صاحب شفق رامپوری جو یونیورسٹی پنجاب کے اعلیٰ سند یافتہ فاضل ہیں اپنی دیدہ زیب تحریر کے ساتھ جلوہ گر ہو رہے ہیں اور دنیائے "صحافت" کے پردے میں اُن اُصول مبادیات کے موتی لٹا رہے ہیں جو یقیناً اِس شعبۂ زندگی کو مار بنا سکتا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ عنایت غیر محدود ثابت ہوگی اور خلیل آپ کی دوستی اور رفاقت سے کبھی محروم نہ ہوگا +

حضرت باسط بسوانی کے نام سے کون آگاہ نہیں جوان بخت و جوان سال ادیب و شاعر نقاد و ناظم موضع بسوان ضلع سیتاپور کی خاک پاک کا ایک نایاب جواہر ہے۔ آپ نے اب تک اُردو کی دنیائے ادب میں مستقل معرکۃ الآرا نمونہ اپنی سلاستی ذوق کا پیش کیا ہے ہم صحیح طور پر بھی بیان نہیں کر سکتے اور یقیناً یہ حق ادا نہیں کر سکتے جو ہم پر بحیثیت ایک ممنون کرم کے عائد ہوتا ہے۔ آج ہم مصنف "شاہد معنی" کے چند کلمات زرین نظم اور نثر میں پیش کر رہے ہیں

کیمیائے سعادت

از ابو المعانی سید یوسف حسن صاحب وصف

بے خبر از خوشتی

غنچۂ سربستہ ہو + حالِ خود از مِن شنو + خوے تو شد مشک بو +
روئے تو بستاں طراز
کہ گلِ خنداں شوی + چاک گریباں شوی + از ہوس عُریاں شوی +
رنگِ تو گلشن نواز
گل چو شوی ہوش جو آ + پیشِ تو آید ہزار + نغمہ و شوقِ کنار +
باز بیں قلبِ گداز
چاک گریباں مشو + ہور دِ نقصاں مشو + باز پشیماں مشو +
مایۂ دہر روئے تو +
ور نگہ بوئے تو +
ذوق مدہ خوئے تو +
بے خبر از خوشتی +

ناظرین محظوظ ہوں اور ہمارے انتخاب کی داد دیں دنیائے حکمت و سائنس آج کس قدر ترقی کر رہی ہے۔ اور انقلابات عالم کی گوناگوں نیرنگیاں رونما ہو رہے ہیں۔ ایسی حالت میں قدیم اور جدید طریقوں میں صفِ جنگ کا قائم ہونا ناگزیر تھا چنانچہ پہلی جنگ آج خلیل کے صفحات پر شروع کر دی گئی ہے اور اس کے سالار لشکر ہمارے مکرم دوست اور شفیق عنایت فرما جناب حکیم رشید احمد خاں صاحب ہیں جن کی طبابت اور حذاقت نے آج بمبئی کے عظیم الشان شہر میں اپنا سکہ جاری کر دیا ہے۔ نبض شناس رشید کی ادبی و حکمتی عسکر کا مقدمۃ الجیش آج حاضر ہے ناظرین اس کی فتوحات ملاحظہ فرمائیں اور ہمارے محترم کی ترقی و اقبال کی دعا فرماتے رہیں +

نظم و ترتیب بذاتہٖ ایک حسن ہے اور حسن بھی دلفریب اور دل آویز۔ اور پھر فطرت کے حسن کے ساتھ مل کر تو اور نورٌ علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ ایک مومن بے ریا کے دل میں جو جذبات مصور اکبر کی تصویریں دیکھ کر جو صبح کی روح پرور موجوں میں ہچکولے لیتی ہیں پیدا ہوتے ہیں وہ "صبح کا گانا" کے عنوان سے ظاہر ہیں جس کے حامل ہمارے دوست حضرت مولانا حافظ عبد المومن صاحب برق فاروقی ہیں جو اپنے تبحر علمی کے سبب ہمارے شہود سے پہلے دنیا کے ہنگامہ امتیاز کے ساتھ نمایاں ہو چکے ہیں۔ ناظرین اِن جذبات کی روانی جوش اور سلاست بیانی دیکھیں اور برق صاحب کی آئندہ صاعقہ ریزیوں کے منتظر رہیں +

حضرت مولانا جناب فاروق احمد صاحب ظلّی شیخ الحدیث جامع عباسیہ بہاولپور کے گنجینہ فراواں سے ایک سکہ بلند معیار حاصل کر کے ہم بحضور قارئین پیش کر رہے ہیں "اسلاف صالحین کا علمی شغف" ملاحظہ فرمائیے اور اس تحقیق کی داد دیجئے جو اخلاقی تاریخ کے تجربے پایاں سے یہ موتی تلاش کرنے میں اختیار کی گئی ہے۔ ہم حضرت علامہ کے شکر گزار ہیں اور اس مرحمت بزرگانہ کے ہمیشہ کے لیے امیدوار ہیں +

ہم سید اختر حسن صاحب اختر کا ایک فسانہ پیش کر رہے ہیں۔ سید صاحب موصوف ابھی نئی تعلیم کی خوش گوار فضا میں پرورش پا رہے ہیں لیکن انداز بیان کہہ رہا ہے۔ ع

خدا ترا بت ناداں دراز سن تو کرے

ہم ٹالسٹائی جیسے مشہور اور علم نفسیات کے ماہر ادیب کے ایک فسانہ کا ترجمہ اختر صاحب کے ذریعہ ہدیہ کر رہے ہیں امید ہے کہ یہ فسانہ مقبول ہوگا اور ہم ناظرین کے سامنے اختر صاحب کے تازہ رشحات قلم پیش کر سکیں گے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

جناب نسیم کی ذات گرامی کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں، آپ کے چشمۂ فیض سے رسائل و اخبارات کے اکثر و بیشتر صفحات سیراب نظر آتے ہیں، چنانچہ لب تشنہ خلیل کیسے محروم رہ سکتا تھا، لیکن بگڑنا اور منانا کے معنی خیز عنوان سے جو عبرت انگیز اور اخلاق جو مختصر فسانہ کی شکل میں خلیل کو مرحمت ہوا ہے، یہ کچھ ایسے افعال و خواص رکھتا ہے کہ نا چیز خلیل کے ساتھ ناظرین خلیل بھی ہر ہفتہ ایسے ہی تازہ جرعہ کی ضرورت محسوس کیا کریں گے۔ ہمیں اپنے محترم معاون کی وسیع اخلاقی اور خلوص بھری فیاضی سے قوی امید ہے کہ وہ خلیل اور ناظرین خلیل کو زیادہ ترسایا کریں گے، اور اس جرعہ کے لیے ہمارا دلی شکریہ قبول فرمائیں گے۔

اس کے بعد ہم اپنے نوخیز اور نوجوان عنایت فرما جناب چودھری [illegible] صاحب شفقہ، رئیس اعظم گوپامئو کا ناظرین خلیل سے تعارف کرائیں گے، ہر چند آپ دنیائے صحافت کے لیے ایک نئی شخصیت ہیں اور سٹر آف بلقان عالم تصنیف و تالیف میں آپ کا پہلا قدم ہے۔ مگر انداز بیان و طرز ادا دیرینہ ذوق و شوق کا پتہ دے رہا ہے۔ آپ نے جس فراخ دلی کے ساتھ مسٹر آف بلقان عطا فرمایا اور اپنی دیگر تصانیف عنقریب مرحمت فرمانے کا پختہ وعدہ فرمایا ہے اس کے لیے ہم اپنے بے لوث اور با خلوص کرم فرما کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

تا اے بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

سب سے آخر میں ہم اپنے محسن محترم و مخلص فخر الکرم عالیجناب حضرت مولانا مرزا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں خلیل و ناظرین خلیل کارپردازان و سرپرستان خلیل کی طرف سے ہدیہ شکر پیش کرنے کا فخر حاصل کریں گے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپ کی عمیم الاحسانی۔ وسیع الاخلاقی۔ دریا دلی اور کریم النفسی کا تذکرہ تحصیل حاصل ہے۔ آپ نے اپنے بے اندازہ علمی و ادبی ذخیرہ سے جو تازہ و نایاب گوہر مصر کی نامراد شاہزادی کے معنی خیز نام سے ناظرین خلیل کے لیے خلیل کو مرحمت فرمایا ہے۔ وہ ہمارے واسطے باعث صد عز و افتخار ہے۔ اور اس کے لیے ہم صاحب موصوف کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔

(اڈیٹر)

پادشاہ شاہجہان کا عہد اور مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر

ایک تاریخی دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۱۰۴۲ھ میں جبکہ بادشاہ شاہجہان کی حکومت کا دورہ ہندوستان پر تھا کشمیر میں بارش اور طغیانی کے باعث فصلیں تباہ ہو گئیں تھیں جس سے کشمیر میں سخت قحط نازل ہو گیا تھا اُس وقت تین ہزار کشمیری دار الخلافہ (آگرہ) میں پہنچکر جھروکے کے نیچے فریادی ہوئے۔ پادشاہ نے ایک لاکھ روپیہ امداد فرمائی اور حکم دیا کہ جب تک یہ واپس نہ جائیں۔ انھیں دو صد روپیہ کا غلہ روزانہ دیا جائے اور تیس ہزار روپیہ کشمیر میں مصیبت زدگان کے لیے بھیجا۔ اس کے بعد بیس ہزار روپیہ مزید ارسال فرمایا پھر صوبیدار نے لکھا کہ تخم ریزی کے لیے زمینداروں کی امداد کی جائے۔ تب تیس ہزار روپیہ اور ارسال کیا اسی طرح اب کے سیلاب کے موقع پر اپنی رعایا کے مصائب کی خبر پاتے ہی مہاراجہ بہادر نے اپنے راج دھانی سے سات ہزار میل دور بیٹھے بٹھائے کئے لاکھ روپیہ کی جو امداد فرمائی ہے اور کئے ایک شاہانہ مراعات منظور فرمائے ہیں اور ایسی مصیبت کے موقع پر اپنی پیاری رعایا کے ساتھ شاہی پیغام میں جس گہری ہمدردی کا اظہار فرمایا وہ یقیناً اپنی نظیر آپ ہے ٭

دولت بہاول پور اور بیدار مغز تاجدار

ملتان ایک قدیمی تاریخی شہر ہے جس کے جنوب میں ۶۵ میل پر ریاست بہاول پور مغلیہ خاندان کی اسلامی یادگار ہے۔ یہاں کے حکمران کا سلسلۂ نسب حضرت عباس عم رسول اللہ صلعم تک پہنچتا ہے تقریباً دو ماہ ہوئے کہ ملتان سے ایک ہفتہ وار اخبار **کعبہ** اجرا ہوا ہے۔ اخبار مذکور اپنے ابتدائی اشاعت سے ہی رئیس و حکام ریاست پر نکتہ چینی اور اُن کے خلاف زہر اُگل رہا ہے۔ گورنمنٹ برطانیہ کو بدظن کرنا اور اُس کے آہنی پنجہ کی گرفت کو مضبوط کرنا۔ اسلامی اخبار کا شیوہ نہ ہونا چاہیئے۔ موجودہ حکمران ریاست سے قبل عام طور پر ریاست میں تعلیم کا فقدان تھا جب سے زمام حکومت حضور ہز ہائینس سر صادق محمد خاں صاحب بہادر کے۔ سی۔ وی۔ او۔ کے قبضہ اقتدار میں آئی ہے تعلیم کی طرف خاص توجہ مبذول ہے۔ ایف۔ اے کالج کو ترقی دے کر بی۔ اے۔ کر دیا گیا۔ سائنس کے واسطے زر کثیر صرف کرکے سائنس کا کالج میں انتظام کیا گیا۔ پہلے صرف ایک اسکول خاص شہر میں تھا اب متعدد ہائی اسکول ریاست کے مختلف حصوں میں کھول دیئے گئے ہیں۔ ابتدائی مکاتب کی کثرت کا یہ حال ہے کہ تقریباً ہر ایک بستی میں ایک پرائمری اسکول موجود ہے۔ عربی طلبہ کی کس مپرسی محتاج بیان نہیں اُن کے لیے خاص بہاول پور میں عربی کالج (جامع عباسیہ) کھولا گیا ہے۔ اُس کی شاخیں ریاست کے مختلف قصبات میں قایم کی گئیں نصاب تعلیم میں عربی تکمیل کے ساتھ انگریزی حساب انٹرنس تک شامل کیا گیا۔ عربی تقریر و تحریر کی خصوصیت کے ساتھ پابندی ہے۔ اسی کالج کے ساتھ شعبہ طب کا مستقل انتظام ہے۔ جس میں ڈاکٹری و یونانی کی تعلیم۔ دہلی طبیہ کالج کے پیمانہ پر ہوتی ہے ٭

انگریزی طلبہ کی طرح عربی طلبہ کو بھی ریاست کے ہر شعبہ میں ترقی کا موقع دیا جائیگا۔ طلبہ جامعہ عباسیہ کو خوراک و معقول وظائف سرکار بہاول پور سے ملتا ہے مختلف شعبوں کے واسطے سرکاری اخراجات پر طلبہ کو ولایت بھیجنے کا سلسلہ جاری کیا گیا تخت نشینی کے ابتدائی سالوں میں متعدد طلباء ولایت بھیجے گئے تھے اِس سال بھی چھ طلباء انگلستان بھیجے گئے ہیں۔ سر رشتہ تعلیم کی عنان ادارت اپنے اُستاد مولانا مولوی غلام حسین صاحب بہادر ہوم منسٹر کے سپرد فرمائی ہے۔ جو شب و روز ترقی تعلیم میں کوشاں ہیں ٭



ناظرین خلیل

۲۰ صفحہ کا پرچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آیندہ ۳۰ صفحہ کا ہوگا اور مستقبل قریب میں خلیل کو مستقل طور پر ۴۵ صفحہ کر دیئے جائیں گے۔ اور خلیل کو ہر مرتبہ پہلے سے زیادہ بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ آخری صفحہ ٹائیٹل کے علاوہ خلیل کے اندر ابتدا میں پورے صفحے کی ایک تصویر ہوا کرے گی اور بہت جلد دو تصاویر کر دی جائیں گی جن کو ناظرین چوکٹوں میں لگا کر اپنے کمرے کی زیب و زینت میں ہر ہفتہ ایک نیا اضافہ فرمالیا کریں گے۔ اب اگر درحقیقت آپ اپنے خلیل کو تمام دنیا کے اخبارات سے بہتر اور اعلیٰ دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنی وسیع الاخلاقی کریم النفسی اور عمیم الاحسانی سے خلیل کو صرف ایک ایک نیا خریدار عطا فرما کر کارپردازان خلیل کو شکریہ کا موقع دیجیے۔ پانچ یا پانچ سے زیادہ خریدار عطا فرمانے والے محسنوں کے ساتھ دفتر خلیل ہمیشہ خاص مراعات ملحوظ رکھے گا اور ایسے محسنوں کا اسم گرامی فہرست معاونین میں شائع ہوتا رہے گا ٭ (جنرل مینیجر)

اسلاف صالحین کا علمی شغف

از قلم حقیقت رقم جناب شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور

(۱) حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت رسول خدا صلعم کے چچازاد بھائی ہیں۔ حضرت صلعم نے بدیں الفاظ اُن کے حق میں دعا فرمائی اللھم علمہ تاویل القرآن اللھم فقہہ فی الدین خود ہی فرماتے ہیں مسح النبی صلعم راسی ودعا لی بالحکمۃ فتح مکہ کے بعد خدمت نبوی میں باریاب ہوئے ۱۳ سالا عمر تھی کہ سرور کائنات صلعم نے رحلت فرمائی۔ صرف دو سال شرف صحبت سے مستفید ہو سکے اس لیے علمی پیاس کے بجھانے کا پورا موقع حاصل نہ ہوا۔ حضرت صلعم کی وفات کے بعد علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ جس کسی شخص کے بارے میں حامل حدیث نبوی ہونا معلوم ہوتا اُن کے مکان پر پہنچتے اگر وہ اندر ہوتے تو اُن کے انتظار میں باہر بیٹھے رہتے فرماتے ہیں کہ اگر میں اُن کو بلانا چاہتا تو وہ میری اطلاع پر فوراً باہر آتے لیکن میں خود ایسا نہ کرتا تھا (یہ حسن ادب تھا) پندرھویں سال حضرت عمرؓ کی کونسل کے ممبر تھے۔ جس میں صرف شیوخ بدر ہی شریک ہو سکتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بدری نے اِن کی شرکت پر اعتراض فرمایا۔ ایک دن تمام ممبران کو حضرت عمرؓ نے جمع کرکے فرمایا کہ آج ابن عباسؓ کی فضیلت دکھانا چاہتا ہوں [illegible]

[illegible]

رہے بعض جواب صحیح نہ دے سکے۔ [illegible] ہی اس کا جواب صحیح عنایت فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں ان کی شمولیت پر مجھے کیوں ملامت کی جاتی ہے۔ آپ کے بزرگانہ اقوال سے [illegible] کا مذاکرہ علمیہ تمام رات کی بیداری عبادت سے بہتر ہے

(۲) عقبہ بن حارث مکی سے ایک عورت نے کہدیا تھا کہ تمہیں اور [illegible] عورت جسے شادی کی ہے اُس کو میں نے دودھ پلایا ہے اسی مسئلہ کے واسطے حضرت صلعم کے پاس مدینے تشریف لائے ٭

(۳) حضرت جابرؓ صحابی صرف ایک حدیث سننے کے واسطے اونٹ خرید کر مدینہ طیبہ سے عبداللہ بن انیس صحابی کے پاس ایک ماہ کا راستہ طے کرکے شام پہنچے تھے ٭

(۴) حافظ العصر محمد بن سلام بیکندی استاذ بخاری نے طلب و اشاعت علم میں اسّی ہزار درہم خرچ کیے ٭

(۵) شیخ الاسلام محمد بن یحییٰ ذہلی استاذ بخاری نے حصول علم میں تین سفر مختلف بلاد اسلامیہ میں کیے جس میں اون کے ڈیڑھ لاکھ درہم صرف ہوئے

(۶) امام مالک صاحبؒ کے استاذ ربیعہ کی والدہ نے حضرت ربیعہ کی تعلیم پر تیس ہزار اشرفی خرچ کی [illegible] ٭

(۷) امام [illegible] کی تعلیم میں والدہ [illegible] اُن کی ہمشیرہ بھی شریک تھیں ٭

ماخوذ از کتب احادیث و اسماء الرجال۔

فاروق احمد شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور

ضروری اطلاع

چند حضرات نے کوپن منی آرڈر پر اپنا پتہ تحریر نہیں [illegible] اور [illegible] لکھا بھی تو وہ ایسا کہ ہزار [illegible] طور پر نہیں پڑھا گیا حالانکہ اون کے پتہ بجنسہ نقل اپنے اخبار ان کے نام جاری کر دیا گیا ہے۔ مگر مزید احتیاط کے طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ جن حضرات کے پاس خلیل نہ پہنچے وہ تاریخ ترسیل منی آرڈر اپنے [illegible] مفصل اور خوشخط پتہ سے دفتر [illegible]

موازنہ طب جدید و قدیم

(از جناب حکیم رشید احمد خاں صاحب جناب سیکرٹری حضرت مسیح الملک مرحوم)

کیا فی الحقیقت طب قدیم ایک پرانا فرسودہ اور ناکام طریق علاج ہے؟ اور کیا واقعی طب جدید معالجات امراض انسانی میں مکمل اور دوسرے دستور ہائے علاج سے مستغنی ہے؟

یہ دو سوال ہیں جو ڈاکٹروں کے طب قدیم پر غلط خیال آرائی اور زبردست مسلسل پروپگنڈہ سے ایک واقف حال شخص کے ذہن میں پیدا ہو سکتے ہیں میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو طب قدیم کو مکمل سمجھے بیٹھے ہیں اور اُس میں کسی قسم کی ترمیم و اصلاح کو حرام سمجھتے ہیں۔ میرے خیال میں طب قدیم کا ہر شعبہ قابل اصلاح ہے۔ طبی تعلیم۔ دوا سازی۔ بے شمار ادویہ [illegible] اور بہاریوں میں بھری پڑی ہیں۔ اُن کی [illegible] اصول علاج وغیرہ میں بہت کچھ اصلاح درکار ہے۔ مگر کیا طب جدید نقصانات سے پاک ہے؟ میں بمبئی میں ایسے صدہا خاندان بتلا سکتا ہوں جو انگریزی ادویہ استعمال نہیں کرتے صرف اس لیے کہ ان میں شراب اور الکوحل کسی نہ کسی صورت میں موجود ہوتا ہے۔ یا اُس کی ساخت میں داخل ہوتا ہے اس سرزمین ہند میں کروروں انسان محرور المزاج ایسے موجود ہیں۔ جن کو انگریزی حار ادویہ کی برداشت کی طاقت نہیں۔ کیسی دردناک حقیقت ہے کہ منطقہ حارہ میں اس دستور علاج کو ترجیح دی جاتی ہے جو بارد ادویہ سے خالی ہے اور جس میں اگر تبرید کی ضرورت ہوتی ہے تو الکوحل جیسی حادہ اشیاء سے کی جاتی ہے یا برف استعمال کرتے ہیں جو نتیجہ کے لحاظ سے حار ہے ہزاروں انسان ہیں جن کے دماغ اور اعصاب [illegible] کے استعمال سے بے کار ہو چکے ہیں

بے شمار اموات کونین کے غلط استعمال سے واقع
ہوچکی ہیں۔ بڑے شہروں میں تقریباً تمام پبلک جانتی
ہے کہ کونین کے استعمال سے دل و دماغ، اعصاب اور
خون کا کیا حال ہوجاتا ہے۔ حالانکہ ٹھیک وہی کام
جو کونین کرتی ہے۔ تازہ مغز کرنجوہ، پست گلوئی، زہر مہرہ
طباشیر کی گولیاں بھی کرتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ان گولیوں
سے نہ اختلاج قلب ہوتا ہے نہ ضعف قویٰ +

سر چمن لال ستیلواڈ کے گھر میں منی لال ٹھاکر کے
دوران علاج میں ڈاکٹروں کی پارٹی نے مجھ سے
خواہش کی (جبکہ میرے علاج کو چوتھا روز تھا،
اور مریض کو تپ کہنہ، انیمیا، اور سوء القنیہ کی
شکایت تھی) کہ ہم لوگ مسلسل چار ماہ سے آرتھنک
اور کونین دے رہے ہیں بخار کے دفعیہ کے لیے۔
انجکشن کرتے رہے ہیں۔ آپ کی اجازت ہو تو آج بھی
انجکشن دیدیا جائے ورنہ بخار ۹۹ سے ایک سو
چار تک بڑھ جائیگا۔ مریض کو ضعف زیادہ تھا۔
بات کرنا اور کروٹ لینا مشکل تھا۔ اس لیے زیادہ
بخار کو برداشت نہ کرسکے گا۔ اور تمام خاندان سخت
پریشان ہوجائیگا۔ میں نے ڈاکٹروں سے کہا کہ جو چیز
چار ماہ کے مسلسل استعمال سے بخار کا استیصال
نہ کرسکی اس کا مزید استعمال بے سود ہے۔ علاوہ ازیں
مجھے یقین ہے کہ کونین اور آرتھنک کے زیادہ استعمال
سے ہی مریض کو خطرناک ضعف ہوگیا اور خون میں
دانے صرف دس فیصدی رہ گئے۔ اس پر ڈاکٹر
کھیر نے بگڑ کر جواب دیا کہ حکیم صاحب آپ جانتے
ہیں کہ کرانک ملیریل فیور کے لیے آرتھنک اور
کونین سے بہتر کوئی علاج اس وقت تک دریافت
نہیں ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپکو
اپنے دیش اور اپنے گھر کی چیزوں کی مطلق خبر
نہیں ہے۔ میرے پاس ایسی ادویہ موجود ہیں جو
کرانک ملیریل فیور کو دور کرتی ہیں اور ساتھ ہی
دل و دماغ اعصاب اور آلات ہضم کو خراب کرنے کے
بجائے طاقت دیتی ہیں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے
کہا کہ حکیم صاحب خود آپ کی طب بھی آرسنک
کو پرانے بخاروں اور جگر کی صلابت اور ضعف کے لیے
مفید بتلاتی ہے۔ پھر آپ کیوں اس کے استعمال سے
گھبراتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ بے شک دیسی اصول
پر بنایا ہوا سنکھیا ہمارے یہاں بھی مفید بتلایا گیا
ہے۔ تقویت کے لیے برتا جاتا ہے۔ اور میرے استاد
مرحوم بھی جوہر سم الفار پرانے بخاروں میں استعمال
کرتے تھے۔ مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ ذاتی طور پر میں نے جب
کبھی استعمال کیا۔ نقصان اُٹھایا ہے۔ سم الفار کے
استعمال سے سب سے پہلے معدہ خراب ہوتا ہے
جگر آنتوں پر نہایت ناگوار اثر پڑتا ہے۔ باقی آپ
جن نسخوں کا آرتھنک کا ذکر کرتے ہیں وہ بھی میں نے بہت
کثرت سے استعمال کیا ہے۔ اس سے کوئی فائدہ
نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ میں اپنی نرم اور نہایت
معتدل اشیاء استعمال کروں گا ان سے اگر فائدہ نہوا
تو پھر آپ سے انجکشن کے لیے درخواست کروں گا۔
اس پر وہ خاموش ہوئے اس کے بعد میں نے ان کا
علاج کیا۔ جو ایک بہت بڑی تفصیل چاہتا ہے مگر میں
یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس مریض کا بخار اور کھانسی
جس شے سے دفع ہوئی وہ خاکستر مدبر (نسخہ خاص)
اور گل ارمنی تھی۔ پورے دو ماہ میں بغیر کسی انگریزی
دوائی امداد کے ان کو صحت ہوئی +

آج کل انجکشن پر بہت زیادہ زور دیا جارہا ہے
اور مخلوق ہے کہ مغربی طریقہ علاج کی کورانہ تقلید
کیے جارہی ہے۔ زہریلی دوائیں یہ لوگ پچکاری کے
ذریعہ سے جلد میں یا ورید یا عضلات میں داخل
کرتے ہیں۔ اگرچہ ان سے بعض اوقات فائدہ بھی
ہوتا ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ علاج جتنا مفید ہے
اس سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ یورپ کے ماہرین
فن کی سیکڑوں مثالیں ایسی موجود ہیں جو انجکشن
کے تباہ کن اثرات کی شاہد ہیں۔ یہاں بمبئی میں ۶۰۶
کے انجکشن سے سیکڑوں اموات ہوچکی ہیں تقریباً
چار سال ہوئے کہ حکیم عبدالرزاق صاحب کا انتقال
اسی سلورسن کے انجکشن سے دفعتاً ہوا۔ درجنوں
انسان بمبئی میں سلورسن کے انجکشن سے اندھے ہوئے
ہوئے بمبئی میں بھیک مانگتے پھرتے ہیں ایک میمن
اب بھی میرے زیر علاج ہے جس کی بصارت انجکشن
کرتے ہی جاتی رہی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ سے میں
اس کو نقوع شاہترہ چرائتہ الخ سفوف گل ارمنی
کے ساتھ پلاتا ہوں اور ہر چوتھے روز اطریفل ملین
دیا جاتا ہے اب وہ یہ کہتا ہے کہ کچھ خفیف سی زرد لکیریں
دکھتی ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ تین چار ماہ مسلسل اس نے
علاج کا موقع دیا تو شاید بصارت واپس آجائے
سال گزشتہ میں میں نے ایک ہندو مریضہ کو
دیکھا تھا جس کو اٹیبین کے سوا سو انجکشن سنگرہنی
کو روکنے کے لیے دیے گئے تھے جن کے بعد سنگرہنی
بدستور موجود تھی۔ اور تپ کہنہ، ضعف اعصاب یعنی
ضعف جمیع قویٰ بدرجۂ غایت پیدا ہوگیا تھا۔ بالکل
آخر وقت میں مجھے دکھایا تھا۔ جس کے لیے میں نے
نہ کچھ کیا اور نہ میں کچھ کرسکتا تھا +

یہ یقینی بات ہے کہ انجکشن کے ذریعہ سے جو زہریلی
ادویہ جسم میں داخل کیجاتی ہیں ان سے فوراً گو
آرام معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قطعی یقینی طور پر دوسرے
سو ذہنی امراض کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ یہ مختلف زہر
جسم میں پڑے رہتے ہیں اور جمع ہوتے رہتے ہیں
اور مختلف امراض کا باعث ہوتے ہیں +

(باقی آیندہ)

باب صنعت و حرفت

جملہ حقوق محفوظ

از جناب سید وصی احمد صاحب سہسوانی ڈائنگ اسپرٹ

رنگ

یہ امر مسلم ہے کہ ہندوستان میں رنگریزی چھاپہ گری کی دست کاریاں پرانے اور بھدے طریقے پر چل رہی ہیں۔ رنگریزوں اور چھاپہ گروں کے کام کے طریقوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی ترقی کرنے کی کوشش ہی نہیں کی بلکہ وہی ایک دو طریقے جو کہ اُن کے آبا و اجداد استعمال کرتے تھے بغیر کسی قسم کی معلومات کے یہ بھی اُنھی پر گام زن ہیں اور روزمرہ کی مشق سے اُس میں کچھ ماہر بھی ہو گئے ہیں مگر پچاس ساٹھ سال پیشتر جبکہ یہ صنعت صرف ایک دو رنگوں تک ہی محدود تھی اس قدر معلومات بھی کافی تھی مگر اس ترقی کے زمانہ میں جب کہ آئے دن نئے نئے رنگ ایجاد ہو رہے ہیں جن کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے ان کی یہ معلومات ناکافی ثابت ہو رہی ہیں کیونکہ رنگوں کو استعمال کرنے کے لیے خود ان کی اور اُن مرکبات کی (جو کہ اُن کے ہمراہ استعمال ہوتے ہیں) و نیز اُن ریشوں کی (جن پر کہ وہ استعمال ہوتے ہیں) اصلیت و ماہیت و خاصیت کا جاننا لازمی ہے کیونکہ ان کا طریقہ استعمال پہلے سے بالکل مختلف ہے غور طلب امر یہ ہے کہ یہ تمام باتیں کس طرح ہو سکتی ہیں اُن کا واحد ذریعہ تعلیم ہے۔ علم سائنس کا ان تمام دست کاریوں سے بہت گہرا تعلق ہے جن کی بدولت آج دوسرے ممالک بام اوج پر پہنچ گئے ہیں برخلاف اس کے ہمارے ملک کے دست کار علم سائنس کا ذکر ہی کیا ہے معمولی نوشت و خواند سے بھی نابلد محض ہیں۔ اور صرف اُسی پرانے طریقے کو نبھانے کی بے سود کوشش میں لگے ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام دستکاریاں جن کا انحصار پختہ رنگوں پر منحصر ہے باہر کے مقابلہ میں بالکل ماند پڑ گئیں۔ اور ایک بہت بڑا طبقہ جو کہ کاریگروں کا ہے فاقہ کشی کرنے لگا ❖

مثال کی طور پر صنعت پارچہ بافی ہی کو لیجئے ہر گو اس صنعت نے پہلے ملک میں ملوں کی شکل تو اختیار نہیں کی تھی تاہم اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد بہت کچھ مال دوسرے ممالک کو دیدینا تھا۔ آج ملک کی بدقسمتی دیکھیئے کہ ممالک غیر تو درکنار اپنی ضروریات پوری کرنے کے واسطے بھی اغیار کا دست نگر ہے۔ یہی وہ صنعت ہے جس کی بابت تمام ملک پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ جب تک سودیشی کپڑا ملک میں عام طور پر استعمال نہ کیا جائیگا ملک سرسبز و فارغ البال نہیں ہو سکتا مگر افسوس اسکی اصلیت کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا یہ نہیں معلوم کہ کس وجہ سے لوگ سودیشی کپڑا استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ سنیئے یہ عام شکایت ہے کہ رنگ بالکل کچے ہوتے ہیں۔ دھوپ میں اُڑ جاتے ہیں پسینہ سے کٹ جاتے ہیں دُھلائی وغیرہ کا ذکر تو فضول ہے۔ افسوس کہ لکھنؤ و فرخ آباد کا چھپا کپڑا۔ کشمیر و پنجاب کے قالین۔ اور سورت و بنارس کے ریشمی کپڑے بھی اس کمی کو پورا نہ کر سکے۔ صرف یہی مال ہندوستان سے یورپ کو کثرت سے جاتا ہے۔ مگر وہاں شکایت ہے کہ فنشنگ میں رنگ خراب ہو جاتے ہیں اس ایک کمی کی وجہ سے ملک کے زیادہ تر کارخانے اور فیکٹریاں فیل ہو جاتی ہیں اور اہل ملک کو لاکھوں روپیہ کا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ان تمام شکایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ناظرین خلیل کو تمام رنگوں و مرکبات اور اُن کے طریقہ استعمال سے بخوبی آگاہ کریں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ سلسلہ مضامین برابر اخبار خلیل میں جاری رہے گا ❖ باقی آئندہ

عملی صابون سازی

کھار اور چکنائی کے مرکب سے جو شے بنتی ہے اُسے صابون کہتے ہیں۔ جسم کے لحاظ سے یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک سخت جو جھاگ کم چھوڑتا ہے۔ دوسرا نرم جو جھاگ زیادہ چھوڑتا ہے۔ بنانے کے طریقوں کے لحاظ سے بھی یہ دو قسم کا ہے۔ ایک گرم دوسرا سرد۔ ایک قسم کا صابن آگ پر پکا کر بنایا جاتا ہے۔ اور دوسری قسم کا صابون محض تیل یا چربی میں کھار ملا دینے سے بنتا ہے۔ خوشبو اور رنگ کے لحاظ سے تو یہ سیکڑوں قسم کا ہے ❖

صابون کے لئے تیزی بنانا

کھار کا عرق جو تیزی میں ملایا جاتا ہے اُسے تیزی کہتے ہیں انگریزی میں اِس کا نام لائی ہے۔ دیسی ترکیب لائی بنانیکی یہ ہے کہ ایک بڑا کونڈا مٹی کا لا دیں جسے ناند کہتے ہیں۔ جو رنگریز کپڑا رنگنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اِس کے پیندے میں پیسے کے برابر سوراخ کریں اور اُس میں کاگ پھنسا دیں پھر اُس ناند کے اندر تین ڈبل اینٹیں بطور تین پایوں کے رکھیں اِس طرح ـ ـ اور اِس پر ایک بڑا پیالا اوندھا کرکے ڈھک دیں پھر اِس پیالہ کے اوپر ٹاٹ کا ایک ٹکڑا ڈھک دیں جس سے پیالہ و اینٹیں اچھی طرح ڈھکی جاویں مگر ٹاٹ غفت نہ ہووے بلکہ چھیدرا یعنی جھجھرا ہو اُس کے اندر سے پانی نکل سکے اب اِسکے اوپر سجی اور چونہ کافی مقدار مقررہ کا بچھا دیں اور پانی ڈال دیں اور دن میں دو تین بار لکڑی سے ہلا دیا کریں تین روز کے بعد کاگ نکالکر نیچے سے کاگ کھول دیں۔ اور نیچے کوئی چوڑا برتن رکھدیں سجی چونہ کا تیزاب نچلے برتن میں آجاوے گا۔ یہ اول درجہ کا تیز تیزاب ہے۔ کھار مِلا پر اوپر پانی ڈال دیں ❖ (باقی آئندہ)

صبح کا گانا

خاص خلیل کیلئے

چکیدۂ قلم: مولانا حافظ محمد عبدالمومن صاحب برق فاروقی، ڈی۔ ایم۔ ڈی۔ کے۔ ایل۔ ڈبلو۔ یو۔

میں صبح کا گاتا ہوں یا رات کا نالہ ہوں
یا چاند کا ہالا ہوں یا صبح کا تارا ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں نغمۂ الفت ہوں تصویرِ محبت ہوں
تزئینِ صداقت ہوں تخلیقِ نزاکت ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں شوق کا طوفاں ہوں میں درد کا درماں ہوں
میں رونقِ بستاں ہوں میں حسنِ گلستاں ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

انجامِ تفکر ہوں مضرابِ تحیّر ہوں
مرہونِ تحیّر ہوں اشکالِ تصور ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں قصۂ ایمن ہوں میں طور کا دامن ہوں
میں شعلۂ روشن ہوں میں شاہدِ گلشن ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

زنجیر مری خلعت مغموم مری صورت
تذلیل مری رفعت مشہور مری وحشت
یہ صبح کو گاتا ہوں

زیبائیِ شوکت ہوں رعنائیِ قدرت ہوں
رنگینیِ قسمت ہوں گلچینیِ فطرت ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں عاشقِ صورت ہوں دل دادۂ عفت ہوں
مجروحِ نزاکت ہوں مقتولِ محبت ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

مرہونِ الم ہوں میں مقہورِ ستم ہوں میں
بیمارِ کرم ہوں میں امید کا غم ہوں میں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں شاخِ تبسم ہوں میں بزمِ ترنم ہوں
میں حسنِ تکلم ہوں میں موجِ تلاطم ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

اخلاق کا پردہ ہوں انوار کا منشا ہوں
ہاں قلبِ مجلّا ہوں تہذیب سراپا ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں دل سے سحری ہوں بے جان سراپا ہوں
یا قلبِ مصفّا ہوں تنویر سراپا ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

محبوسِ فنا ہوں میں مجروحِ قضا ہوں میں
تقدیسِ حیا ہوں میں مظلومِ جفا ہوں میں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں منتظرِ راحت ہوں مجبورِ محبت ہوں
آئینۂ حیرت ہوں افسانۂ الفت ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

آغشتۂ خودداری مرہونِ جفاکاری
افسانۂ دلداری تمکینِ حیاکاری
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں نورِ سحر زا ہوں میں پردۂ کعبہ ہوں
میں جور کا مارا ہوں اپنا دلِ شیدا ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

تاثیر مری پلٹے تقدیر مری پھوٹے
توقیر مری ٹوٹے تصویر مری اُلٹے
یہ صبح کو گاتا ہوں

پلکیں ہیں ستاساری باتوں میں شرر باری
اللہ ری خودداری آنکھوں میں ضیا باری
یہ صبح کو گاتا ہوں

تنویرِ ضیا ہوں میں تصویرِ وفا ہوں میں
اقلیمِ حیا ہوں میں تعمیلِ خدا ہوں میں
یہ صبح کا گاتا ہوں

میں مہرِ تحیّر ہوں تکمیلِ مقدر ہوں
محوِ غمِ دلبر ہوں حیران ہوں ششدر ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں حسن کا مسکن ہوں میں لالہ و سوسن ہوں
برقِ شررافگن ہوں پھر اشک بداماں ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

میں صبح کا گاتا ہوں یا رات کا نالا ہوں
یا چاند کا ہالا ہوں یا صبح کا تارا ہوں
یہ صبح کو گاتا ہوں

الیاس

(ٹالسٹائی کے ایک فسانہ کا ترجمہ)

مشرقی روس میں صوفا کے نزدیک ایک باشکیر[۱] الیاس نامی رہتا تھا۔ اس کا والد قلاش تھا۔ جس نے مرنے کے وقت کچھ پس ماندہ چھوڑا۔ تاہم الیاس کے پاس پہلے سے ساٹھ گھوڑے ، دو گائیں ، اور بیس بھیڑیں موجود تھیں۔ الیاس نے اپنی اس دولت سے خود کو نمایاں ثابت کیا اور آمدنی میں اضافہ کرتا رہا۔ میاں بیوی صبح سے شام تک محنت شاقہ کرتے۔ اپنے ہمسایوں سے پہلے صبح تڑکے اُٹھتے اور رات گئے سوتے۔ یہی محنت شاقہ وہ چیز تھی جس نے الیاس کو رفتہ رفتہ درجہ تمول کو پہنچا دیا۔ اسی محنت کی بدولت الیاس دو سو گھوڑوں۔ ایک سو مویشیوں اور بارہ سو بھیڑوں کا مالک ہو گیا۔ اس کے گلے اور مویشیوں کے لیے کئی نوکر تھے۔ عورتیں گایوں اور گھوڑیوں کا دودھ دوھ کر کمس[۲] مکھن اور پنیر بناتیں۔ الیاس کو کسی چیز کی ضرورت نہ تھی اس کا ہر ہمسایہ رشک سے کہتا تھا "الیاس ایک خوش نصیب آدمی ہے وہ جو چاہتا ہے اُس کو میسر ہو جاتا ہے"۔

اس کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ مہمان دور دور سے آتے۔ اُن کی شاہانہ طور پر چاے کمس اور بھیڑ کے گوشت سے خاطر کی جاتی تھی اگر اتفاق سے مہمان تعداد میں کم ہوتے تھے تو بھیڑ ذبح کر دی جاتی تھی اور اگر کثیر تعداد ہوتی تو گھوڑی۔ الیاس کے دو لڑکے تھے ایک لڑکی تھی ان سب کی شادیاں ہو گئی تھیں۔ ایام مفلسی میں دونوں لڑکے گھوڑے گھوڑیاں چرایا کرتے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے اس دولت و امارت نے اُنھیں خراب کر دیا تھا۔ بڑا لڑکا مے نوشی کی پرستش کرنے لگا اور کہیں بحالت نشہ لڑنے جھگڑنے میں قتل کر دیا گیا +

چھوٹے لڑکے کی بیوی ایک مغرور ، بدمزاج عورت تھی جسے اس کے خاوند نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خسر سے حق وراثت مانگے۔ الیاس نے ایک گھر اور گلہ کا ایک حصہ دیکر انھیں علحدہ کر دیا۔ اس تقسیم کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں بقیہ بھیڑوں میں ایسی وبا پھیلی جس سے سیکڑوں بھیڑیں الیاس کے گھر کو خیرباد کہتی ہوئیں ملک عدم کو سدھار گئیں۔ نیا سال الیاس کے لیے منحوس ثابت ہوا۔ موسم گرما میں گھاس کی فصلیں خشک ہو گئیں۔ موسم سرما میں بہت سے مویشی ضائع ہو گئے۔ ڈاکو گھوڑوں کے گلوں میں سے بہترین گھوڑے چرا لے گئے۔ اب یہ حالت ہوئی کہ الیاس روز بروز قلاش ہونے لگا۔ اور رفتہ رفتہ اس کی صحت بھی جواب دینے لگی۔

ستر برس کی عمر میں الیاس نے اپنی پوستینوں۔ زینوں۔ خیموں۔ اور بقیہ اثاثہ کو بھی فروخت کر دیا۔ لیکن ضروریات ختم ہونے کا نام تک نہ لیتی تھیں۔ اب اس کی گزشتہ امارت کے نشان صرف چند جوڑے کپڑے۔ چغے ٹوپی۔ اور مراقش کے چمڑے کے سلیپر رہ گئے تھے +

اس کی شریک غم "شام شمگی" بھی ضعیف ہو چکی تھی۔ ان کا چھوٹا لڑکا جو حق وراثت لے چکا تھا کسی دور دراز ملک کو چلا گیا تھا۔ ان کی دختر بھی ملک بقا کو جا چکی تھی۔ گویا اب اتنا بھی نہ تھا کہ وہ کسی کو اپنی مدد کے لیے بلا سکیں۔ لیکن ان کے ہمسایہ محمد شاہ نے جو ایک نیک دل رحیم طبیعت کا آدمی تھا۔ ترس کھا کر الیاس کو بلایا اور کہا۔ آپ اپنی بیوی کے ہمراہ میرے یہاں آ کر رہیے۔ آپ اپنی طاقت کے مطابق گرمی کے دنوں میں باغ میں کام کیجیے اور جاڑوں میں مویشیوں کو چارہ کھلائیے اور آپ کی بیوی شام شمگی گھوڑیوں کا دودھ دوہ کر کمس بنائے۔ اور میں آپ لوگوں کی ضروریات پوری کروں گا +

الیاس نے شکر گزار آنکھوں سے اپنے محسن آقا کا شکر ادا کیا۔ اور اپنی بیوی کے ہمراہ محمد شاہ کے دولت کدہ میں نوکروں کے مانند رہنے سہنے لگا۔ اول اول کام کرتے وقت انھیں تکلف محسوس ہونے لگی لیکن بہت جلد اس محنت کے عادی ہو گئے۔ چونکہ الیاس کسی وقت آقا رہ چکا تھا۔ اس لیے اس نے اپنے آپ کو ایک اچھا نوکر ثابت کیا۔ میاں بیوی ، دونوں ، کام کرنا جانتے تھے کاہل نہ تھے لیکن محمد شاہ ان لوگوں کو دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھا کرتا تھا۔ ایک دن محمد شاہ کے مکان پر کئی مہمان ایک ملا کے ساتھ آئے۔ شاہ صاحب نے ان کے واسطے ایک بھیڑ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ الیاس نے بھیڑ کو پکا کر مہمانوں کے لیے بھیج دیا۔ اس کے بعد مہمان نواز و مہمان بات چیت میں مشغول ہو گئے +

الیاس کام ختم کر کے دروازہ کے پاس سے گزرا۔ محمد شاہ نے ایک مہمان سے مخاطب ہو کر کہا "آپ نے اس ضعیف شخص کو جو ابھی دروازے کے پاس سے گزرا ہے دیکھا؟ مضافات میں کسی زمانہ میں یہ ایک امیر و کبیر آدمی تھا۔ اس کا نام الیاس ہے"۔

مہمان نے کہا "مجھے اُس سے ذاتی طور پر شرف تعارف حاصل نہیں ہے۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ ایک مشہور آدمی ہے"۔

"محمد شاہ نے کہا۔ "اب وہ میرے یہاں نوکر ہے۔ اس کی بیوی گایوں" اور گھوڑیوں کا دودھ دوہتی ہے"۔ مہمان یہ سنکر ششدر رہ گیا۔ اور سر ہلا کر کہا۔ "تقدیر مثل ایک پہیے کے جو کبھی اوپر ہو جاتا ہے اور کبھی نیچے۔ کیوں وہ کسی وقت اپنی شومئ قسمت پر روتا بھی ہے"؟

"محمد شاہ" نہیں وہ ایک صابر۔ خاموش اور محنتی آدمی ہے۔

"مہمان" کیا میں اس سے اس کی زندگی کے بارے میں چند سوالات کر سکتا ہوں"؟

"محمد شاہ" بخوشی۔

محمد شاہ نے الیاس کو پکارا۔ بڑے میاں اپنی بیوی کے

---

[۱] منگولین نسل کے وہ مسلمان جو کوہ یورال کے نشیبی میدانوں میں رہتے ہیں [۲] کمس یا کومیس گھوڑی کے دودھ کو کہتے ہیں جو مثل اور دودھوں کے جا کر مین کے ڈبوں میں بھیجا جاتا ہے +

ہمراہ اندر آیئے اور کچھ کمس پی لیجئے۔" الیاس اور اوس کی بیوی اندر آگئے۔ شام شملکی تو پردہ میں چھپ گئی اور الیاس سلام کر کے دروازہ کے قریب بیٹھ گیا۔ کمس کا ایک پیالہ الیاس کو دیا گیا۔ الیاس نے شکریہ کے ساتھ اُسے پی لیا۔

مہمان نے نرم لہجہ میں کہا "میں خیال کرتا ہوں کہ آپ ہمیں دیکھکر مغموم سے ہو گئے ہیں شاید گزشتہ ایام یاد آر ہے ہیں یا آپ موجودہ مفلسی کا گزشتہ تمول سے موازنہ کر رہے ہیں"

الیاس نے مسکرا کر کہا "اگر میں آپ سے اپنی خوشی یا غم کی بابت کچھ کہوں تو آپ کو یقین نہ ہوگا بہتر ہوگا اگر اس کے بارے میں میری بیوی سے آپ پوچھیں۔ وہ عورت ہے جو کچھ اُس کے دل میں ہو وہی اُس کی زبان پر ہے۔ وہ تمام سرگزشت سچ سچ بیان کر دے گی ✤

مہمان نے پوچھا "کیوں ضعیفہ! اپنی گزشتہ خوش نصیبی اور موجودہ بدنصیبی کی بابت تیری کیا رائے ہے"

شام شملکی "ہم خوشی کو اصلی پوشاک میں دیکھنے کے متلاشی تھے۔ لیکن پچاس سال تک خوشی نہ میسر ہوئی دو سال کا عرصہ گزرا ہم ملازموں کی طرح رہتے ہیں۔ مگر اب ہم نے اُس سچی خوشی کو جس کی ہم لوگ جستجو کر رہے تھے حاصل کر لیا

مہمان یہ سُنکر حیران رہ گئے محمد شاہ نے اُٹھ کر ضعیفہ کو دیکھا تو وہ ہاتھ باندھے اپنے خاوند کو دیکھکر مسکرا رہی تھی اُدھر ضعیف الیاس بھی مسکرا رہا تھا ✤

شام شملکی "یہ ہنسی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت کا انکشاف ہے ہم لوگوں نے پچاس برس سچی خوشی کو تلاش کیا۔ لیکن ایسے تمول کے زمانہ میں اسے نہ حاصل کر سکے۔ اب ہم مفلس ہیں اور نوکر ہیں مگر وہ خوشی آج حاصل ہو گئی ہے۔"

مہمان "آخر اس خوشی کی کیا وجہ ہے؟"

شام شملکی۔ "وجہ یہ ہے کہ جب امیر تھے ہمیں لمحہ بھر بھی آرام حاصل نہ تھا۔ ہمارے اندیشے اور تفکرات اس قدر بڑھ گئے تھے کہ عبادت کرنیکا موقع تو درکنار ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کا موقع نہ ملتا تھا۔ ہمیں مہمانوں کی تواضع کرنے اور تحفہ تحائف پیش کرنے کے متعلق سوچنا پڑتا تھا جب مہمان رخصت ہوتے تھے تو نوکروں کی نگرانی کرنی پڑتی تھی کیونکہ وہ کھانا تو جانتے تھے لیکن کام چور تھے۔ کبھی بھیڑیوں سے ڈرتے تھے اور کبھی چوروں سے۔ راتوں کو اس اندیشہ میں کہ کہیں کوئی بھیڑ اپنے بچے کو روند نہ ڈالے ہم کو جاگنا پڑتا تھا۔ لیکن سب سے بڑی بات یہ تھی کہ میں اور میرا خاوند ایک بات پر کبھی اتفاق رائے نہ رکھتے تھے ہم میں اکثر اختلاف ہو جاتا تھا۔ گویا ہماری زندگی ایک پریشانی تھی۔ خوشی وسکون سے کوسوں دور۔ لیکن اب ہم صلح و آشتی کے ساتھ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہیں۔ کیونکہ اب باہمی ناراضامندی کی کوئی بات نہیں۔ ہماری فکر صرف یہ ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کریں محنت کرنے کے بعد کھانا کافی مل جاتا ہے۔ اور سردی سے بچنے کے لیے پوستین موجود ہے۔ پچاس برس ہم لوگوں نے سچی خوشی تلاش کی اور اب کہیں جا کر حاصل ہوئی ہے۔"

اس جملہ پر مہمان ہنس پڑے۔ الیاس نے متانت سے کہا "یہ ہنسی کی بات نہیں بلکہ تجربہ ہے۔ ہماری قسمت جب بگڑی تھی تو میں اور میری بیوی احمقوں کی طرح گریہ و زاری کرتے تھے۔ لیکن خدا نے سچ ظاہر کر دیا۔ اب ہم لوگوں کے فائدے کے لئے اس حقیقت کا اظہار کر دیا ہے"

ملّا نے کہا "الیاس سچ کہتے ہیں ایسا ہی قرآن مجید میں بھی لکھا ہے۔"

مہمانوں نے ہنسنا موقوف کر دیا اور جو کچھ سنا تھا اُس پر غور کرنے لگے ✤

سید اختر حسین اختر سکندریہ

خضر علیہ السلام سے ملاقات

اور حاجت روائی اگر کرنا ہے تو صرف تین روز میں آپ ایسا کر سکتے ہیں دس روپیہ کا منی آرڈر بھیجکر ترکیب اور اجازت پڑھنے کی منگا لیجئے ✤

فرمل حسین خاں۔ ڈھبورہ۔ ڈاک خانہ ملہر۔

رومال یار

اے کپڑے کے چھوٹے سے ٹکڑے۔ تو مجھے بے حد عزیز ہے۔ جان سے پیارا ہے۔ تجھے نسبت ہی ایسی ذات سے حاصل ہے۔ کس سے؟ فتنۂ روزگار سے۔ یار طرحدار سے ✤

تیری وضع قطع تمام عالم سے جدا۔ تیرا رنگ ڈھنگ ساری دنیا سے الگ۔ آئینۂ دل کی طرح صاف۔ رخ محبوب کی طرح شفاف۔ تیرا ایک ایک رشتہ۔ تار رگ جان۔ تیرا ایک ایک پھول۔ غیرت فردوس۔ تار ریشم سے جو گلکاریاں تجھپر کی گئی ہیں۔ اُن کا جواب مشکل ہی نہیں۔ غیر ممکن۔ تیرا گوشہ گوشہ دامن گلچین تیرا ہر ایک حصّہ۔ کف گلفروش ✤

اے خوش بخت۔ اے خوش قسمت۔ تیری کامگاری قابل رشک۔ نو برسوں کسی کے دست حنائی میں رہا عارض گلگوں کا پسینہ تجھسے پونچھا گیا۔ جبین ناز کا عرق تجھ میں جذب ہوا۔ لب مستی آلودہ سے تو مس ہوا۔ پان کے لاکھے نے جابجا تجھپر گل احمر کھلائے۔ مسی کے داغوں نے تختۂ سوسن کا رنگ پیدا کیا۔ زلف عنبر بیز کی خوشبو سے تو بسا ہے۔ تیری عطر بیزی عطر آگینی مشام جان کو معطر کرتی ہے۔ اے مایۂ تسکین جان زار۔ اے شکیب دل بے قرار۔ اے عہد زرین کی یادگار۔ ہاں ہاں اے رومال یار۔ تیری کیا توصیف ہو۔ تیری کن الفاظ میں تعریف ہو ✤

ہاں ہاں تو پیارا ہے۔ تو عزیز ہے۔ کیوں؟ صرف ایک اسباب سے نہیں۔ ایک نہیں دو وجوہ سے نہیں۔ وہ دن بھولنے والا نہیں جب تو مجھے عطا کیا گیا۔ اور آہ اس ادا دلنواز کا کیا ذکر کیا جائے۔ جس انداز سے تو مجھے بخشا گیا۔ آخری ملاقات تھی کوئی مجھسے رخصت ہو رہا تھا۔ دو دھڑکتے ہوئے دل ایک دوسرے کے متصل تھے۔ اُن کو سمجھانے سے کام تھا۔ اور مجکو اشک حسرت بہانے سے۔ اُسوقت۔ ہاں

اُسی وقت کسی نے فرطِ محبت سے۔ وفورِ غم سے پہلے اپنے اشک تجھ میں جذب کیے اور بعد کو دستِ حنائی سے نازک ہاتھ سے میرے بھی آنسو تجھی سے پونچھے اور یہ کہکر تجھے میری طرف بڑھا دیا ٭

"رکھ لیجئے۔ یہ میری آخری یادگار ہے۔ محبت دیرینہ کی نشانی ہے۔ ناز و نیاز کے آنسوؤں سے تر ہے۔ کبھی مری یاد میں روئیگا تو یہ کام آئیگا" ٭

آہ۔ تو سمجھا۔ یہ سبب خاص ہے میری شیفتگی کا۔ میری گرویدگی کا۔ ہاں تو آ۔ اے مایۂ تسکین میرے آنسو پونچھ میرے سیلِ اشک کو روک۔ میرے جذباتِ غم اشکوں کی صورت میں منتقل ہو چکے ہیں ان کو جذب کرلے میری چشمِ نم کو خشک کردے۔ آ۔ ہاں۔ آ۔ اپنے دامن و آستین سے تیرے ہوتے ہوئے کیا کام لوں۔ آ۔ آ۔ اِدھر آنکھوں سے لگ جا۔ کلیجے کو ٹھنڈک اور دلِ بیتاب کو چین عطا کر ٭

باسط۔ بسواتی

لطائف

(۱) ایک احمق کا گدھا گم ہو گیا۔ احباب تسلی دینے آئے دیکھا تو بیوقوف سجدۂ شکر ادا کر رہا ہے پوچھا بھئے یہ کس لیے۔

احمق۔ اِسلیے کہ میں اُس پر سوار نہ تھا۔

(۲) ایک جاہل شخص عالمانہ لباس میں کسی عالم کے پاس گیا۔ عالم نے اُس کو بزرگ صورت دیکھکر اپنی مسند پر جگہ دی۔ جاہل کچھ دیر خاموش رہا۔ عالم کو اور بھی بزرگی کا گمان ہوا۔ کہا حضرت کچھ تو فرمائیے۔ جاہل نے کہا روزہ کس وقت افطار کرنا چاہیئے۔

عالم۔ جب سورج ڈوب جائے۔

جاہل۔ اگر سورج آدھی رات تک نہ ڈوبے تو

عالم بے ساختہ ہنس پڑا اور اُسی مسند سے اُتار دیا۔

بگڑنا اور بننا

(۱)

شاہو۔ ایک شریف خاندان کا پروردہ تھا۔ اِس کی پارسائی مشہور تھی۔ دن کا دن مسجد میں گزار دیتا اور آدھی آدھی رات تک نفلیں پڑھا کرتا تھا۔ ایک کورٹ ریاست میں نوکر تھا۔ زندگی عیش و آرام سے گزر رہی تھی بدشکل سیاہ فام۔ بدزبان۔ خشک مزاج۔ بیوی کی زبان درازیوں سے عاجز آکر چھوڑ دیا۔ اچھا کیا دوسرا نکاح کر لیا۔ بہت اچھا کیا۔

(۲)

اب شاہو کی حالت پر ہر ملنے والے کو رشک تھا۔ کہ عیش و عشرت کے علاوہ بیوی بھی ایسی پائی تھی جس میں شکل و صورت کے ساتھ اخلاق و طبیعت کا حسن بھی تھا شوہر کی قدردان اور اپنی دنیا اور دین سمجھنے والی ٭

بیوی کی نیک صلاح سے دو اِکّے رکھے اور دو آدمی دونوں میاں بیوی کی ایک اطمینان کی زندگی بسر ہو رہی تھی۔ چالیس پچاس روپئے ماہوار کا اوسط پڑ جاتا تھا دونوں خوش تھے اور ایک دوسرے پہ جان فدا کرتا تھا۔

(۳)

اب دونوں کی رائے ہوئی کہ وطن چل کر رہنا چاہیئے دو اِکّے بہرحال ہئی ہیں۔ ملازمت نہ سہی کچھ آمدنی کم ہو جائے گی کوئی بات نہیں۔ یہ وطن رہنے کا معمولی معاوضہ ہے۔ تیس چالیس روپیے دو تن کے لیے بہت ہیں۔

اِسی رائے پر عملدرآمد ہوا۔ دونوں وطن آئے اور چین سے بسر کرنے لگے ٭

(۴)

بُرے دن کہکر نہیں آتے۔ اور شامت اپنے ہی کرتوت کا نتیجہ ہوتی ہے ٭

شاہو۔ پندرہ برس کے بعد جب اپنے وطن آیا تو اپنے اُنھیں پرانے ملاقاتیوں سے ملا جو اس کے بچپنے کے ملنے والے تھے۔ اور یہ سب اوباش ہو چکے تھے۔ شاید تعلیم تو کیا پایا سمجھنے والا کھٹک گئی اور ڈرتے رہے۔ آخر وہ وقت آیا جسکا قلق اور افسوس سے انتظار کیا جا رہا تھا ٭

کون کہہ سکتا ہے کہ "شاہو" جس کی پارسائی قصبے میں مثل کی حیثیت پا چکی تھی اپنی ایسی چہیتی بیوی سے منھ موڑ کر جس پر وہ دن پہلے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار تھا ایک پڑوس کی فاجرہ فاحشہ اوباش بدمعاش بدکردار بدچلن اور بےحیا عورت پر فریفتہ ہو جائیگا ٭

پھر بتولا۔ کوئی خوب صورت بھی نہ تھی اس کے سوا کالی کالی لمبے ڈیل کی۔ دُبلی پتلی مُنھ پر چیچک کے داغ تھے آگے بڑے بڑے دانت نکلے تھے۔ اور بڑھی ہوئی بدمعاشی نے تو اُس کو اور بھی پھیکا خشک بنا دیا تھا۔ منھ کے ہڈے نکل آئے تھے۔ دونوں گال پچک گئے تھے۔ دیکھنے والوں کی طبیعت بُری ہوتی تھی صبح کو اُس پر آنکھ پڑ جانا منحوس سمجھا جاتا تھا ٭

مگر شامتی شاہو اُسی کا گرویدہ ہوا اور پھر کیسا بُری طرح کہ اپنی عزت اور بیوی کے ناموس سے بھی بےپروا ہو کر نہیں بلکہ مٹانے کے درپے ہو کر

عام طور پر مشہور تھا کہ اِس پر جادو کیا گیا ہے۔ پیچ کہا ہے۔ بڑوں کے بڑے انسان مسلمانوں کے نبی نے "صحبت اپنا اثر کرکے رہتی ہے"

(۵)

"آوارگی اور تباہی کا چولی دامن کا ساتھ ہے"

وہی "شاہو" جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک اطمینان اور سکون کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور ابھی چار دن پہلے عزت اور محبت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا مجبور ہے کہ اپنی ناپاک خواہشیں پوری کرنے کے لیے اپنی فرمانبردار اور نیک بیوی کے زیور بیچے۔ حسب حیثیت ہزار دو ہزار چار پانچ سو کے زیور تھے۔ مگر آخر کہاں تک دونوں گھوڑوں کی نوبت آئی اور یکایک اِکّہ بکا اور لطف یہ کہ گھر میں فاقے ہو

فاقے ہو رہے ہیں۔ سب اُسی چڑیل تولیہ کے بھینٹ چڑھ رہا ہے۔

مگر واہ ری شریف عورت کبھی زبان سے اُف بھی جو نکلی ہو۔ نہ میاں سے کچھ کہنا نہ کسی اور سے شکوہ کرنا بہت طبیعت بھر آئی تو تنہائی میں جا کر پھوٹ پھوٹ رولی ؂

وہ تو کہیئے بھلا ہوا اس گھرانے کا جہاں "شاہو" کی پرورش ہوئی تھی جس کا ہر شخص اُس کو عزیز اور اُس کی بیوی کو اپنے گھر کی عورتوں کی طرح سمجھتا تھا وہ بے چاری اسی گھرانے میں کام کاج میں لگی رہتی تھی اور اپنے زندگی کے دن کاٹ رہی تھی ؛

عزت شیشے کی نزاکت رکھتی ہے 'اب شاہو'
بچے بچے کی نظر میں ذلیل تھا

(۶)

فاحشہ عورت "شاہو" کو کھکھ کر کے اپنا گھر بھر کے اپنے میکے چلی گئی۔ اب اِس ہجراں نصیب کی طبیعت کی اُلجھن اور پریشانی، دیوان گی و وحشت سے بدل گئی واقعی شاہو پر بھوت سوار تھا۔ اِس کی گریہ وزاری اور اضطراب و بے قراری دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی اِس کا کھانا پانی چھوٹ گیا اور رونا دن رات کا مشغلہ ہو گیا تھا، یا پھر ننگے سر ننگے پاؤں پھٹے کپڑوں جنگلوں میں نکل جاتا تھا اور پھرا کرتا تھا۔ اور طرح طرح کے درد آمیز شعر اور دُکھ بھرے گیت گایا کرتا تھا خدا جانے کیا کیا ترکیبیں ہوئیں اور کتنے آدمیوں نے سمجھایا مگر اِس پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ انسان سمجھتا نہیں مصیبت قدرت کی ایک تنبیہ آمیز رحمت ہوتی ہے۔ "آدمی کچھ کھو کر پاتا ہے"۔ یہ اور اِس قسم کی کتنی مثلیں ایسے ہی نفسیاتی تجربوں کے ماتحت زبانوں پر چڑھ گئی ہیں ؂

... جس کے لیے افسوس کے ساتھ طے کر لیا

گیا تھا کہ "اب اِس کی زندگی خاک چھاننے میں بسر ہوگی" ایک مدت آوارہ گرد رہ کر انتہائی پریشانیاں اُٹھانے کے بعد ہوش میں آیا۔ آنکھ اُٹھا کر گھر کی طرف دیکھا تو وہاں کیا رہ گیا تھا۔ خاک اُڑ رہی تھی فکر اور ندامت سے بوکھلا گیا تھا۔ ملازمت کی تلاش میں کسی کو خبر کیے بغیر وطن سے چل دیا۔ اور وہیں گیا جہاں پہلے تھا۔

یہاں پہنچ کر اس کو معلوم ہو گیا کہ اتنی بڑی دنیا میں ایک مصیبت زدہ کے لیے جگہ نہیں ہے۔ زمین تنگ ہو گئی۔ عجیب عالم تھا۔ وہیں جہاں بہتوں کے سروں پر اس کے احسان تھے جس سے ملتا تھا وہ آنکھ چرا جاتا تھا۔ فریب دنیا تھا۔ وہ دوست جن کو دعویٰ تھا کہ "ہم پسینے کی جگہ خون گرانے والے ہیں" انھیں کی آج آنکھیں بدلی ہوئی ہیں ؂

دنیا کی یہ کایا پلٹ دیکھنے والا حیران و پریشان "شاہو" جس کے پاس توقع لے کر جاتا روکھا جواب پاتا اور اپنا سا منہ لے کر لوٹ آتا تھا۔ ع

دُکھ درد کا ساتھی کوئی نہیں سب اپنی بنا نیو آئی

(۸)

دھوکے کھا کر عاجز آ کر پریشانیوں پریشانیاں اُٹھا کر دُکھوں کا مارا "شاہو" وطن واپس آیا اور اپنی عزیز بیوی کے آگے سر ندامت جھکا دیا۔ دونوں خوب روئے۔ غریب بیوی نے اپنے اعتبار پر کہ بدستور قایم تھا۔ اور عام طور پر دلوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہو گئی تھی پچاس روپیہ قرض لیکر اکے میں گھوڑا ڈلوا دیا اور گھر کی شدھار ہی۔ اِکا میاں کے سپرد کرتے ہوئے کہا کہ

"ایک وہ زمانہ تھا کہ دو دو نوکر تھے۔ ایک وہ وقت آیا کہ فاقوں پر فاقے ہو رہے تھے اور گھر لٹ رہا تھا۔ اب تیسرا وقت یہ آیا ہے کہ گو قرض دار ہیں مگر اطمینان ہے کہ اب شامت و نحوست کا دور گیا اور پھر برکت و اطمینان کا زمانہ آ رہا ہے۔ جب وہ زمانہ کٹا تو اللہ یہ زمانہ بھی کاٹ دیگا۔ وقت یکساں نہیں رہتا کل کچھ تھا آج کچھ ہے۔ اور کل کچھ اور ہوگا۔ میں تو تم سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔ اللہ نے تم کو دوبارہ دیا گویا دنیا جہان کی نعمتیں دیں۔ اب تمہارے ارادوں میں استقامت عطا فرمائے۔ ہاں تم اپنے ہاتھ سے اِکا ہانکو ذرا شرم نہ کرو۔ اپنے کام میں کوئی شرم نہیں اور عیش و عزت اور مصیبت کا پچھلا زمانہ بھول جاؤ اور دل سے بھول جاؤ"

"شاہو" اپنی بیوی کی تقریر پوری توجہ سے سنتا رہا اور جواب میں کہا کہ

"... میری نہ معاف ہو سکنے والی خطاؤں سے درگذر کرنے والی میری سچی ہمدرد و قدردان اور میری شریف بیوی! میری شرمندگی اُس حد سے بڑھی ہوئی ہے کہ عذر کروں۔ معافی چاہوں میں عمر بھر تیری ہدایت کی دل سے قدر کروں گا اور ہمیشہ کاربند رہوں گا ؂

(۹)

"شاہو" کو اِکا ہانکتے ایک سال ہو گیا۔ قرض ادا ہو چکا اور وہ زیوات جو بکنے سے بچے تھے اور رہن ہو گئے تھے وہ بھی چھوٹ گئے۔ اب پہلا جیسا تو عیش نہیں مگر اطمینان کی زندگی بسر ہو رہی ہے ؂

ساتھیوں سے کسی کو بگڑتے ہوئے دیکھتا ہے تو اُستاد مومن دہلوی کا یہ شعر پڑھ کر آپ بیتی دُہرا دیتا ہے

ایک ہم ہیں کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہیں نہ جنھیں چاہ کے ارماں ہونگے

انتہیٰ



دنیائے صحافت سے خطاب

از جناب مرزا محمود علی صاحب شفق رامپوری

از منہ اولیٰ میں بھی ہر قوم میں مدنیت معاشرت اخلاق علم غرض کہ ارتقا و رفعت کے وسائل اس دور کے اقتضا کے موافق پائے جاتے ہیں۔ لیکن جس قوم نے بلند ہمتی۔ الوالعزمی ژرف نگاہی اور نیک نیتی سے اُن علل و اسباب کو تعمق نگاہ اور دقت نظری سے دیکھا وہ قوم بام ارتقا اور منصۂ شہود پر کالشمس فی النہار بنکر چمکی اور جس قوم نے یا تو سرے سے اُن مناسبات اور معاملات پر نظر ہی نہ ڈالی اور یا پھر اُس کی گہرائی اور عمقی حالت کو بنظر تدقیق نہ دیکھا۔ وہ قوم انحطاط اور پستی کیطرف مائل ہوتے ہوئے "اولٰئک کالانعام بل هم اضل" بن کر رہ گئی۔ یہ ایک فلسفہ اور کلیہ اقوام عالم کے ترقی اور تنزل کا رہا ہے اور رہے گا۔ اگرچہ عنوان بسیط ہے اور اس شذرہ کی وسعت و بسط حدِ طوالت سے بھی کچھ طویل ہے۔ لیکن ہم بہ یک دوش "نہیں" بہ یک قدم" بہ طریق رجعت قہقری نفس الامر پر آتے ہیں۔ دورِ حاضرہ میں تفنیح نظر اور تعلات اور تعلقات کے سلسلہ علوئیت کی سنہری کڑی "بام مرکزیت کا عروۃ الوثقیٰ مطالعۂ اخبارات و رسالجات ہے جو درحقیقت اصلاح قومی کا ایک بدیہی نتیجہ" اور کشود کار کا ایک واقعی آلہ ہے۔ بشرطیکہ اس کی جائز استعمال کا صحیح طریقہ اور مفید بنانے کا سلیقہ ہو۔ مگر تمامی اخبارات و رسالجات ابتدائے آفرینش و ظہور میں عجب دل فریب جاں پرور نظر انگیز الفاظوں میں قوم کا کریکٹر سنبھالنے، تمدنی معاشرتی حالت سنوارنے آزادی دلانے کا پُر تمکین اور ڈھونس وعدہ کرتے ہیں اور ایسی نظر فریب شاہراہ اختیار کرتے ہیں کہ قوم کے پیاسے بدمست ہو کر آب حیات سمجھ کر ادرکا ساقیًا و لہا کہتے ہوئے اپنی جانوں کے قدم آگے بڑھا دیتے ہیں۔ اور ان صنع و مکر کے احرام پوشوں کو خضر راہ مرکزیت جان کر لبیک لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ مگر آہ کہ

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

آنکہ چون پستہ دیدمش ہمہ مغز

پوست بر پوست بود ہمچو پیاز

بہ یک جنبشِ نگاہ۔ بہ اندک قوتِ غضبی رسن بازان پر فطنت کی طرح رجعت کا رجع البصر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قوم پرستی یا ملک پرستی ایک ایسا لفظ ہے جو شاید دنیائے اخبارات میں تو شرمندہ معنی نہ ہوا ہو نیوٹرل (غیر جانبدار) وہ کلمہ ہے کہ مدیروں کے عالم میں کبھی لیلائے حقیقت سے ہم آغوش ہونے پردہ پوشی کے واسطے رنگینی الفاظ، گوناگوں لب و لہجہ، جہر اصوات کی پر فریب جاما سب زیادہ کیمیا تی ہے۔ مگر یا تو عریانی سے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش

من اندازِ قدت را می شناسم

ہم بہ بانگِ دہل بے خوف لوم و لام اس اظہار سے باز نہیں رہ سکتے کہ مہذب اخبارات "با اخلاق مدیر با علم نامہ نگار ذاتی کاوشوں" باہمی سینہ زوریوں میں اپنے فرائض اور مطمح نظر سے اس قدر دور گر جاتے ہیں اور اس قدر غلیظ القلب اور غشاوۃ البصر ہو جاتے ہیں کہ آسمان و ریسمان میں تباین محال ہو جاتا ہے اور پھر شوخ چشمی بھی دیدنی ہے کہ تمام قوم کو اپنی رکیک تاویلات، بیجا تعریضات، دوراز گوش تلمیحات، خود ساختہ استعارات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔

کیونکہ اُس کی نگہِ ناز سے جینا ہوگا

زہر دے اُس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

دور کیوں جایئے دورِ حاضرہ کا ایک واقعہ فاجعہ ملک کے پیش نظر ہے۔ یعنی نہرو کمیٹی منعقدہ لکھنؤ۔ اِس کانسٹی ٹیوشن میں دو فریق ہو گئے۔ ایک حامی مخلوط انتخاب ایک جداگانہ انتخاب کے۔

ہم سر دست اس تحقیق و تدقیق توضیح و تنقیح میں پڑنا نہیں چاہتے کہ کون حق بجانب ہے۔ نہ یہ شذرہ اسکا مبحث ہے۔ یہاں نفس استدلال تہذیب مخاطبہ انداز مکالمہ دکھانا مقصود ہے۔ جن اہل الرائے نے بالاستیعاب اس ڈیرہ ماہ کی قلیل مدت میں خصوصاً پنجاب کے اخبارات کے فائلوں کو تعمق نظر اور دقت نگاہ سے دیکھا ہے وہ علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ کیا اس بحث نے تحیص میں ٹھنڈے دل سے کسی دفعہ پر تبادلہ کیا گیا کوئی قانونی چارہ سازی موشگافی ہے۔ کیا کوئی لائحہ عمل ہے کیا کوئی تنظیم ہے کیا کوئی شاہراہ ترقی ہے توبہ توبہ" اس کا ذکر ہی کیا۔ قلب قلب قلب قلب برقلب قلب قلب زن" مخرب اخلاق فقرے غیر مہذب پھبتیاں، آیات کا استدلال، اشعار کا تناسب غرضکہ کس کس بات کو یاد کیا جائے۔ ع

گھر کا گھر بیمار کس کس کے عزاداروں میں ہوں

کیا ایک مدیر کا یہی فرض ہے۔ کیا ایک نامہ نگار کی یہی شانِ خصوصیت ہے۔ اختلاف تو رحمت ہے لیکن اِسے زحمت بلکہ لعنت کیوں بنایا جائے۔ خلاف تہذیب پہلو بعض اوقات حیا سوز فحش تک پہنچ جاتا ہے۔ ا[illegible] پہنچ گیا۔ محاکات سے تجاوز کر کے ذاتیات کو مو[illegible]

بنا دیتا ہے؟" کیا یہ روزنامے قوم کی معصوم اور حیا پرور آنکھوں سے نہیں گزرتے؟ ہم دعوےٰ کہتے ہیں کہ آج اگر کوئی ہم سے کہے تو ایک ہفتہ کے تمام ہندوستانی اخبارات سے انتخاب کرکے ہم ایک مزبلہ مزخرفات کا تیار کرکے پیش کردیں"

ہندوستان میں طریقہ تعلیم کا رونا آئے دن اخبارو میں رویا جاتا ہے کیا اخبارات کے تعلیمی گوشے اور مار در آستین سے کوئی واقف ہے؟ کیا اگر ع

در سرائے سعادت کس است

کوئی مخاطب ہو سکتا ہے؟ کیا اس سب وشتم کا ناپاک طریق اور گھناؤنا رویہ یک لخت کالعدم ہونا چاہئیے"

کیا کوئی مدیر ہے کہ مختلف مسائل کا تصفیہ خندہ پیشانی منکسر المزاجی۔ متواضعانہ طریق پر طے کرے۔ کیا محترم ایڈیٹران اپنے ترکشوں سے "جگر پیوست"، "نہیں مخرب اخلاق وسفیہانہ تیر نکال کر پھینک دینے کو تیار ہیں

کیا کوئی رسالہ۔ اخبار صحیح معنوں میں مصلح قوم ہے؟ ہمیں امید ہے کہ زعمائے قوم غور وخوض کے بعد اپنی زریں رائے سے مستفیض فرمائیں گے کیا یہ شذرہ درخور اعتنا ہے

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

ایک تاریخی ناول
مسٹریز آف بلقان

از چودھری ظہور احمد صاحب ششدر گوہانوی

باب اول

پُراسرار دوست

سلطان۔ وہ سرکا حال ہے جو کچھ ہم اُسے جانتے ہیں
گو یہ منظر نہیں دلچسپ مگر بہتر تو ہے
"تمہیں میری اس حرکت پر تعجب آمیز
باز پرس نہیں کرنی چاہیئے تمہارے
سردار جونیبر پر میرے خاص حقوق ہیں
جن پر مجھے آج رات اس طرح
دخل دینے کی جرأت ہوئی۔ کوئی
نہ کوئی خاص وجہ مجھے اس قدر
بیباک بنا رہی ہے جس سے کہ میں
تمہارے سردار کے قلعہ میں داخل ہوا۔"

مندرجہ بالا الفاظ ایک نوجوان کے منہ سے نکل رہے ہیں جس کی وضع قطع۔ ملیح و دوشیزہ صورت۔ اور لباس سے اس کے البانوی ہونے کا پتہ چلتا ہے جس کے کانوں میں سنہری چھلے اُس کو کسی کا حلقہ بگوش غلام ہونے کا گواہ رہے ہیں یہ نوجوان ایک تاریک اور سنسان رات کو بارہ بجے کے قریب مانٹی نیگرو۔ البانیہ اور دیگر ریاستہائے بلقان کے مشہور و معروف ڈاکو پراسرار جونیبر کے قلعہ میں ایک کمرے کے اندر کودا ہے جس کے لئے اُسے سطح زمین سے اونچے روشندان کو توڑ کر بذریعہ رسّی کے راستہ حاصل کرنا پڑا اور صدر دروازے سے



اندر داخل نہیں ہوا۔ اتفاق سے جب کمرے کے روشندان کو توڑ کر وہ اندر کودا ہے وہاں دو مسلح مہیب ڈاکو اپنے بھاری برچھوں کے ساتھ پہرے پر موجود تھے جنہوں نے کہ فوراً ہی برچھوں کی نوکیں البانوی کے سینوں پر رکھ کر بے بس کر دیا البانوی نوجوان نے اپنے آپ کو بے بس دیکھ کر کوئی مزاحمت نہیں کی وہ اکھڑ اور بیباک البانویوں کی طرح چند سیکنڈ تک خاموش رہا۔ اس کے بعد مندرجہ بالا فقرہ اُن ڈاکوؤں کو مخاطب کر کے کہا۔ نوجوان کے اس جواب پر ڈاکوؤں نے پُر معنی نگاہ سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر نوجوان کو گہری نگاہ سے گھور کر پوچھا "اگر واقعی تمہیں یہ حق حاصل ہے تو بتاؤ کہ ہمارے سردار کا ایک بیباک مہمان ہونے کی صورت میں ہمارے پاس کیا دلیل ہے؟ اور کیا وجہ ہے کہ صدر دروازے سے تم نے اندر آنے کی اجازت نہیں لی۔"

نوجوان۔ (جس کی خوشنما اور دلفریب آنکھوں میں شوخی اور شرارت کی جھلک تھی) تین ماہ کا عرصہ ہوا کہ مانٹی نیگرو کی ایک تاریک گلی میں میری اور تمہارے نقاب پوش سردار کی ایک عجیب طور پر ملاقات ہوئی اور ہم اُسی وقت ایک دوسرے کے دوست بن گئے۔ اُس نے مجھے اپنے آزاد اور خوفناک قلعہ میں آنے کی دعوت دی جس کو پورا کرنے کے لئے مجھے آج فرصت ملی ہے۔ میری نچلی طبیعت نے جو ایام طفولیت سے بگڑی ہوئی ہے یہ گوارا نہیں کیا کہ پہرے داروں کو رات کی خوفناک خاموشی میں تکلیف دوں اور خود یہ ثابت کرنے کے لئے کہ پُراسرار جونیبر کا دوست اپنے خوفناک دوست کی ملاقات کے لئے کسی پھاٹک یا راہ نما کا انتظار نہیں کیا کرتا میں اس راستے سے چلا آیا۔ اور دلیل میرے پاس سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ **انتقامِ مانٹی نیگرو،** کے معنی خیز حروف قلعہ میں داخل ہونے کا ذریعہ بنائے گئے تھے۔

انتقامِ مانٹی نیگرو کے معنی خیز حروف سنکر دونوں پہرے داروں کے خوفناک برچھے اُس کی چھاتی پر سے ہٹ گئے اور ایک دو قدم پیچھے بھی ہو گئے۔ تب اُن میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجہ میں کہا کہ محترم مہمان ہمارا سردار حسب معمول کہیں باہر گیا ہوا ہے آپ ایک کمرے میں چل کر آرام کریں جب سردار آئے گا تو اطلاع دے دی جائے گی۔

نوجوان۔ میں تنہا اور چپ چاپ بیٹھنے کا عادی نہیں ہوں میں چاہتا ہوں کہ اس اثنا میں تم میں سے کوئی رہبر بن کر مجھے میرے دوست کے قلعے کی سیر کرا دے کیونکہ میں نے جونیبر کی زبانی اس قلعہ کی بہت تعریف سنی ہے۔

یہ کہکر نوجوان نے لاپرواہی کے ساتھ اس کمرے میں چاروں طرف نظر ڈالی جس میں کہ اتفاق اس کو لے آیا تھا۔ اگرچہ کہ اس کی تمکنت و وجیہ چہرے پر نوجوانی کی زندہ دلی و مسکراہٹ موجود تھی جو اس عمر میں ضروری ہے تاہم ایک البانوی کی گستاخ اور بیباک نگاہیں جب کمرے میں چاروں طرف پھریں تو اس میں ایک خاص تجسس کی جھلک بھی تھی جو چہرے سے ہویدا تھی جس کو دونوں خرانٹ ڈاکو مشتبہ طور پر بھانپ چکے تھے۔

نوجوان کا انداز اکھڑ اور بے باکانہ تھا جو البانیوں کا مشہور و معروف خاصہ ہے لیکن نوجوانی کی زندہ دلی اور ملائمت بھی موجود تھی۔ اس کے طرز و طریقہ میں بغاوت اور عداوت کا نشان نہ تھا تاہم وہ ڈاکوؤں کی بے چینی کا باعث ضرور ہوا اور آنکھوں آنکھوں میں باہمی مشورہ کے بعد اُن کے برچھے ایک دفعہ پھر اُٹھنے کیلئے تیار ہوئے۔

لیکن نوجوان نے اب اُن کی حرکات و سکنات پر کوئی توجہ

نہیں دی اور اُس کی لاپرواہی ظاہر کرتی تھی کہ یا تو وہ معاملے کی اہمیت کو کچھ نہیں سمجھتا یا وہ اُن بلند اور اکثر البانیوں کی طرح تفکرات و حوادث زمانہ سے بے خوف ہے اُس نے دیکھا کہ وہ ایک عالیشان گول کمرے میں ہے جس سے دو راستے ہیں ایک راستہ تو باہر نکلتا ہے جو شاید صدر دروازے کی طرف جاتا ہے اور دوسرا راستہ ایک کمرے کی طرف لیجاتا ہے جس کے دروازے کی طرف ایک جسیم انتظار کی طرح کھلے ہیں۔ اس کے دہنے ہاتھ کے رُخ دیوار میں آہنی کھونٹیاں گڑی ہیں جن میں فولادی زنجیریں لٹک رہی ہیں۔ اور اُن زنجیروں کے ساتھ چار بدنصیب قیدی جکڑے ہوئے ہیں جو اس بے بسی کے عالم میں نوجوان کو امداد طلبی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اُن کے پژمردہ چہروں پر افسردگی کی چھاپ اور بے بسی کی علامات نمایاں ہو کر ایک ایسا پُر حسرت منظر پیدا کر رہی تھیں اُن میں سے دو تو اُدھیڑ عمر کے ہیں اور بظاہر اُن کی وضع قطع اسی پہاڑ سے بعض آدمیوں سے ملتی جلتی ہے۔

تیسرا قیدی ایک نوعمر بچہ ہے جس کی عمر نو دس برس کے درمیان ہوگی جس کے اُبھرے ہوئے سرخ و سفید گال اُس کی صحت با وضع اور ایک خاص امتیاز کا پتہ دیتے ہیں کہ وہ کسی کونٹ یا ڈیوک کی اولاد ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اس کے برابر میں ایک نوجوان خوش پوش عیسائی لڑکی مقید ہے جس کی عمر پندرہ سولہ کے درمیان ہے۔ آہ وہ حد درجے کی حسین ہے اور ناواقف کے لئے ممکن نہیں کہ ہم اپنی نگاہوں اور پاکیزہ خط و خال کا اصلی فوٹو ناظرین کے سامنے پیش کر سکیں جس طرح کہ حسن اُس کے حسین ہونے کی قسم کھا رہا ہے اُسی طرح حیا اور قید کی حالت میں ندامت سے غرقاب چہرہ اُس کی عصمت اور پاکیزہ خیالات کا حلف اٹھاتا ہے۔ اُس کے لمبے ملائم گھونگروالے بال جو شانوں پر بکھرے ہوئے ہیں دیکھنے والوں کے جذبات کو بیتاب کرتے ہیں۔ اُس کا معصوم و بے عیب چہرہ جس پر سادگی برس رہی ہے۔ اُس کی آہو چشم آنکھیں جن میں کہ غضب کی شوخی ہے اس کا سڈول اور

نیچرل حسن سے بھرپور بدن۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صنعت پروردگار کا ایک مجسم فوٹو ہے۔ لیکن جب اُس کی نرم و نازک برف جیسی سفید کلائیوں میں دلفریب چوڑیوں کی بجائے آہنی زنجیریں نظر آئیں تو دل بیتاب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور زبان یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ جس شخص نے اس کو قید کیا ہے وہ نہ معلوم کس قدر سنگدل اور بے رحم ہے۔ البانوی نوجوان اس سین کو دیکھ کر بھی مضطرب یا بے چین نظر نہ آیا جب اُس کی آنکھوں نے نوجوان بچے کو امداد طلبی اور حسین دوشیزہ کو حسرتناک نگاہوں سے امداد کے لئے پکارتے دیکھا تو اگرچہ اُس کی بے باک و گستاخ نگاہیں زمین کی طرف جھک گئیں لیکن وجیہہ و باوضع چہرے پر لاپرواہی کی وہی شان موجود تھی جو البانیہ کا ہر نوجوان فطری طور پر لئے ہوتا ہے اگرچہ اس نے قیدیوں کی بے بسی کو ضرور محسوس کر لیا تھا کہ وہ مدد کی التجا کر رہے ہیں لیکن اُس کی شکل دیکھ کر صاف پتہ چلتا تھا کہ وہ باتونی شخص نہیں ہے۔ اُس نے اپنے خوبصورت چہرے کو جس پر اسپانیہ کی شگفتگی جھلک رہی تھی پہرے داروں کی طرف اُٹھایا جو بے حسی سے اس سین کو بے چینی سے دیکھ رہے تھے۔

نوجوان۔ مجھے افسوس ہے کہ غلطی سے میں اس کمرے کی طرف نکلا ہوں جو میرے دوست جونیز کے قیدیوں کیلئے مخصوص ہے تاہم میرا ارادہ ہے کہ جب تک تمہارا سردار واپس آئے میں ان قیدیوں سے گفتگو کر کے دل بہلاؤں جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کو انہیں سونے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور میرا دوست ان کا سخت ترین دشمن ہے یہ کہکر نوجوان نے بغیر جواب کا انتظار کئے قدم بڑھایا۔

ڈاکو (راستہ روک کر) انتظام ہاتھی نیکر و کے معنی ضرور ہمارے دوستوں کے خاص نشان ہیں لیکن حضور مہمان ہیں افسوس ہے کہ ہم آپ کو قیدیوں کے پاس جانے کی اجازت نہیں دے سکتے جبکہ آپ کا یہ ارادہ ایک…

نوجوان۔ (لاپرواہی سے) ہشت۔ تم مجکو میرے ارادوں سے نہ روکو جو میری وضع کے خلاف ہے میں ایک مہمان ہوں اور میری خواہشات کا پورا کرنا تمہارا فرض ہے۔ تمہارا سردار جانتا ہے کہ میں کون ہوں!

ڈاکو۔ نوجوان جب قلعہ میں تم ٹھہرے ہو اس میں صرف وہی آ سکتے ہیں جن کو ہمارا سردار جانتا ہو۔ ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ تم کوئی البانیہ کے آرنوطی نسل سے ہو اور تم نے قلعے میں داخل ہونے کا مقررہ نشان بتایا ہے لیکن قیدیوں کے پاس سردار کے علاوہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں اس لئے ہم مجبور ہیں کہ آپ کو کسی کے کا راستہ بتا دیں

نوجوان۔ نہیں میری پہلی رائے اور تجویز کو تمہیں اس طریقے سے رد نہیں کرنا چاہئے جبکہ میں یقین دلاتا ہوں کہ سردار میرے اس رویے پر تم سے کوئی بازپرس نہیں کریگا میں البانوی ہوں اور تم جانتے ہو کہ ایک آرنوط جھوٹ نہیں بولتا۔

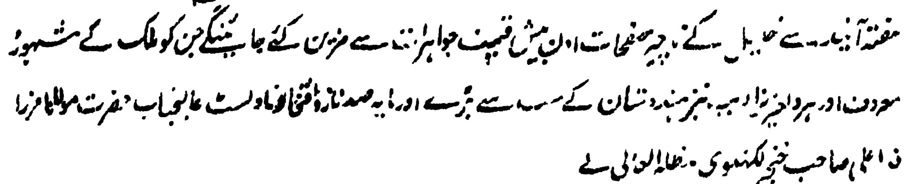
ڈاکو۔ نہیں جناب… ہم دل سے آپ کو اجازت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

وہ تیوریاں جن پر کہ نوجوانی کی مسرت اور لاپرواہی کی اطمینان بخش شوخی جھلک رہی تھی ایک دم تیوریوں میں بدل گئیں جن پر کہ غضبناک شکن پڑ گئے۔ ملامت سے بھرے ہوئے وجیہہ و ملیح چہرے پر جلال برسنے لگا۔ ایسا معلوم ہونے لگا کہ نوجوان اُن اکھڑ اور اُجڈ ہستیوں میں سے ہے کہ جو اپنے ارادوں میں کسی کو مخل ہونے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اُس نے حقارت آمیز طور پر دونوں ڈاکوؤں کی طرف دیکھا اور پھر تلخ لہجے میں کہا۔

نوجوان۔ تمہاری نادانی ہے کہ ایک البانوی کے یقین دلانے پر بھی وہ طریقہ برت رہے ہو جس کا میں عادی نہیں ہوں یہ میرا دوست مجھے گستاخ تو ضرور کہے گا لیکن ارنوطی جوان کی یہ خو ہے کہ وہ اپنے احکام کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے سردار کے آنے تک قیدیوں سے دل بہلانے دیا جائے جبکہ تم نہیں چاہتے لیکن میں نے اپنے ارادہ کو

پورا کروں گا۔ یہ کہکر جوش میں بھرے ہوئے نوجوان نے ایک کو ایک ہاتھ کے ساتھ دور کردو سرے کو دوسرے ہاتھ کے ساتھ ایک زبردست ریلا دیا جو ناقابل مدافعت تھا وہ دونوں اپنی اپنی پشت دیواروں سے جا لگے اور سنگلاخ فرش پر گر پڑے اور ان کے ہاتھوں سے الگ جا پڑے۔ ... کا راستہ بغیر کسی رکاوٹ کے صاف تھا اور وہ آہستہ آہستہ قیدیوں کی جانب چلا جب وہ قید خانہ کی دہلیز میں پہونچا تو ... نے پلٹ کر دیکھا کہ ... کیا کر رہے ہیں جب کہ دونوں ڈاکو ... کھڑے ہو گئے تھے اور جوابی حملہ کرنے کے لئے آنکھوں آنکھوں میں مشورہ کر چکے تھے۔ سرعت کے ساتھ حملہ آور ہوئے۔

(باقی آئندہ)



ہفتہ آئندہ سے خلیل کے ...چند صفحات ان بیش قیمت جواہرات سے مزین کئے جا ئینگے جن کو ملک کے مشہور معروف اور ہر دلعزیز ادیب نیز ہندوستان کے سب سے بڑے اور مایہ صد ناز واقعہ نگار اور ناولسٹ عالیجناب حضرت مولانا مرزا فدا علی صاحب خنجر لکھنوی ۔ مد ظلہ العالی نے

مصر کی نامراد شاہزادی

کے نام سے ناول کی صورت میں خاص اور صرف خلیل کے لئے جمع فرمایا ہے ۔ ناظرین خلیل انتظار فرمائیں ۔ جنرل منیجر

نرخنامہ اشتہارات

جگہ	ایک مرتبہ	۲ مرتبہ	سہ مرتبہ
پورا صفحہ	۱۸	۳۴	۶۰
نصف صفحہ	۱۰	۲۱	۳۰
۱/۴ صفحہ	۶	۱۲	۲۲
ایک کالم	۱۰	۱۷	۲۵
نصف کالم	۵	۹	۱۴
۱/۴ کالم	۳	۵	۸

نوٹ۔ بڈنگ بیشتر ہمیں پیشگی ادا دینا ہوگا۔ اور مہینہ وار ... کے حساب سے ... فیصدی کمیشن دیا جائیگا

ٹائیٹل پیج صفحہ نمبر ۲ جس میں چار انگلش محرابیں ہوتی ہیں۔

فی محراب ایک مرتبہ کے لئے ... دو مرتبہ کیلئے ... چار مرتبہ کے لئے ...

ٹائیٹل پیج صفحہ نمبر ۳ جس میں ایک بڑی محراب ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ کے لئے ... دو مرتبہ کے لئے ... چار مرتبہ کے لئے ایک صد روپیہ۔

ٹائیٹل پیج صفحہ نمبر ۴ جس میں پانچ محرابیں ہوتی ہیں اور پانچ رنگوں میں چھپتی ہیں۔ صرف بلاکوں کے لئے۔

فی محراب ایک مرتبہ کے لئے ... دو مرتبہ کے لئے ... چار مرتبہ کے لئے ...

اگر مرقومہ بالا نرخوں میں کمی کا خیال ہو اور پوری قیمت پیشگی ارسال فرمائے ... خط و کتابت کی تکلیف نہ فرمائیں۔

ترسیل زر کا پتہ

ایم خلیل جنرل منیجر ہفتہ وار خلیل پائکا بلڈنگ بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۹

شرح قیمت اخبار ہفتہ وار خلیل

یکم فروری سنہ ۱۹۲۹ء تک

ممالک غیر سے سالانہ ... بذریعہ منی آرڈر

ہندوستان سے سالانہ ... بذریعہ منی آرڈر

فی پرچہ ۱

نوٹ۔ ... خریداروں سے یہ رعایت ہے کہ آئندہ چل کر خواہ خلیل کی قیمت کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے مگر ان سے ہمیشہ سالانہ قیمت ... لی جائیگی ہمارے ... خریدار بھی اگر چاہیں تو یکم فروری تک ... روپیہ ... بھیجکر اس رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

یکم فروری سنہ ۱۹۲۹ء کے بعد

ممالک غیر سے سالانہ ... بذریعہ منی آرڈر

" ششماہی ... بذریعہ منی آرڈر

ہندوستان سے سالانہ ... بذریعہ منی آرڈر

" ششماہی ... بذریعہ منی آرڈر

والیان ملک و ... عظام اور حامیان کرام جو چاہیں مرحمت فرمائیں

باب النظم

غزل

از جناب مولانا مرزا فدا علی صاحب خنجرؔ لکھنوی

نہ کیا ضبط غم تو آپ کا ناشاد کیا کرتا — نہ ہوتی آہ میں تاثیر تو فریاد کیا کرتا
وہ پھولوں کی جوانی، وہ فراغت آشیانے کی — قفس میں بیکراں راتوں کو یاد کیا کرتا
مجھے سمجھا دیا اس نے تغافل کی شکایت پر — جیا تو تمہارے تیر سے میں یاد کیا کرتا
نکمہ جان سے چھوڑا ہے مجکو اے چمن والو — مقید پرشکستہ کو کوئی صیاد کیا کرتا
بنا دی مثنوی، پر ٹھہرا انجامِ محبت سے — وگرنہ ایک وحشت سنج واں فریاد کیا کرتا
غضب کا حسن ظن ہے اسکا اپنی دست و بازو پر — وہ ہم سے ناتوانوں پر بھلا بیداد کیا کرتا
زباں پائی جے رہی تا عمر خود داری نبھنے کی — کسی کے سامنے میں شکوہ بیداد کیا کرتا
سلامتی کی خرابی ہے وہ در زندگانی میں — خوشی کی آرزو میرا دلِ ناشاد کیا کرتا
دل بیتاب پر قابو، نہ بس ان کی طبیعت پر — کفِ افسوس ملنے کے سوا ناشاد کیا کرتا
چلے جاتا تھا ہم کو آپ اپنا نامہ بر بن کے — نہ جانے کیوں کیا تھا یاد وہ ارشاد کیا کرتا

محبت اچھا ہوا خنجر کو ہم لائے نہ محفل میں
خدا جانے یہاں وہ خانماں برباد کیا کرتا

غزل

از جناب اثیر الدین صاحب شرقی بجنوری

لطف دوست کا ہمارے گریہ پیہم میں تھا — عیش میں کچھ بھی نہ تھا جو کچھ کہ درد و غم میں تھا
داستانِ ہجر بس اک داورِ عالم میں تھا — یعنی فردوسِ خیال اک کل پرچم میں تھا
زخم تازہ ہو گئے اب کیا علاج زخم ہم ہو — ریزہ الماس بھی شامل مگر مرہم میں تھا
شوق ہے اسینہ گلوں کا اور جگر صد چاک ہے — کیا قیامت کا اثر اک قطرہ شبنم میں تھا
کیوں دل تعجب ہے تمہیں آوارہ کردی پر مری — سوگوار درد دل ہوں مجلس ماتم میں تھا
صبر نے کی چارہ جوئی ورنہ تم بھی دیکھتے — آج بحر غم کا طوفاں دیدہ پرنم میں تھا
ہم دلربا ہے اب تک ان نغموں کس لئے — ذوقِ نغمہ یہاں جبکہ ... فطرتِ آدم میں تھا
منتشر تیرازہ جمعیت دل ہو گیا — کون سا سودا خیالِ مختلف برہم میں تھا
بے سبب مجبا دہ تھا ہمدم کبھی ذوقِ سماع — منتشر نظمِ جہاں نغمات زیر و بم میں تھا
منکشف مجھ پر ہوئے راز طلسم کائنات — مجھ پہ پوشیدہ تھا عالم اور میں عالم میں تھا

آستان دل ہے شرقیؔ سجدہ گاہ قدسیاں
سر فرو دل میں وہ سب کچھ ہے جو جام جم میں تھا

غزل

از جناب ماسٹر باسطؔ صاحب بسوانی

اور ہوتی باعث عزت وہ رسوائی مجھے — تم بھی اپنے منہ سے کہتے جو سودائی مجھے
بے خودی میں بھی ہے تیرا پاس رسوائی مجھے — میں نہیں کہتا بنایا تو نے سودائی مجھے
یوں اٹھے پردہ دوئی کا ذہن تو آئے نظر — ایک ہوں دونوں تماشا اور تماشائی مجھے
اب یہ مجھسے پوچھتے ہیں کیوں گریباں چاک ہے — آپ ہی نے ہنس کے فرمایا تھا سودائی مجھے
ہر قدم پر وحشتِ وحشت میں مراد حال ہے — ٹھوکریں کھلوا رہی ہے آبلہ پائی مجھے
منع کرتے ہو جو سجدے کو مبارک آج سے — تم کو اپنا سنگِ در ذوقِ جبیں سائی مجھے
چھوڑ کر عشق بتاں خوددل سے میں الفت کروں — حضرتِ ناصح نے اچھی بات سمجھائی مجھے
پردہ دوری مرے دستِ تصور سے اٹھا — انجمن ان کی بنا کر میری تنہائی مجھے

اتنا کہکر جان دیدی باسطؔ ان کے سامنے
دیکھنا ہے آپ کا ارشاد ہے رسوائی مجھے

روغن بادام مرکب

غزل

از جناب ابوالمجاہد بیتاب جونپوری

رخسار دلفریب پہ دانہ ہے خال کا ۔ یا دل ہے چشم عاشق محو جمال کا ۔
مضموں بلند تھا جو سنے پر نکال کا ۔ پہونچا دماغ عرش پہ میرے خیال کا
کیا خوب یہ جواب ہے میرے سوال کا ارمان کیوں کرے کوئی امر محال کا
تیلا رہا ہے خال سیاہ اون کے گال کا کہتے ہیں ہے قیام حباب ہلال کا
تڑپا دوں اپنی جذب رسائی سے تو سہی موقع ذرا سا ملے تو ہیں عرض حال کا
اے مرغ وہم اور ابھی اڑ ہزار سال زینہ بہت بلند ہے بام وصال کا
اونکی جبین ناز سے صبح شب وصال ہوتی ٹپک پڑا عرق انفعال کا ۔
جام جہاں نما ہے مرا قلب مستنیر اس آئینے میں نور ہے اونکے جمال کا
دیکھو چراغ گور غریباں کی بیکسی نقشہ دکھا رہی ہے کسی کے زوال کا
ابرو کبھی ہوئی ہے خدا جانے آج بدل محفل میں ذکر تو ہے ... آیا ہلال کا ۔
اے حسن ... ریز تجھے کیا خبر نہیں پروانہ جل گیا ہے تری شمع جمال کا
کیا مرغ دل کے صید کا پھر آج عزم ہے پھندا بنا رہے ہو جو زلفوں کی جال کا
رہا نہیں یہ ماہ جہاں تاب کو غرور روشن ہے جب کہ سال کا اپنے زوال کا
ارمان دل سے کیا کوئی نکلے ابھی ہو کوئی آخر سبب بتایئے اپنے ملال کا ۔

بیتاب ... اون کی آنکھ سے ساغر پہ ... کل
ملکہ ہوا ہے رنگ شراب وصال کا

شاہد معنی

اردو کے مایۂ ناز اور شہرۂ آفاق شاعر جناب ماسٹر باسط بسوانی صاحب کی اون نیچرل اور دلکش نظموں کا مجموعہ جو دنیائے صحافت اور نقادان فن سے بار بار خراج تحسین اور قبولیت عام حاصل کرچکا ہے اور اب کسی مزید تعارف و تعریف کا محتاج نہیں نظموں کی دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ جس نظم پر ایکمرتبہ نظر پڑجاتی ہے پھر اس کو از بر یاد کئے بغیر طبیعت نہیں مانتی ضخامت ۷۰ صفحات سائز فیشن ایبل ۔ کاغذ اعلیٰ لکھائی اور چھپائی دیدہ زیب ستائیس دو عکسی تصاویر قیمت بلا جلد فی کاپی ایک روپیہ ۔ اسکے علاوہ محصول ڈاک فی پیکنگ

میاں بوت ایک عبرت ناک اور سنسنی خیز اخلاقی ناول جو واقعات کی دلچسپی میں مہذب ظرافت سے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے قیمت ۸

رنگ ظرافت ظرافت اور مذاقیہ کی لطافت جس کا اعلیٰ ہونیکا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ ... سارے زمانہ کا نظر بعینہ اخبار اودھ پنچ لکھنؤ میں شایع ہوچکی ہو قیمت ۱۰

اسکے علاوہ ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

غزل

(از خلیل ڈاماشٹ)

کعبہ کی ... ہاں سوئے اک دل بت خانہ چلا ایک ہی دل دونوں جانب بن کے دیوانہ چلا
یہ ہی راحت کا سبب خانہ بدوشی دہر میں جب چلا ہیں ساتھ لیکر اپنا کاشانہ چلا
اف ری رسوائی جدھر بھی ہو گیا میرا گذر انگلیاں ہر سمت سے اٹھیں کہ دیوانہ چلا
صدیوں تک رہی لوگوں کے میری داستاں وہ میں کب تک میری الفت کا افسانہ چلا
دم کا ہمدم اور منہ دیکھے کا عاشق گر نہ تھا شمع کے بجھتے ہی کیوں محفل سے پروانہ چلا

دیکھئے خالی ظرف آیا جو یہاں آیا خلیل ۔
بوچلا اس بزم سے دو گھونٹ کے پیمانہ چلا

سفوف ملین

قابل توجہ حکیم صاحبان

... قبض کے علاوہ معدے اور آنتوں کی تمام شکایتیں اس سے رفع ہو جاتی ہیں بھوک خوب لگتی ہے اور پھر جس قدر کھا لیجئے بغیر کسی گرانی کے ہضم ہو جاتا ہے تبخیر معدہ دور کرنے کے علاوہ ضعف معدہ اور ضعف ہضم کی کچھ ایسی اصلاح کرتا ہے کہ پھر غذا کا معتد بہ جزو بدن ہونے لگتا ہے جس تاریخ سے شروع کیجئے اس کے ایک ماہ بعد اپنی صحت اور وزن کا اندازہ فرماتے رہیئے اور پھر بڑی خوبی یہ ہے کہ کسی وقت اور کسی حالت میں بھی نقصان نہیں رات کو سوتے وقت چھ ماشہ یہ سفوف نیم گرم پانی کیساتھ کھا لینے سے علی الصباح دو تین اجابتیں بافراغت ہو جاتی ہیں ۔ سدوں کے علاوہ دوسرے خراب فضلات سے بھی معدہ بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ مریض ضعیف و نقاہت کے بجائے قوت اور صحت کی بحالی محسوس کرتا ہے ۔ خونی بواسیر بند اور قبض بواسیر دفع کرنے کے لئے اس سفوف کو بسرہ ریشہ ... نیم گرم کے ہمراہ استعمال کرنا بہت مفید ثابت ہوا ہے ۔

نوٹ اگر یہ سفوف ہضم ہو جائے اور دست نہ آئیں تو بھی مفید ہی ہوتا ہے مضر نہیں ہوتا ۔
لہٰذا دو ... روز ... تا ... ایک ... بڑھا دینی چاہیئے ۔

عام طریقہ استعمال ... اگر شکایات قوی ہوں تو تیسرے روز ورنہ ہفتہ میں ایک مرتبہ استعمال کرنی کافی ہوتا ہے
قیمت فی ڈبہ ... جس ... تو ... ہوگی ایکروپیہ علاوہ محصول وغیرہ ۔

... ملنے کا پتہ ... بمبئی نمبر ۹

معذرت، شکریہ اور گذارش

(از ایم خلیل جنرل منیجر)

خلیل جن وجوہ کی بنا پر حسب وعدہ شایع نہ ہو سکا ان کے بیکار اظہار میں خلیل کے قیمتی صفحات ضائع کرنا ہمیں مناسب نہیں سمجھتا مختصر یہ ہے کہ اس میں ماسوا نقصان بدنامی اور تضیع اوقات کے فرم کا کوئی فائدہ نہ تھا اب اس سے ملاحظہ فرمالیں کہ کچھ ایسے ہی اسباب ہونگے جس سے خلیل بروقت شایع نہ ہو سکا ورنہ ایسا کون شخص ہے جو عزت اور منافع کی آرزو نہ رکھتا ہو۔

شکریہ

اب میں اُن حضرات کا جنہوں نے اشتہارات کے الفاظ سے مجھے معتبر سمجھا اور خلیل کو مستقل خریداری سے قبول سے شکر گذار ہوں اور خلیل کے بروقت شایع نہ ہونے سے اونہیں جسقدر تکلیف انتظار برداشت کرنا پڑی اس کے لئے بصد ادب معافی چاہتا ہوں۔

گذارش

اس کے بعد میں ناظرین خلیل سے عرض کرونگا کہ وہ اپنے خلیل کی اشاعت کو پوری طرح محسوس فرما کر اپنے فرائض کو حتی الامکان ادا کریں اور مجھے مزید شکریہ کا موقع دیں۔ اپنے فرائض کی ادائیگی کے متعلق میں ناظرین خلیل کو اطمینان دلاتا ہوں کہ اگر خدائے بزرگ و برتر کا فضل شامل حال رہا تو آپ خلیل کو ہر مرتبہ پہلے سے بہتر پائینگے اور مستقبل قریب میں آپ کا خلیل تمام دنیا کے اخباروں سے بہتر اور اعلیٰ ہوگا جس کے لئے میرے ہر صفحہ کی آملی دیکھئیے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

تقسیم انعامات

تقسیم انعامات کے بارے میں اگرچہ عام غلط فہمی اب یقین کی حد کو پہونچ گئی ہے لیکن میں ناظرین کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ میں نے آجتک ناظرین خلیل سے جسقدر وعدہ کئے ہیں اور آیندہ کرونگا وہ سب خدا کے فضل و کرم سے ایمانداری اور دیانت کیساتھ پورے کئے جائینگے اور آپکو کبھی کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملیگا البتہ یہ ضرور ہے کہ ہر کام ابتدا میں تھوڑی تعداد سے شروع کر کے بتدریج بڑے پیمانہ پر پہونچایا جائیگا تاکہ اس میں استقلال اور ہمیشگی پیدا ہو جائے فقط

پانچ سو روپیہ کا نقد انعام

یہ خلیل کا پہلا سالانہ انعام ہے جو مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء کو ۳۲ اشخاص میں حسب تفصیل ذیل تقسیم کیا جائے گا۔
اور اس کے بعد خدا کے فضل و کرم سے تقسیم انعامات کا سلسلہ مسلسل جاری رہے گا۔

پہلا انعام یک صد روپیہ۔ دوسرا انعام پچھتر روپیہ۔ تیسرا انعام پچاس روپیہ۔ باقی پچیس پچیس روپیہ کے دو۔ بیس بیس روپیہ کے چار۔ دس دس روپیہ کے سات۔ اور پانچ پانچ روپیہ کے سولہ انعام تقسیم ہوں گے۔

انعامی سوال کس کو فریب دینا چاہیئے۔
اگر مرقومہ بالا انعامی سوال کا مسودہ جواب قواعد تقسیم انعامات کے مطابق نہ ہوگا تو شریک انعام نہ کیا جائے گا۔

قواعد تقسیم انعامات

نمبر ۱۔ ہر سالانہ۔ ماہانہ۔ اور ہفتہ وار انعام کے مستحق ذیل کے لوگ ہوں گے۔ اور انہی میں تقسیم کیا جائے گا۔

(الف) جو سوال متعلقہ انعام کا مختصر جواب لکھینگے۔

(ب) جواب کے ہمراہ ٹکٹ منسلکہ سوال انعامی ارسال کرینگے۔

(ج) ہمارے اخبار کا مطالعہ کرنے والے ہونگے لیکن اخبار سے کوئی تعلق نہ رکھتے ہوں گے۔

نمبر ۲۔ ایک لفافہ میں ایک ہی شخص ایک سوال کے چند جواب مع انعامی ٹکٹ یا ایک سے زیادہ اشخاص اپنے اپنے جوابات مع انعامی ٹکٹ ارسال کر سکتے ہیں۔

نمبر ۳۔ ایک سوال کے جتنے جواب لکھے جائیں اتنے ہی ہر جواب کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ٹکٹ ہونے لازمی ہیں جس ایک انعامی ٹکٹ کے ہمراہ ایک سے زیادہ جواب ہونگے وہ ٹکٹ کینسل کر دیا جائے گا۔

نمبر ۴۔ جس طرح سے خریداران و ناظرین خلیل کی دو قسمیں ہیں مستقل اور غیر مستقل اسی طرح انعامی ٹکٹوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ پرماننٹ اور آرڈینری۔

(الف) پرمانںٹ ٹکٹ صرف مستقل خریداروں کے لئے ہیں جن کو غیر مستقل خریدار استعمال نہیں کر سکتا اور آرڈینری ٹکٹ غیر مستقل خریداروں کے لئے ہیں لیکن اگر ضرورت پڑے تو آرڈینری ٹکٹ کو مستقل خریدار بھی استعمال کر سکتا ہے۔

(ب) چونکہ مستقل خریداروں کے ساتھ خاص رعایت منظور ہے اس لئے پرمانںٹ ٹکٹوں ... کی قیمت آرڈینری ٹکٹوں سے کم رکھی گئی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سالانہ اور ماہانہ پرمانںٹ ٹکٹ ..... فی ٹکٹ ۴ر
جو سالانہ اور ماہانہ ہر دو انعامات کی شرکت میں کام دیتا ہو ..... فی بک ۲۵ ٹکٹ ۷ر

ہفتہ وار۔ پرمانںٹ ٹکٹ ..... فی ٹکٹ ۱ر
جو صرف ہفتہ وار انعام میں شریک کیا جاتا ہے ..... فی بک ایک سو ٹکٹ ۷ر

سالانہ و ماہانہ آرڈینری ٹکٹ ..... فی ٹکٹ ..... ۵ر ؍ ہفتہ وار آرڈینری فی ٹکٹ ۲ر
" " فی بک ۵ ٹکٹ ..... ۱۲ر ؍ فی بک ایک سو ٹکٹ ۱۲ر

ممالک غیر

اخبار "وادی النیل" بند کردیا گیا

حکومت مصر کا تشدد

محمد محمود پاشا کی وزارت کا نزلہ کچھ عرصہ سے جماعت وفد کے اخبارات کی طرف رجوع ہوگیا ہے چنانچہ اس ہفتہ کی عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ہفتہ تک چہ مقتہ و دار اخبارات بند کرا دینے کے بعد اب حکومت نے اپنے نزان میں اسکندریہ سے شائع ہونیوالے مصر کے ممتاز زین اور ہر دلعزیز جریدہ "وادی النیل کو بھی بند کردینے کا نادرشاہی حکم دیا ہے۔ وادی النیل مصر میں ابوالجرائد کی حیثیت رکھتا ہے اور جب سے جاری ہوا آج تک بند نہیں ہوا۔

اس پر شاہ مصر کی ذات پر حملہ کرنے والے مقالات شائع کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

یافا میں پھلوں کی نمائش

۲۲ فروری ۱۹۲۹ء کو یافا میں نارنگیوں کی شاندار نمائش ہوگی اور اس میں نارنگیوں کی تمام قسمیں رکھی جائینگی۔

یافا میں آتشزدگی

گذشتہ ہفتہ یافا کے ایک بازار میں آگ لگ گئی جسکی وجہ سے ۲۵ گودام جل گئے پولیس اور فائر بریگیڈ سے آگ بجھانے والوں نے آگ پر بمشکل قابو پایا۔

فرانسیسی جہاز پر آگ

مارسیلز یکم جنوری "پال لیکا" نامی جہاز پر آگ لگ گئی تھی اندرونی سازو سامان سب جل گیا صرف ایک حصہ بچا ہے آگ لگنے کا سبب ہنوز معلوم نہیں ہوا۔

عراق پر حملہ

وہابیوں کو پسپا کردیا گیا

بغداد ۳۱ دسمبر۔ سرکاری اطلاع ہے کہ نجد کی سرحد پر جو طیارے نگرانی کا کام کررہے تھے اُن کو ۱۳۰ وہابی حملہ آوروں کی ایک جماعت نظر پڑی جو اونٹوں پر سوار تھے۔ وہابیوں نے طیاروں پر آتش باری شروع کردی اور طیاروں نے حملہ آوروں پر بم پھینکے۔ طیاروں کو کوئی نقصان نہیں پہونچا اور حملہ آور وہابی اپنے تین آدمی اور بارہ اونٹ مردہ چھوڑ کر سرحد کے پار اپنے حصہ ملک میں چلے گئے جس کے بعد ہوا بازوں نے خاص احکام کی وجہ سے شکست خوردوں کا تعاقب نہیں کیا۔

ابن سعود اور فیصل میں نزاع

المقطم کا نامہ نگار۔ لندن بذریعہ تار اطلاع دیتا ہے کہ فیصل الدویش نے ابن سعود کو تنگ کرنا شروع کردیا ہے اور عراقی۔ برطانوی معاہدہ فوجی اور مالی کے متعلق نزاع برپا ہوگیا ہے

نجد اور اردن۔

ابن سعود کی دھمکیاں اور اعلان جہاد

عمان۔ ۲۹ دسمبر عمان میں نجدی سرحد کیطرف سے تشویشناک خبریں موصول ہورہی ہیں کہا جاتا ہے کہ ابن سعود نے موتمر ریاض کے فیصلے کے مطابق ہمسایہ عربی علاقوں کے قبائل پر جہاد کا اعلان کردیا ہے اور ساتھ ہی مشرقی عرب کے قبائل کو دھمکیاں بھی دی ہیں امیر عبداللہ والی شرق اردن اور برطانوی معتمد متعینہ عمان اور بکمباشی سپہ افواج مشرق اردن پانچ موٹروں میں مع لوازمات کے جنوب کیطرف دوڑ گئے ہیں۔

اور وہاں سے مشرق کیطرف جانیوالے ہیں خیال ہے کہ اس سفر کو مذکورہ تشویشناک خبروں سے تعلق ہے

ترکیہ اور المانیہ

آستانہ ۲۹ نومبر المانی سفیر متعینہ ترکیہ کو برلن طلب کیا گیا ہے توقع ہے کہ وہ یکم دسمبر تک وہاں پہونچ جائینگے۔

بیروت کے پادریوں میں ہیجان

بیروت ۳۰ نومبر تمام فرقوں کے عیسائی بطریق مذہبی امتیازات منسوخ کرنے پر جنہیں عوض علیہ ایک قانونی احوال شخصی نافذ کرکے کرنا چاہتی ہے متفقطور سے احتجاج کررہے ہیں۔

افغانستان کے حالات

حکومت افغانستان کی یکطرفہ خبریں تو یہ ہیں کہ شاہی افواج نے بقول خود شورش پسندوں پر قابو پالیا ہے۔ لیکن عام خبریں اور ہمارے مراسلہ نگاروں کی اطلاعیں اسکے قطعی برعکس ہیں تاہم مزید تحقیقات کیلئے نامہ نگاروں کو لکھدیا گیا ہے چنانچہ ہم کوشش کرینگے کہ آئیندہ ہفتے ناظرین خلیل کو صحیح حالات سے مطلع کریں۔

ایران کی دہریت پسندی

حکومت ایران آجکل دہریت پسندی اور بے دینی پر سختی سے گامزن ہے چنانچہ سول لاء کے نام سے ملک کے لئے ایک جدید قانون مرتب کیا جارہا ہے جو مختلف انجمنوں میں زیر غور ہے

تین سو علما شہر بدر کردئے گئے

طہران ۵ دسمبر۔ المقطم رقمطراز ہے کہ اب تک تین سو علما شہر بدر کئے جا چکے ہیں جن میں سے ایک فریق بحیرۂ قزوین کیطرف اور دوسرا سمنان کیطرف بھیجے گئے ہیں نیز حکومت نے بعض کو عراق عرب کیطرف بھی جانیکی اجازت دی ہے۔

ملک معظم کی علالت

لندن۔ ۳ جنوری خبریں روزانہ مختلف ہوتی ہیں مختصراً اچھی خبریں یہ ہیں کہ شاہی معالج ہمہ تن توجہ اور کوشش سے کام کررہے ہیں ضروری احتیاط اور معقول تدابیر سے کام لیا جارہا ہے اور اب ملک معظم کی صحت میں روزانہ معمولی ترقی محسوس کیجارہی ہے۔

جرمنی میں پچاس ہزار بحری مزدوروں کی تعطیل

برلن ۳ دسمبر بحیرہ شمالی اور بحیرۂ بالٹک کی بندرگاہوں [illegible] اور مزدوروں نے سرکاری حکام کو فیصلۂ ثالثی کو ماننے سے انکار کردیا ہے۔

ناظرین خلیل:- یہ پہلا پرچہ ہے۔ ہم اسمیں کافی مضامین اور خبریں بھی نہیں رکھ سکے جس کے لئے معافی کے آرزومند ہیں نیز اگرچہ ہم کوشش کرینگے کہ ابھی سے خلیل کا ہر پرچہ اعلانات وغیرہ مکمل ہوا اور ٹھیک وقت پر خریداروں کے ہاتھ میں پہونچے لیکن اگر دو چار پرچے خاطر خواہ طور پر شائع نہ ہوسکیں تو ناظرین ملول نہ ہوں۔ دو چار پرچوں کے بعد خلیل اپنی مقررہ تاریخ سے ایکدن قبل ہی پہونچا کرے گا۔ مینیجر

ہندوستان

کلکتہ کے اجتماعات

ہندوستان کے اجتماعات کا آج تک کوئی خوشگوار نتیجہ نکلا ہے اور نہ ہی اس وقت تک کسی بہتر نتیجہ کی امید کی جا سکتی ہے جب تک کہ اقوام ہند ایک دوسرے کے ساتھ خود غرضی سے بھری ہوئی فطرتی چالیں چلنا چھوڑ دیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کلکتہ کا یہ اجتماع جسکو ضرورت سے زیادہ اہم بنایا جا رہا ہے برسر اقتدار طبقہ اور آزاد اقوام کو بہتر سمجھنے کا بہتر موقع دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ اُن کی امیدوں کے خلاف ظہور پذیر ہوتا ہے۔

سائنیور مسولینی کی صاحبزادی

مدراس یکم جنوری سائنیور مسولینی کی سب سے بڑی صاحبزادی اپنے شوہر کاؤنٹ اور دیگر رفقاء کے ہمراہ آج صبح یہاں پہنچیں فری پریس کے نمائندہ سے آپ نے بیان کیا کہ ٹرانکور کے مہاراجہ بہادر نے ہماری خاطر مدارات میں نمایاں سرگرمی کا اظہار کیا ٹرانکور کے باشندوں نے بھی ہماری عزت افزائی کی۔ آپ ... جہاز میں سوار ہو کر کلکتہ تشریف لے گئیں۔

ریاست دکن میں افغانستان کے لئے دعا

افغانستان کی پریشان کن خبروں سے اہل اسلام دکن متاسف ہوئے ... بعد نماز جمعہ مساجد میں خلوص دل سے افغانستان میں قیام امن اور غازی امان اللہ خان کے لئے دعا مانگی اللہ جل شانہ مسلمانان علیحضرت غازی امان اللہ عدل و انصاف رعایا کی دلجوئی ہر دلعزیزی کی توفیق ... برادران اسلام کے ریشہ دوانیوں سے ممالک اسلامیہ کو محفوظ اور حکمرانوں کو شرعی پابندی عطا کرے۔

شدھی کا مزہ

... ضلع ... گذشتہ اکتوبر میں ایک پنڈت جی نے ایک ... کو جو عرصہ دس سال سے ایک ہندو کے ساتھ تھی اور ... شدھ کیا اور دیوی کے ... پنڈت جی سے ... پنڈتوں نے پوچھا چھوڑ دیا ... پنڈت جی ... سے پنڈت بلائے گئے ان ہی نے پیر ... کی بھی شدھی کرائی ... پچاس روپیہ صرف ہوئے مزاج ٹھکانے لگ گیا ... شدھی کا خیال ہوا تھا۔

افغانستان کا شہزادہ فرار ہو گیا

گرفتاری پر انعام

۳ جنوری۔ شاہی خاندان افغانستان کے کچھ افراد الہ آباد میں نظر بند تھے ان میں سے ایک صاحب مسمی سردار محمد خان جو موجودہ شاہ افغانستان کے قریبی رشتہ میں چچا ہوتے ہیں ۱۹ دسمبر کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اطلاع دئے بغیر الہ آباد سے غائب ہو گئے ہیں عام خیال ہے کہ وہ سرحد کو عبور کر کے بر سر پیکار فریقوں میں جا ملے ہیں جن میں سے ایک قبیلہ اون کی ننھیال بھی ہے حکومت نے انہیں گرفتار کرا دینے والے کیلئے معقول انعام بھی مقرر کیا ہے

ریل گاڑیاں لڑ گئیں

۱۴ آدمی زخمی ہوئے

۴ جنوری اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ سدرن بنگال ریلوے کمپنی ہوڑہ سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ آج صبح ۴ بجکر ۴ منٹ پر ۲۱ اپ پسنجر ٹرین ۲۹۲ ڈاؤن پسنجر ٹرین سے جو کھڑی تھی ... اسٹیشن ... ٹکرا گئی ... انجن پٹری سے اتر گیا ... ڈیڑھ گھنٹہ لگا اس کے بعد لائن صاف ہو گئی اور ... ٹرین کا ڈرائیور مسمی میر الدین و نیز تین تیسرے درجہ کے مسافر ... ولد ... اللہ یار ... اور تمر الدین ... ایسٹرن ... زخمی ہوئے جو طبی معائنہ کیلئے اسی ٹرین سے روانہ کر دئے گئے اس بار ... ۲۱ اپ پسنجر کی رفتار ... میل فی گھنٹہ تھی

ناگپور میں بادشاہ کیلئے دعا

ناگپور ... دھوتی باغ نے ایک جلسہ کر کے ملک معظم کی صحت یابی کیلئے دعا مانگی اور غریبوں کو کھانا کھلایا اور ... پایا کہ جب تک ملک معظم پورے طور سے تندرست نہ ہو جائیں ... یہی دستور العمل رہے گا

لاہور میں گرفتاریاں

مسٹر ... اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس اور منشی ... سنگھ ...

ہیڈ کانسٹیبل کے قتل کے سلسلہ میں ابھی تک ... گرفتاریاں عمل میں آ چکی ہیں جن میں سے دو مسلمان اور بقیہ ہندو افراد ہیں عدالت نے کچھ کو ضمانت پر چھوڑ دیا باقی کے متعلق مسئلہ ضمانت زیر غور ہے مزید گرفتاریوں کا ... ہے مگر آج تک کوئی خاص انکشاف نہیں ہوا پولیس نہایت سرگرمی کے معروف تفتیش و تحقیق ہے۔

مقامی

مل مزدوروں کے حملے اور قتل کی دھمکیاں

قتل کے سلسلہ میں پچاس گرفتاریاں

لیبر لیڈر۔ باہمی اختلاف اور مل مزدوروں کی مختلف یونین ہونے کے باعث بارہا فسادات اور حملے ہو چکے ہیں چنانچہ کل ہی مسٹر ... لیبر لیڈر پر مل مزدوروں نے حملہ کر دیا جو زخمی ہوئے اور ایک ہندو ہوٹل کی پناہ لیکر بمشکل اپنی جان بچا سکے۔

بدھ کو پونے تین بجے ۳ سو پچاس یا دو تہائی مزدوروں کے ... پر مانچسٹر مل کے مزدوروں نے ہڑتال کر دی اور تین سو پچاس چلانے والوں نیز سوت کاتنے کے لئے آنے والوں کو بھی قتل کی دھمکی دی گئی۔

سٹہ بازوں کی گرفتاریاں

بمبئی پولیس کی اس نمبر کی سرگرمیاں لائق ستائش ہیں چنانچہ منگل کی رات کو شیخ میمن سٹریٹ بمبئی میں ڈپٹی ... پولیس نے ایاسنے کی دوکان پر یورش کر کے ٹیلفون سے جو کھیلے جا رہے ... ۲۶ آدمی گرفتار کئے۔

اس کے متعلق ہم آئندہ مفصل لکھینگے۔

بمبئی کی منڈی

روئی

مارواڑی بازار	سیوری
بنگال ۲۰۲ روپیہ دسمبر جنوری ۲۹	بنگال ۲۱۰ روپیہ دسمبر جنوری
بنگال ۲۰۰ روپیہ مارچ ۲۹	بنگال ۲۰۰ روپیہ مارچ ۲۹
بھڑوچ ۲۰۶ روپیہ اپریل مئی ۲۹	بھڑوچ ۲۰۵ روپیہ اپریل مئی ۲۹
اومرا ۳۱۹ روپیہ جولائی ۲۹	اومرا ۳۱۹ روپیہ جولائی ۲۹
اودولی ... روپیہ مارچ ۲۹	... روپیہ مارچ ۲۹

ناظرین خلیل کے لیے ہماری خدمات

(بمبئی کی تشریف آوری)

بمبئی تشریف لانے والے حضرات کو اندازہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود بھی وہ آرام نہیں ملتا کہ جس کی کم از کم قیام صحت کے لیے ایک مسافر کو ضرورت ہوتی ہے۔ رہی دوسری مشکلات اور تکالیف سو اُن سے وہ حضرات بخوبی واقف ہیں جو کبھی بمبئی تشریف لا چکے ہیں۔ اِس لیے اِس کے متعلق ہم نے ناظرین خلیل کے لیے یہ انتظام کیا ہے کہ جو حضرات ہماری معرفت بمبئی تشریف لائیں گے ہم اپنی پوری ذمہ داری کے ساتھ اُن کے قیام وطعام کا انتظام اُن کی مرضی اور خواہش کے مطابق کریں گے پھر اُن کو نہ کسی قسم کی تکلیف ہوگی نہ شکایت کا موقع ملیگا اور نہ ہی اندازہ سے زیادہ روپیہ خرچ ہو سکے گا۔ لہٰذا آپ ہماری معرفت بمبئی تشریف لانا چاہتے ہیں تو دفتر کو حسب ذیل اُمور سے دو ہفتہ یا کم از کم ایک ہفتہ قبل آگاہی بخشئے ✤

(۱) غرض تشریف آوری کیا ہے اور کتنے روز قیام فرمانیکا ارادہ ہے ✤ (۲) تنہا تشریف لا رہے ہیں یا سب کتنے آدمی ہیں ✤

(۳) پورے قیام میں یا روزانہ قیام وطعام پر آپ اوسطاً کتنا خرچ ✤ (۴) قیام بمبئی کے بعد آپ کہاں تشریف لے جائیں گے اور کرنا چاہتے ہیں اور اس خرچ سے قیام وطعام میں کیا کیا چاہتے ہیں ✤ لیے آپ ہم سے کیا خدمت لیں گے ✤

اگر ان کے علاوہ اور کوئی خاص امر ہو تو اُس سے بھی مطلع کیجئے اور نوازش نامہ کے ہمراہ پانچ آنہ کے ٹکٹ ارسال فرمایئے تاکہ آپ کے لیے جو مناسب انتظام کیا جائے اُس سے آپ کو مطلع کردیا جائے۔ اور اگر اس کے بعد کسی مزید استفسار کی ضرورت ہو تو صرف جواب کے لیے ٹکٹ ارسال کردینا کافی ہوگا ✤ **نوٹ** غرض تشریف آوری معلوم کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ کے قیام کا انتظام آپ کے کاروبار سے متعلق جگہ کے قریب کیا جا سکے ✤

(طبی مشورہ)

اِس شعبہ کو بمبئی کے مشہور و معروف ہر دل عزیز اور حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس اعظم دہلی کے مایۂ ناز و افتخار شاگرد دیرینہ رفیق اور پرسنل سکرٹیری عالی جناب حکیم رشید احمد خاں صاحب دام اقبالہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ **لہٰذا** ابتدا سے لیکر اس وقت تک کی مختصر کیفیات مرض و معالجات اور مریض کی عمر و موجودہ حالت لکھکر اُس کے ہمراہ پانچ آنہ کے ٹکٹ ارسال فرمایئے نیز یہ بھی لکھئے کہ آپ کے یہاں ادویات کے ملنے میں کیا کیا مشکلات ہیں تاکہ نسخہ تجویز کرتے وقت اُن کا لحاظ رکھا جائے ✤

نوٹ :۔ اگر مناسب سمجھا گیا تو نسخہ کے ہمراہ کوئی تعویذ یا نقش اور کوئی وظیفہ یا اسم بھی ورد کرنے کے لیے بھیجا جائیگا

(آپ کے خادم)

(ایم خلیل اینڈ برادرس پاٹ کا بلڈنگ پہلا مالا بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۹)



M. Khalil G. Manager



H. H. Nawab Sahib of Bhopal



M. Qadir Mohiuddin.



A Jag'dar of Bho